The Late Allama Khawja

Comparison
BIBLE & QURAN

سب کو آزماؤ اور بہتر کو اختیار کرو (بائبل)
خُذمَا صَفَا وَ دَ عِ مَا کَدرَ (حدیث)

موازنہ

مصنفہ
خواجہ

جسکو
''اُخوتِ اندریاسیہ، پنجاب لاہور کے شعبہ تالیف واشاعت کی طرف سے
الف، ایم، نجم دین
نے انور منزل، ساندھا روڈ، لاہور سے شائع کیا،
۱۹۲۹ء

www.noor-ul-huda.com
(Urdu)
May .14. 2007

موازنہ

بائبل وقرآن

ازخواجہ

فہرست مضامین

مضمون

انتساب

اُس محبت اورعقیدت کے باعث جومجھے خدا شناس علم دوست اورغیر تمند برادرپادری آرڈبلیوکمنگس صاحب سے ہے۔ میں یہ ناچیزہدیہ اُنکی خدمت میں پیش کرتاہوں اوراس کتاب کو اُن کے اسمِ گرامی پر منسوب کئے دیتاہوں۔

گرقبول افتدزہے عزوشرف

ارات کیش

خواجہ

دیباچہ طبعہ ثانی

ازقلم

پادری سلطان محمد صاحب افغان

کسی کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس کی طباعت اوّل کی نشرو اشاعت سے ہوسکتاہے۔ اوراُس کے محاسن وقبائح کا انکشاف اُس کے ناظرین کی آراء وتقاریط سے حاصل ہوتاہے۔ میں اپنے نوجوان مگرمتین الطبع دوست خواجہ صاحب کومبارک باد کہتاہوں کہ ان دونوں اعتبار سے اُن کی یہ تصنیف ایک نہایت ہی کامیاب اوربدیع المنزلت کتاب ثابت ہوئی ۔مسیحیوں کی جمودوخمود طبعی کےباوجود ایک قلیل عرصہ میں اس کتاب کا ہاتھوں ہاتھ نکل جانا اورپھر دوبارہ طباعت سے مزین ہونا درحقیقت اس کتاب کا طغرائے امتیاز ہے۔

اس کتاب کی سنجیدہ دلائل اورمنصفانہ محاکمات کودیکھ کر ہمیں پورا یقین تھاکہ یہ کتاب نہ صرف مسیحیوں میں مقبول ٹھہریگی بلکہ مسلمان بھی اس کووقعت کی نگاہ سے دیکھیں گےاوراپنی دیرینہ روش کی تبدیلی پر مجبور ہونگے۔لیکن

افسوس ہے کہ ہماری یہ توقع حسب المرام بر نہ آئی۔ مسلمانوں کا وہ کثیر الافراد طبقہ جوہندوستان کی اطراف واکناف میں پھیلا ہوا ہے سراسر خاموش ہے اور"خموشی معنی داروکہ درگفتن نمی گنجد" البتہ اُن کے ایک قلیل الافراد فرقہ کی طرف سے ایک چرکین نویس شخص نے جسکو چرکین نویسی اُس کے استاد ازل کی طرف سے وراثت میں ملی ہے چند اوراق سیاہ کئے ہیں۔ کسی مسئلہ کی بابت اپنی رضامندی اوراختلاف کا اظہارکرنا بشرطیکہ وہ احقاقِ حق اورشرافت پر مبنی ہوکوئی معیوب بات نہیں ہے۔ لیکن تہذیب وانسانیت کوبالائے طاق رکھ کر کھلے الفاظ میں گالیوں اورمغلظات کا ڈھیرلگانا اوردلائل سے قطع نظرکرنا اورسب وشتم پراُترآنا کہاں کی تہذیب اورانسانیت ہے؟

یقیناً ناظرین میں سے بہت سے اصحاب ایسے ہونگے جواس دشمنِ تہذیب اورننگ انسانیت کی زہر افشانیوں کے نمونے دیکھنے کے مشتاق ہونگے اورہم خود بھی چاہتے ہیں کہ اُن دلخراش اوروحشت زاجملوں میں سے چند نمونتاً پیش کریں تاکہ ایک مسیحی اور غیر مسیحی شخص کی متانت اورسنجیدگی میں جو تفاوت ہے وہ بھی آشکارا ہوجائے۔ لہذا اقتباسات ذیل ملاحظہ ہوں:

- تف ہے ایسی تعلیم پر اورافسوس ہے اس عقل پر جوایسی ناقص تعلیم پر نازکرے۔ صفحہ ۹
- پس اب بتاؤ کہ قرآن میں اس تعلیم کا نشان نہیں۔ یاتم خود جاہل مطلق ہو"صفحہ ۹۔
- " تم ہٹ دھرم ہو اورلوگوں کو جان بوجھ کر دینا چاہتے ہو"صفحہ ۱۱۔
- "اپنی جہالت کا تمہیں احساس نہیں" صفحہ ۱۲۔
- "مجھے تمہاری شوخی پر غصہ آتا ہے اورتمہاری جہالت ونادانی مجھسے رحم کی اپیل کرتی ہے"صفحہ ۱۳۔
- "پس عربی زبان کا علم حاصل کرکے اپنی جہالت کا علاج کرو۔ قرآن مجید پر اعتراض کرکے اپنی ذلت کے سامان کیوں پیداکرتے ہو"صفحہ ۱۴۔
- "ذرا عقل سے کام لیا ہوتا یا عقل ہی سے محروم ہو"صفحہ ۲۶۔

- "کیا صرف لوگوں کو دھوکا دے کر سچا عیسائی بننے کے لئے ایا احمدیوں کے اس اعتقاد کہ پادری ہی دجال ہیں کا ثبوت دنیا کی آنکھوں کے سامنے رکھنے کے لئے "صفحہ ۳۲۔
- " انجیل کے اس فقرے کوبیان کرتے ہوئے تم شرم میں ڈوب مرتے ہیں۔ صفحہ ۴۵۔
- " اس پر تمہیں فخر کیسا یہ توڈوب مرنے کا مقام ہے "صفحہ ۴۵۔
- پھر تم نے یہ جھک کیوں ماری" (صفحہ ۴٦)۔
- کیا آپ اپنی حالت کو بھول گئے کہ جب آپ نے جوشیلا متلاشی ہونا ظاہر کیا تھا توپادری صاحب نے کتنے روپے آپ پر نچھاور کئے تھے عیسائیوں کی آنکھ میں مٹی ڈالو تو ڈالو دنیا تواندھی نہیں، (صفحہ ۴٦)۔
- کیوں خواجہ صاحب ابھی گھرپورا ہوایا نہیں "صفحہ ۴۸۔
- مجھے آپ کی جہالت پر رحم آتا ہے اورمجھے آپ کے ان دوست نمادشمنوں پر بھی افسوس ہے جنھوں نے اس کتاب کو شائع کرکے تمہاری ذلت کے سامان کو دینا پر نشر کیا "صفحہ ۵۱۔
- لیکن تم ہو کہ مرغ کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہو پس یہ بیحیائی نہیں توکیا ہے صفحہ ۵۳۔
- کیوں خواجہ صاحب خدا کی میز پر جب کھانا چنا جائیگا توہندوستانیوں کی طرح ہاتھ سے کھاؤ گے یا پادری صاحب کی میز پر چھری کا نٹا چلانے کی کافی مشق کر لی ہے۔ صفحہ ٦۱۔
- تف ہے ایسی عقل پر صفحہ ۴۷۔
- خواجہ صاحب مجھے توایسا معلوم ہوتاہے کہ تم نے منافقانہ طورپر کسی سادہ لوح "محبت کی دیوی جو" وفا کے نام پر جان دیتی ہے۔ کوپھنسانے کے لئے یہ جال بچھایا ہے اورتمہارے یہ الفاظ ایک جوتشی اوررمال کے الفاظ ہیں جوکسی غرض مندی دیوی کوسبز باغ دکھاکر اس کے کان سے بالی اتروالیا کرتے ہیں یااُس راہ گیر کے الفاظ ہیں جومسافر کوتمہاری مایہ نازمحبت کا جام پلا کر لوٹ لیا کرتے ہیں" (صفحہ ۷۸)۔
- اس جرات کو جہالت قرار دوں یا تعصب گوآپ کے لئے ہردولعنت ہی ہیں "صفحہ ۷۹۔

- تعصب نے تمہیں اندھا کردیا ہے"صفحہ ۸۹۔

یہ ہیں ان لوگوں کی تہذیب کے چندنمونے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ" ہم رسول اللہ کے اسوہ حسنہ پر چلنے والے ہیں" اور"خلق محمدی" کے مجسم نمونے۔ اس تہذیب کے پُتلے کے کلمات اس قدر درشت اوردل آزارواقع ہوئے ہیں کہ خود اس کی ضمیراسکو ملامت کررہی ہیں چنانچہ اپنی ضمیر کے خون کرنے کی غرض سے یہ نامعقول عذرگناہ بدتر گناہ تراشنے پر مجبور ہواکہ" مجھے اس کتاب میں بعض ایسے فقرات لکھنے پڑے ہیں جن کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ لیکن خواجہ صاحب کی روش مضمون کی پابندی اور وقتی ضرورت سے مجبور تھا کہ میں انہیں تحریرمیں لاؤں "(سرورق کا دوسرا صفحہ)۔

"خواجہ صاحب کی روش" کے متعلق میں علی الاعلان کہنے کوتیار ہوں کہ نہایت شائستہ بے حد مہذبانہ اوراعلیٰ درجہ پر محققانہ واقع ہوئی ہے آپ ان کی کتاب سے ایک لفظ بھی اس قسم کا پیش نہیں کرسکتے۔جوپایہ تہذیب سے ساقطہ ہو یا جس سے کسی کی دل شکنی مقصود ہے۔ باقی رہی۔"مضمون کی پابندی" اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بجز نک بندی اوردلخراشی کے آپ سے کچھ بن نہ سکا۔ البتہ آپ کی " وقتی ضرورت" کے عذرکو میں تسلیم کرتاہوں کیونکہ آپ اُس آب وہوا میں رہنے کے عادی ہیں جس کا ذرہ ذرہ گالی گلوچ کی زہرآلود عفونت سے مسموم ہوچکا ہے۔ اگرآپ اس " وقتی ضرورت سے مجبور" نہ ہوتے تواس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی کتاب کا پوچھنے والا بھی کوئی نہ ہوتا ۔پس اس باب میں مجھ کوآپ کے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔

میں ناظرین کویقین دلاتاہوں کہ اس شخص کی کتاب میں ایک جملہ بھی ایسا معقول اورمدلل ہماری نظر سے نہیں گذرا جس کی جانب ہم خواجہ صاحب کومتوجہ کراسکتے۔ درحقیقت یہ خواجہ صاحب کی بدقسمتی ہے کہ اُن کا سابقہ ایک ایسا شخص کے ساتھ پڑا ہے جس نے لکھنو کی بھٹیاریوں کی بھی مات کردیا ہے۔ لہذا ہمارے پاس بجزاس کے اورکوئی علاج نہیں کہ جواب جاہلان باشد خموشی۔

والسلام

جانبداری اورتعصب ہمیشہ تحقیق کی راہ میں حائل رہے۔اورعقیدتمندانہ یا متعصبانہ خام خیالیوں کے پردوں نے مذاہب کو اپنی اصلی ہیبت اورصورت میں پیش ہونے نہ دیا۔ ایسی طبائع بہت ہی کم ہوتی ہیں جو حق وباطل میں پورا امتیاز کرسکیں۔ اورہر امر میں صائب رائے رکھیں یا صحیح فیصلہ دیں۔ورنہ انسانی طبعیت کا یہ اقتضا ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی سمت جھک جاتی ہے اورپھر اُدھر ہی کی ہورہتی ہے۔ جوشخص جن حالات میں پیدا ہوگا۔ اورجس کرہ ہوائی میں پرورش پائیگا۔ وہ اُنہیں سے متاثر بھی ہوگا۔آبائی مذہب ہرایک کوعزیز ہوتا ہے ۔ اورقدرتی طورپر اُس سے طبعیت میں ایسا اُنس اورلگاؤ مرکوز ہوجاتا ہے۔ اس کے قبح حسن اورعیب ثواب معلوم ہوتے ہیں۔ بھونڈی اوربدنما باتیں اورخود غرضانہ اورنفس پرستی کی تعلیمات بھی اگراُس مذہب میں شامل ہوں تواُن کی خلش اُس کے ماننے والوں کے دل کو محسوس نہیں ہوتی۔یہاں تک کہ وہ بظاہر معقول باخبر، صحیح الدماغ اورروشن ضمیر انسان جودیگر مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی قابلیت ، قوت فیصلہ اورفلسفیانہ باریک بینی کا کماحقہ ثبوت دیتے ہیں۔ جب اپنے دین ومذہب غورکرتے ہیں تواُن کی عقل اُنہیں جواب دیدیتی ہے۔ اوروہ ہر غیر معقول اورناقابل بات کو بلا چون وچرقبول کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں ۔ اُن کی ناقدانہ نظرجب دوسرے مذاہب پر پڑتی ہے۔تووہ خوب ہی بال کی کھال نکالتے ہیں۔ مگرخدا جانے یہ کیا مارجا ہے کہ جونہی اُنہوں نے اپنے مذہب پر وہی محققانہ نظر لوٹائی وہیں اُن کی عقل مفقود ہوئی اوربصیرت زائل اورفہم ادراک اورتمیز وشعوریوں جاتے رہے۔ جیسے گدھے کے سرے سے سینگ ۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جوکم وبیش ہر انسان میں پایا جاتا ہے اورکسی خاص مذہب وملت سے مخصوص نہیں۔ بلکہ جمیع ادیان عالم کے ماننے والے اس کا شکارہیں اورہوتے جارہے ہیں۔

اب اگرکسی پر بس ہوتا ہے توخیر تھی۔ انسانی طبعیت کا ایک طرف لڑھک جانا یونہی کچھ کم خطرناک نہ تھا لیکن اس پر دوسری آفت یہ ہے کہ ہر شخص جوخفیف مذہبی دلچسپی رکھتا ہے۔وہ اپنے آپ کو عالم متبحر سمجھتا ہے۔ اورنہ صرف اپنے

ہی دینی معاملات میں دخل اندازی کرتا اور رائے دیتا ہے۔ بلکہ روئے زمین کے تمام مذاہب اوراُن کی تعلیمات وتفصیلات پر نظر ونقد کرتا اوراپنے تئیں معلومات کا خزانہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ حالات بالکل برعکس ہوتے ہیں۔

ہندوتوایک تجارتی قوم ہے جسے مذہب اوراس کی نشرو اشاعت اورتائید سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں بعض ہیں جو چند رسومات کوجواُن تک نسلاً بعدنسلٍ پہنچی ہیں۔پابندی اوراحتیاط کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی طبعیت کا رُخ اوردماغ کا میلان دوسری سمت یعنی دینوی ترقی اورتجارت کی طرف ہے۔ اورعلاوہ ازیں اُنکا مذہب بھی تبلیغی مذہب نہیں۔اورنہ اُن کے ہاں خدا کی برکتیں بلاتمیز قوم عام ہیں ہاں آریہ سماجی اس سے کسی حد تک مستثنیٰ ہیں۔ رہے مسلمان اورعیسائی ۔ کیونکہ عموماً یہی تین قومیں ہندوستان میں آباد ہیں سوعیسائی اس درجہ امند پسند اورصلح جوہیں۔کہ بجز معدودے چند افراد کے سب کے سب صرف اپنی مذہبی خوبیوں پر قانع ہیں۔اوروہی دوسروں کوپیش بھی کرتے ہیں۔ مباحثہ ومناظر کووہ بمنزلہ مقابلہ ومجادلہ کے سمجھتے ہیں۔ اوراس جھگڑے کے میدان میں داخل ہونے کے پسند نہیں کرتے۔ اُن میں سے اکثراس بات کے قائل ہیں۔ کہ صرف اپنے مذہب کی صداقت پیش کی جائے اوردیگر مذاہب کی تکذیب سے اجتناب کیا جائے۔وہ کہتے ہیں کہ جب آفتابِ جہانتاب اپنے سارے نورچمک اورتمازت کے ساتھ طلوع کرتا ہے۔ تومشعلیں خود ہی بجھادیتی ہیں۔ اس لئے وہ دوسروں کی تردید وتکذیب نہیں کرتے بلکہ صرف اپنی تائید اورتصدیق ہی ضروری اورکافی جانتے ہیں اوربس لیکن مسلمانوں کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان میں سے ہرایک غیرت حمیت اورجوش وخروش پایا جاتا ہے۔گوبسااوقات اسکا استعمال نہایت غلط اورناجائیز طریق پر ہوتا ہے۔ اُن مسلمانوں میں جومذہبی دلچپسی رکھتے ہیں۔ یہی جوش جواُن کا قومی امتیاز اورنشان بن چکا ہے۔اس رنگ میں جلوہ نما ہوتا ہے کہ مذہب کے نام پر ہر شخص اپنی جان اورمال کوخطرے میں ڈالنے کوتیار ہوجاتا ہے اورمسلمان نوجوانوں میں سے بالمعوم اوراحمدیوں میں سے بالخصوص ہرایک اپنے آپ کو عالم اورفاضل تصور کرتا ہے اورنتیجتہً ہرمذہب کے متعلق اپنی رائے دیتا ہے حالانکہ ننانوے فیصدی سے بھی زیادہ ایسے ہوتے ہیں۔جن کو قرآن

شریف کے مضامین پر عبور نہیں۔ ہاں چند ایسے ہونگے جو حصولِ ثواب کے لئے عربی عبارت کی تلاوت ضرور کرتے ہیں۔ پر مطالب ومعانی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ اس پر بھی وہ لیکچروں کے دُم بریدہ فقرے اوررسالوں اوراخباروں کے منقولہ حوالہ جات لیکر ہمہ دانی کاادعا کرتے ہیں۔ اورسمجھتے ہیں کہ ہمچوما دیگرے نیست کسی مضمون کی کامل واقفیت اُنہیں ہوتی نہیں۔ مگرایک آیت مل گئی ۔ بس اُسی کو لے اُڑے اوراُسی پر اپنی رائے قائم کردی۔ نہ سیاق کی خبر نہ سباق کا پتہ۔ نہ دوسری موافق یا مخالف آیاتِ متعلقہ سے واقفیت ۔ ایسے سینکڑوں مسلمان ہیں جنھوں نے مذہبی کتب کبھی کھول کر نہیں دیکھیں مگر الہٰیات اوردینیات پر رائے زنی اوربحث کرتے ہیں۔ اوراپنی جہالت کا بھی انہیں علم نہیں ہوتا کسی شاعر نے اُنہیں کی شان میں کہا اورخوب کہا

ہر کس کہ نداند وند اند کونداند

درجہل مرکب ابدالہ ہربماند

میں نے جب ان اموپر غورکیا توسمجھاکہ یہ لوگ تصویر کا ایک ہی رُخ دیکھنے اورپیش کرنیکے یہاں تک عادی ہوگئے ہیں کہ تمام مذہبی علم ادب طرفداری سے مملو ہے۔ غیر کی خوبی کا اگر کسی کوعلم بھی ہو تووہ ذکر نہیں کرتا۔ اوریوں ہضم کردیا جاتا ہے کہ ڈکار نہیں لیتا۔ تومجھے سخت رنج وافسوس ہوا۔ کہ جہالت اورتعصب دونوں نے سیاہ بادلوں کی طرح محیط ہوکر آفتاب صداقت کوچھپا رکھاہے اورمیں نے مناسب جاناکہ بائبل اورقرآن کی جس قدرآئتیں مجھے ملیں۔ مضامین کے اعتبار سے اُنہیں جمع اورمرتب کرکے یکجا اورباہم مقابل لکھدوں تاکہ کم از کم ان دومذاہب کا جوایک ہی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اچھی طرح سے موازنہ اورمقابلہ ہوسکے اورجس قدر اخلاقی تعلیم دونوں میں پائی جائے اس کو اکٹھا کردوں۔ کیونکہ میرے زعم میں اخلاق مذہب کی جان ہے۔ اورکینٹ صاحب کے خیال کے مطابق جوکہ ایک جلیل القدرجرمن فلاسفر ہوا ہے۔ اخلاق ہی مذہب ہے۔ اس لئے میں نے اس غرض سے کہ مضامین قرآن وانجیل پر عبور ممکن ہوسکے۔ ہر مضمون پرپوری واقفیت بہم پہنچ جائے۔ اور نیز مقابلہ میں دونوں کے ذاتی جوکہر کھل جائیں نہایت دیانتداری سے آیات قرآنی کا انتخاب شروع کیا اورکمال درجہ کی حُزم واحتیاط برتی۔ تاکہ کوئی خوبصورت سے خوبصورت اخلاقی

تعلیم رہ نہ جائے۔ اورجس قدر محنت وکاوش اورتجسس وتلاش میں نے آیاتِ قرآنی کی نسبت کی۔ اُسی کیلئے میں دادخواہ ہوں۔ ورنہ انجیل کے انتخاب میں تومجھے اس کے عشر عشیردقت کا بھی سامنا نہیں ہوا۔ میرا دعویٰ ہے کہ انتخاب مضامین میں ، میں نے نہایت دیانت وامانت کا حق ادا کیا ہے۔ اوراس لحاظ سے یہ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ ہاں حواشی میں البتہ میں نے اپنی رائے کا اظہارکیا ہے۔

ترجمہ قرآن کی بابت مجھے بہت جستجو کرنی پڑی۔ ترجمہ وہ درکار تھا جو عام فہم بامحاورہ اورسلیس ہو۔لیکن مستند بھی ہو۔ شاہ عبدالقادرکا ترجمہ سب تراجم سے زیادہ معتبراورصحیح سمجھا جاتاہے۔ مگروہ بہت عرصے کا ہے۔ اُسکی زبان اب اچھی طرح سمجھی نہیں جاتی۔ بہت سےمحاورات متروك ہوچکے ہور بہت سے الفاظ غیر مانوس اجنبی اورغیر موزوں معلوم ہوتے ہیں۔مولوی نذیر احمد کے ترجمہ میں دونوں خوبیاں ہیں۔ بامحاورہ بھی ہے اورصحیح بھی۔ لیکن اس میں ایك اوردقت ہے۔ اوروہ یہ کہ خطوط وحدانیوں میں اس قدر تشریحی الفاظ وفقرات کی بھر مار ہے کہ وہ درحقیقت ایك تفسیر ہے نہ کہ ترجمہ جس میں الفاظ کی پوری رعایت رکھی گئی ہو۔ پادری عماد الدین صاحب کے ترجمہ قرآن کو اہل اسلام تسلیم نہ کرینگے۔اورپادری احمد شاہ شائق صاحب بھی مسیحی ہیں آخرکارمجھے فیض بخش ایجنسی فیروزپورکا مطبوعہ ترجمہ قرآن بلا متن ملا۔ یہ شاہ عبدالقادرصاحب کا ہی اردوترجمہ ہے جسے مولوی نجم الدین سیوہاردی نے بامحاورہ سلیس اردو کی شکل دی ہے۔ اورمتروك الفاظ کونکال کراُن کی بجائے مستعمل ومروج تراکیب والفاظ رکھے ہیں۔چنانچہ اس کے دیباچہ میں لکھاہے کہ " ہمارا ترجمہ کوئی جدید ترجمہ نہیں بلکہ وہی شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ ہے۔ جس کی صحت سب کے نزدیك مسلم ہے۔ فقط اتنافرق ہے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ آجکل کی اردو کے لحاظ سے محاورہ نہیں ہے۔ اورہم نے اس کو بامحاورہ کردیا ہے"۔

اس رسالہ کی ابتدا میں خدا تعالیٰ کی ذات وصفات دونوں کتابوں سے دکھائی ہیں۔ کیونکہ اُسی ذاتِ اقدس پر تمام مذاہب کامدار ہے۔ وہی ایك بنیاد ہے جس پر مذہبوں کی عمارتیں کھڑی

ہیں اوراسی لئے خدا کی ہستی مذہب کے لئے ایک جزولا ینفک ہے جسے اس علیحدہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ناظرین باتمکین سے استدعا ہے۔ کہ اس کا بلاتعصب وبغض مطالعہ فرمائیں ۔ میں نے اسے مفید مکمل اورجامع بنانے کی ہرامکانی کوشش کی ہے۔ کامل عرقریزی اورمتواتر اورمسلسل جستجو کے بعد جس قدرآیات مجھے مل سکیں میں نے درج کردیں اورکوئی ایسی آیت نہیں چھوڑی جسکا اندراج میری نظر ضروری ہے۔ لیکن ہر چند کہ میں نے ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا بھی بخل نہیں کیا اورفراخدلی وغیر جانبداری سے اس فرض کو انجام دیا ہے۔ توبھی میں اپنی بے بضاعتی اورکمزوری سے واقف ہوں اورجانتاہوں کہ سہووخطا سے مبرا نہیں۔ اس لئے اگرکوئی صاحب کسی ایسی اخلاقی تعلیم کی طرف توجہ دلائیگا جسے میں نے نظر اندازکردیاہو۔ تواُس کی رعایت آئندہ اشاعت میں رکھی جائیگی اس دفعہ بھی قرآن مجید کی جواوراچھی آیت مجھے ملی ہے میں نے درج کردی ہے کیونکہ میری غرض اس سے محض یہ ہے کہ مسیحی ومسلم حضرات اپنی اپنی مقدس کتب کی حقیقت سے واقف ہوجائیں۔ اورجوبہتر ہواسکو اختیا رکریں۔

اس کتاب کی طبع اول پر بعض احباب نے اخبارات میں بعض مقامات کی تردید کی ۔ اورایک مستقل کتاب بھی اس کے جواب میں لکھی گئی جوایک احمدی کی تصنیف ہے اورہرگز توجہ کے لائق نہیں۔ پھر بھی میں نے طبع ثانی میں ان حضرات اوردیگر کرمفرماؤں کے اعتراضات کی رعایت رکھی ہے۔ ہا ں گالیوں کا جواب مجھ سے نہیں ہوسکتا اورمیں یہی کہتاہوں

بدم گفتی وخورسند عفاک اللہ نکوگفتی

دعویٰ الہام

قرآن شریف

ہم نے اس کو قرآن بزبان عربی نازل کیا ہے۔ شائد تم سمجھو (سورہ یوسف آیت ۴)۔

یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ اتارا ہے اورہم آپ اسکے نگہبان ہیں (حجرات آیت ۹)۔

اورجوکلام ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے۔ اگرتمہیں اس میں کچھ شک ہوتوتم اس کی مانند ایک سورت لے آؤ (بقرہ آیت ۲۱)۔

اور قرآن میں سے ہم وہ باتیں نازل کرتے ہیں جومومنین کے لئے نصیحت اوررحمت ہیں (بنی اسرائیل آیت ۸۴)۔

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا کہ اہل جہان کے لئے ڈرنے والا ہو (فرقان آیت ۱)۔

تو کہہ میرے اورتمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔ اوریہ قرآن میری طرف اُترا ہے تاکہ میں تم کو اور جسکو یہ پہنچے ڈراؤں۔ (انعام آیت ۱۹)۔

یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف نازل کی کہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لائے (ابراہیم آیت ۱)۔

تو کہہ میں تمہیں صرف ایک ہی نصحیت دیتاہوں یہ کہ تم دودواورایک ایک اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہو پھر فکر کروکہ تمہارا صاحب (محمد) دیوانہ نہیں۔ وہ تو تم کوایک سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہےتو کہہ جو میں نے تم سے مزدوری مانگی ہو وہ تمہیں کومبارک رہے میری مزدوری توصرف اللہ پر ہے اوروہ ہر شئے پر حاضر ہے۔ تو کہہ میرا رب سچا دین ڈالتا جاتا ہے۔ وہ خفیہ باتوں کا جاننے والا ہے۔۔۔۔ تو کہہ اگرمیں گمراہ ہوا تواپنے ہی بُرے کے لئے گمراہ ہوا اوراگرمیں نے ہدایت پائی تواُس وحی کے سبب سے جو میرا رب مجھ پر نازل کرتا ہے(سبا آیت ۴۵تا ۴۹)۔

بائبل مقدس

لیکن ہم پر پروردگار نے ان کو روحِ پاک کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ روحِ پاک سب باتیں بلکہ پروردگار کی تہ کی باتیں بھی دریافت کرلیتاہے۔ کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتاہے سوا انسان کی اپنی روح کے جو اس میں ہے؟ اسی

طرح پروردگار کے روح کے سوا کوئی پروردگار کی باتیں نہیں جانتا۔مگر ہم نے نہ دنیا کی روح بلکہ وہ روح پایا جو پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے تاکہ ان باتوں کو جانیں جو پروردگار نے ہمیں عنائت کی ہیں۔ اورہم ان باتوں کو ان الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہم کو سکھائے ہوں بلکہ ان الفاظ میں جو روحِ الٰہی نے سکھائے ہیں۔(۱کرنتھیوں ۲باب ۱۰سے ۱۳)۔

کیونکہ ہماری نصیحت نہ گمراہی سے ہے نہ ناپاکی سے نہ فریب کے ساتھ۔بلکہ جیسے پروردگار نے ہم کو مقبول کرکے خوشخبری ہمارے سپرد کی ویسے ہی ہم کو بیان کرتے ہیں ۔ آدمیوں کو نہیں بلکہ پروردگار کو خوش کرنے کے لئے جو ہمارے دلوں کو آزماتا ہے۔اورہم نہ آدمیوں سے عزت چاہتے تھے نہ تم سے نہ اوروں سے ۔(۱تھسلنکیوں ۲باب ۳سے ۶)۔

خدا کاشکر ہے جومسیح میں ہم کو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے اوراپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے (۲کرنتھیوں ۱باب ۱۴)۔

چنانچہ ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس حکمت کے موافق جو انہیں عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھتا ہے ۔اوراپنے سب خطوں میں ان باتوں کا ذکرکیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اورجاہل اوربے قیام لوگ ان کے معنوں کوبھی اورصحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتےہیں۔ (۲پطرس ۳باب ۱۵سے ۱۶آیت)۔

ہرایک صحیفہ جوخدا کے الہام سے تعلیم اورالزام اور اصلاح اورراستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے(۲تمتھیس ۲باب ۱۶)۔

نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے بلائے بولتے ہیں (۲پطرس ۱باب ۲۱)۔

جوخوشخبری میں نے سنائی وہ انسان کی سی نہیں کیونکہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اورنہ مجھے سکھائی گئی بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا(گلتیوں ۱باب ۲آیت ۔

خدا نے ہر طرح کی حکمت اوردانائی کے ساتھ کثرت سے ہم پر فضل نازل کیا چنانچہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے

اُس نیک ارادے کے موافق ہم پر ظاہر کیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرالیا تھا(افسیوں ۱باب ۸ سے ۹)۔

گوہماری نظر میں دعویٰ کچھ شے نہیں۔ واقعیت اورحقیقت اورصداقت خود اپنا دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی۔ خوشبودارچیز خود نہیں پکارتی کہ مجھ میں خوشبو ہے۔ حسن وخوبصورتی نے کبھی دعویٰ جمال ورعنائی نہیں کیا۔ سورج نکلتا ہے اورجہان کوروشن کردیتا ہے۔ مگراس کے بے نقاب چہرے پر کبھی کسی نے اس کی جہانتابی وعالم آرائی کا اشتہارلکھا نہیں دیکھا۔ لیکن خوشبو نے قوتِ شامہ سے اپنے اثر کی سند لے لی۔اورحسن نے عقل کو جلاوطن کرکے انسانی دلوں پر حکومت کی اورآفتاب نے اپنے نورانی جلال کے سامنے ہر شوخ نظر کی آنکھیں خیرہ کردیں۔اورکسی کومجال انکارنہ رہی۔ بعینہ یہی حال خدا کے پاک کلام کا ہے۔ وہ جہاں ہوگا سونے کی طرح چمکتا اورکُندن کی طرح دمکتا ہوانظرآئیگا۔ اورجس طرح لعل بدخشاں اورسڑک کے روڑے کنکرے ایک نہیں ہوسکتے۔ جیسے گوڈرمیں کمخواب کا پیوند نہیں کھپ سکتا۔ ویسے ہی انسانی کلام اورخدائی کلام میں عقل سلیم کے لئے تمیزکرنا دشوارنہیں۔ اس کی پاکیزہ وبلند تعلیم اوراعلیٰ وبالا اوربلند وبرتر حکمت اس بات کی شہادت دیگی کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔لیکن بعض مسلمان جن کی نظر باطن پر نہیں بلکہ محض ظاہر پر ہے۔ اورجوکسی چیز کے مغزاورگودے تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ پوست اور چھلکے کودیکھتے ہیں۔ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ انجیل پر الہامی ہونیکا سائین بورڈ دکھاؤ اورملہمان انجیل کے منہ سے کہلواؤ کہ ہم جوکچھ کہتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ گویہ مطالبہ ہماری نظر میں التفات کے قابل نہیں کیونکہ کسی چیز کی ذاتی خوبی اورحقیقی جوہر کے مقابلہ میں دعویٰ ایک بے حقیقت چیز ہے بلکہ کلام اللہ میں ہی کوئی مابہ الا ختصاص ہونا چاہیے۔ جواُس کے کلام الہٰی ہونے پر شاہد ناطق ہونیکا حکم رکھتا ہے۔مگراس ذہنیت کے لوگوں کی تسلی کے لئے ہم نے چند آیات انتخاب کرکے لکھدی ہیں جو ملہمان انجیل کے اپنے الفاظ میں دعویٰ الہام ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جوخوشخبری خدا نے ہمارے سپرد کی۔ بغیر سرمواختلاف یا تصرف کے ہم" ویسے ہی" بیان کرتے ہیں اور" ہم خدا کے کلام میں آمیزش نہیں کرتے" بلکہ ومابنطق عن الھویٰ کے مصداق ہیں۔ اُسی کے بلائے ہوئے بولتے اوراُسی کے روح کی ہدایت سے گویا ہوتے ہیں ۔جوہم

کو اسیروں کی طرح گشت کراتااوراپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلہ سے ہرجگہ پھیلاتا ہے"۔ ہمارا نطق اُسی کی طرف سے ہے جس سے ہمیں حکمت ودانائی ملی اورکثرت سے فضل نازل ہوا۔ اورہم آدمیوں سے عزت نہیں چاہتے ۔ نہ انہیں خوش کرنا ہمیں مطلوب ہے۔ اسی لئے نہ کبھی ہمارے کلام میں خوشامد پائی گئی ۔ نہ وہ لالچ کا پردہ بنا" جب اُس نے "خوشخبری کا کوئی بھید" ہم پر" ظاہر کیا" ہم نے کہا اوردلیر وبیباک ہوکر کہا کہ ہم خدا کے پیغامبر ہیں اورگویا" زنجیرے سے جکڑے ہوئے ایلچی" (افسیوں ۶باب ۱۶)۔اس سے بڑھ کر الہام کی سند اورکیا ہوسکتی ہے۔

اب رہی حقیقتِ الہام۔ سواس میں مسلمانوں کوایک اصولی غلطی لگی ہوئی ہے۔ اوروہ بنائے فاسد برفاسد رکھے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ

خشت اول چوں نہد معمارکج

تاثریامی رووديوارکج

وہ سمجھتے ہیں کہ وحی یا الہٰام وہی ہے جوخدا کے کسی پردارکارندے جبرئیل کی وساطت سے آسمان سے زمین پرپہنچا۔ جوکچھ خدا نے فرمایا۔ انسانی الفاظ اورعربی زبان میں فرمایا جولفظ بلفظ جبرئیل امین نے حضرت محمد صلعم کوآ سنایا اورآپ نے یادکرلیا یا دوسروں کو حفظ کرادیا۔ اُسے کہتے ہیں وہ کلامِ خدا۔ مگرمسیحی عقیدہ اورانجیل کی تعلیم کے مطابق خدا مضمون القا کرتا ہے۔ اورایک پیغام دیتا ہے جسے ملہم خدا کے رُوح کی ہدایت کے مطابق اپنے الفاظ اوراپنی زبان اوراپنے محاورات میں بیان کرتا ہے۔ اورخدا فقط اُسے غلطی وخطا اورافراط تفریظ سے بچائے رکھتا ہے اب خودہی فیصلہ کرلو کہ کونسا الہام معقول اورکونسا طریقِ الہام قابل قبول ہے۔

قرآن شریف

اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم اُن کے پا س آرام حاصل کرو اورتمہارے درمیان مہر ومحبت پیدا کی بیشک اس میں دھیان کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں (روم آیت ۲۰)۔

اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ وہ بشارت دینے والی ہوا میں بھیجتا ہے تاکہ اپنی رحمت سے کچھ تمہیں چکھائے تاکہ اُس کے حکم سے کشتیاں جاری ہوں تاکہ اُس کا فضل دروزی تلاش کرو اورشائد تم شکرگزار ہو (روم آیت ۴۵)۔

اورایک نشا نی اُن کے لئے رات ہے کہ ہم اُس سے (کھال کی طرح) دن کھینچتے ہیں۔ پھر ناگاہ وتاریکی میں آجاتے ہیں اورسورج اپنی قرار گاہ پر چلا جاتا۔ یہ اندازہ غالب جاننے والے کا ہے اورچاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں۔ یہاں تک کہ وہ کھجور کی شاخ کی مانند ہوجاتا ہے۔ نہ سورج سے ہوسکتا ہے کہ چاند کو جاپکڑے اورنہ رات دن کے آگے بڑھ سکتی ہے اورسب ایک گھیرے میں تیرتے ہیں (سورہ یسین آیت ۳۷ تا ۴۰)۔

بائبل مقدس

ہرایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے۔ مگرجس نے سب چیزیں بنائیں۔ وہ خدا ہے (عبرانیوں ۳: ۴)

اس کی اندیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اورالوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہوکر صاف صاف نظر آتی ہے یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذرباقی نہیں (رومیوں ۱: ۲۰)۔

جس پروردگار نے دنیا اوراس کی سب چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اورزمین کا مالک ہوکر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہوکر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے کیونکہ وہ تو خود سب کو زندگی اورسانس اورسب کچھ عطا کرتا ہے ۔ اوراس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئی زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اوران کی میعادیں اورسکونت کی حدیں مقرر کیں۔ تاکہ رب العالمین کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں ہر چند وہ ہم میں سے کسی سے دور

نہیں۔کیونکہ اسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ (اعمال الرسل ۱۷: ۲۴تا ۲۸)۔

ہر شخص جواس نگارخانہ قدرت میں دیدہ بینا اوراس نقار خانہ ہستی میں گوش شنوا رکھتا ہے کائنات کے ہر ذرہ میں صانع ازل اورخالق لم یزل " کی ازلی قدرت اورالوہیت" کے کرشمے دیکھیگا۔ اورتمام مصنوعات جس میں خود حضرتِ انسان بھی شامل ہے۔زبانِ حال سے یہ کہتی ہوئی سنائی دینگی الھمہ مالک الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك من تشاءاے اللہ سب مالک کے مالک! توجسے چاہے ملک دے اورجس سے چاہے ملک چھین لے۔ پس کوئی خدا کی ہستی کے کیا دلائل بیان کرے کہ" وہی سب کوزندگی اورسانس اورسب کچھ دیتا ہے"اوراُسی میں ہم جیتے اورچلتے پھرتے اورموجود ہیں" سب سے پہلے انسان اپنے وجود پر غورکرے کہ یہی اُس ذات واجب الوجود کی بہترین صنعت ہے اورسوچ کہ" ہرایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے"پھر کیا یہ عالم صغیر، یہ چھوٹی سی دنیا یعنی جسم انسانی بنائے ہی بن گیا۔ پھر انسانی روح جواپنے خالق ومالک کے عشق میں بیتاب اوراُسے ملنے کی خواہشمند ہے اُس حقیقتِ مستور پر شاہد ناطق ہے۔ غرض خدا کی ہستی کے بیشمارثبوت ہیں لیکن دنیا میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جودیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اورسنتے ہوئے نہیں سنتے"۔ جن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھاگیا اوروہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے" اورخدا کا انکار کربیٹھے۔ ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے (اے کاش کہ وہ تسلی پانا چاہیں) قرآن وانجیل میں بہت دلائل ہیں۔ مگرافسوس ہے اُن نیم ملاؤں پر جو کہتے ہیں کہ انجیل نے اس ضروری مضمون کوبیان نہیں کیا۔ ایسوں کی جہالت دورکرنے کےلئے یہی چند آیات جواوپر لکھی جاچکی ہیں کفایت کرینگی۔

قرآن شریف

اورتمہارا خدا ایک خدا ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے مگروہی(بقرہ آیت ۱۵۸)

تو کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کو کسی نے جنا اورنہ وہ خود جنا گیا۔ اس کے جوڑکا کوئی نہیں۔ (سورہ اخلاص)۔

تمہارا معبود ایک معبود ہے (نحل آیت ۱۳)۔

سوتمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اُس کے فرمانبردار رہو(حج آیت ۱۳۵)۔

اللہ کی عبادت کرو اورکسی کواُس کا شریک نہ ٹھہراؤ(نساء.۴)

بیشک خدا شرک کونہیں بخشتا۔ اوراس کے نیچے جسے چاہے بخش دیتا ہے اورجس نے خدا کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا (نساءآیت ۱۱۶)۔

تم اللہ کی عبادت کرو اورطاغوت سے بچے رہو۔(نحل آیت ۳۸)۔

خدا کے سواجنہیں تم پکارتے ہو وہ تمہاری مانند بندے ہیں۔سواگرتم سچے ہو توانہیں اس حال میں پکارو۔ جب وہ تمہیں جواب دے سکیں۔ کیا بتوں کے پیرہیں کہ اُن سے چلیں یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا اُن کےکان ہیں جن سے وہ سنیں تو کہہ کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤپھر میرا بُرا کرواورمجھے کچھ فرصت دو(اعراف آیت ۱۷، ۱۹، ۹۳)۔

کیا ہمارے سوان کے اوربھی معبود ہیں کہ انہیں بچاتے ہیں وہ اپنی جانوں کی مدد نہیں کرسکتے اورہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا ساتھی نہیں (انبیاءآیت ۴۴)۔

اورجن کووہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ۔ وہ کچھ پیدا نہیں کرسکتے اورآپ پیدا ہوتے ہیں ۔ مُردے ہیں جن میں جان نہیں اوراُنہیں معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائینگے(نحل آیت ۲۰۔ ۲۲)۔

بائبل مقدس

اے اسرائیل سن خداوندہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے(مرقس ۱۲: ۲۹)۔

اورہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد برحق کو اورمسیح کو جسے تونے بھیجا ہے جانیں(یوحنا ۱۷: ۳)۔

ہمارے نزدیک توایک ہی اللہ ہے یعنی باپ جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں اورہم اُسی کے لئے ہیں(کرنتھیوں ۸: ۶)

میرے سوا کوئی خدا نہیں۔(یسعیاہ ۴۴: ۶)۔

وہ ایک ہی ہے اوراُس کے سوا اورکوئی نہیں(مرقس ۱۲: ۳۲)

میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچ زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچ ہے۔ مت بنا، تو اُن کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ ان کی عبادت کر (خروج ۲۰: ۳ تا ۵)۔

اے آدم زاد ان مردوں نے اپنے بتوں کو اپنے دل میں نصب کیا ہے۔ اور اپنی بدکاری کے ٹھوکر کھلانے والے لکڑ کو اپنے چہرے کے سامنے رکھا ہے۔ کیا ایسے مجھ سے سوال کریں (حزقی ایل ۱۴: ۳)۔

ان باطل چیزوں سے کنارہ کرکے اُس زندہ خدا کی طرف پھرو (اعمال ۱۴: ۱۵)۔

اے بچو اپنے آپ کو بُتوں سے بچائے رکھو (یعنی ۵: ۲۱)۔

بُت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں اگرچہ آسمان وزمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (۱کرنتھیوں ۸: ۴)۔

پس خدا کی نسل ہو کر ہم یہ خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذاتِ الہٰی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہُنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہوں (اعمال ۱۷: ۲۹)۔

اُن کے بُت روپا اور سونا ہیں۔ آدمیوں کی دستکاریاں وہ منہ رکھتے ہیں پر بولتے نہیں۔ وہ آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں وہ کان رکھتے ہیں پر سنتے ہیں اُن کی ناکیں بھی ہیں۔ لیکن سونگھتے نہیں۔ وہ ہاتھ رکھتے ہیں پر پکڑتے نہیں وہ پاؤں رکھتے ہیں۔ پر چلتے نہیں وہ اپنے گلے سے بھی آواز نہیں نکالتے وہ جو اُنہیں بناتے ہیں اور وہ سب جو اُن کا بھروسہ رکھتے ہیں ۔ اُنہیں کی مانند ہیں (زبور ۱۱۵: ۴ تا ۸)۔

انہوں نے پروردگار کو جان تو لیا مگر اس کی خدائی کے لائق اس کی تمجید اور شکرگزاری نہ کی بلکہ باطل خیالات میں پڑگئے اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے ۔ اور غیرفانی رب کی بزرگی کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا ۔ (رومیوں ۱: ۲۱ تا ۲۳)۔

اس لئے کہ انہوں نے پروردگار کی سچائی کو بدل کو جھوٹ بنا ڈالا اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اس خالق کے جو ابد تک محمود ہے۔ آمین۔ (رومیوں ۱: ۲۵)۔

قرآن شریف

اللہ آسمانوں اورزمین کا نور ہے۔ اُسکے نور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے طاق جس میں چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشہ میں۔ شیشہ گویا چمکتا تارہ ہے(سورہ نورآیت ۳۵)۔

تو کہہ کہ اگرتم خدا سے محبت رکھتے ہوتو میرے تابع ہو، اللہ تم سے محبت رکھیگا (آل عمران آیت ۲۹)۔

بائبل مقدس

تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلیگا اورتیرے چاند کا زوال نہ ہوگا۔ کیونکہ خداوند تیرا ابدی نورہوگا۔(یسعیاہ۶۰: ۲۰)۔

ہراچھی بخشش اورہر کامل ایمان اوپر سے اورنوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے(یعقوب ۱: ۱۷)۔

خدا نورہے اوراس میں ذرا بھی تاریکی نہیں (۱یوحنا ۱: ۵)۔

جومحبت خدا کوہم سے ہے اس کو ہم جان گئے۔اورہمیں اس کا یقین ہے۔ خدا محبت ہے اورجومحبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے اورخدا اُس میں قائم رہتا ہے(۱یوحنا ۴: ۱۶)۔

خدا محبت ہے ۔جومحبت خدا کوہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ ہم اس کے سبب سے زندہ رہیں۔ محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی(۴: ۸ تا ۱۰)۔

ہم اس لئے محبت کرتے ہیں کہ پہلے اس نے ہم سے محبت کی(۱یوحنا ۴: ۱۹)۔

یہ سچ ہے کہ مذہب عیسوی کی بنیاد" محبت" پرڈالی گئی ۔ مگرباہمی انسانی محبت کے علاوہ اگرکسی مذہب نے خدا کو"محبت" کہاہے۔ تووہ یہی مذہب ہے۔ خدا کی اس عدیم النظیر محبت کا ذکر اس وضاحت وصراحت کے ساتھ کسی اورمذہبی کتاب میں نہیں ملتا۔ اوربالخصوص قرآن میں تواس کا نشان ہی نہیں۔ ہاں ایک آیت ہے جولکھ دی گئی ہے مگراس میں بھی مشروط الہٰی محبت کا تذکرہ ہے۔ یعنی اگرکوئی خدا سے محبت رکھے اورحضرت صلعم کے تابع فرمان ہوجائے توخدا اس

سے محبت رکھیگا۔یہ محبت کی توہین اوراس لفظ کی ہتک ہے۔ دراصل " محبت" اس میں نہیں کہ ہم نے محبت کی بلکہ اس میں کہ اُس نے ہم سے محبت کی"۔

روح

بائبل مقدس

خدا روح ہے اورضرورہے کہ اس کے پرستارروح اورسچائی سے پرستش کریں (یوحنا۴: ۲۴)۔

اوروہ خداوند روح ہے اورجہاں کہیں خداوند کا روح ہے وہاں آزادی ہے۔ مگرجب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینے میں تواُس خداوند کے وسیلے سے جوروح ہے ہم اسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں (۲کرنتھیوں ۳: ۱۷تا ۱۸)۔

ازلی وغیرفانی

قرآن شریف

وہ سب سے پہلے ہے اورسب سے پیچھے (سورہ دہر۳)۔

جوکوئی زمین پر ہے فانی ہے اورتیرے رب کی ذات باقی رہے جائیگی (رحمٰن۲۶، ۲۷)۔

بائبل مقدس

میں اول اورمیں آخر ہوں (یسعیاہ ۴۴: ۶)۔

بقا صرف اُسی کو ہے ۔ اوروہ اُس نورمیں رہتا ہے جس تک کسی کی گذرنہیں ہوسکتی (۱تیمتھیس ۱: ۱۷)۔

ازل سے ابدتک توہی خدا ہے (زبور۹: ۲۰)۔

زمین وآسمان نیست ہوجائینگے۔ پرتوباقی رہیگا (زبور۱۰۲: ۲۶)۔

نادیدہ

قرآن شریف

آنکھیں اسے نہیں پاسکتیں اوروہ آنکھوں کو پاسکتا ہے (انعام ۱۰۳)۔

بائبل مقدس

خدا کوکسی نے کبھی نہیں دیکھا (یوحنا۱: ۱۸)۔

اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزت وتمجید ابد الآباد ہوتی رہے (۱تیتمھیس ۱: ۱۷)۔

نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا اورنہ دیکھ سکتا ہے (۱تیمتھیس ۶: ۱۶)۔

کامل

بائبل مقدس

تمہارا آسمانی باپ کامل ہے (متی ۵: ۴۸)۔

خدا چٹان ہے اوراس کا کام کامل ہے (استشنا۳۲: ۴)۔

قدوس

قرآن شریف

وہ ان کے شرک سے پاک اوربلند ہے (یونس ۱۹)۔

اللہ پاک ہے (یونس ۶۹)۔

اے اللہ توپاک ہے (نورآیت ۱۵)۔

بائبل مقدس

خدا سچا ہے اوربدی سے مبرا ہے (استشنا ۳۲: ۴)۔

خداوند ہمارا خدا قدوس ہے (زبور۹۹: ۹۰)۔

تمہارا بلانے والا پاک ہے (۱پطرس ۱: ۱۵)۔

اے میرے خداوند اے میرےقدوس ۔ تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں۔ کہ توبدی کودیکھ نہیں سکتا (حبقوق ۱: ۱۲تا ۱۳)۔

خدا کی پاکیزگی اورقدوسیت بس یہی نہیں کہ وہ پاک ہے اوراس میں کچھ ناپاکی نہیں۔ بلکہ یہ کہ وہ بدی کودیکھ نہیں سکتا۔ اورگناہ کی اُسے برداشت نہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ پھر بھی وہ گنہگاروں سے پیارکرتا اوربدکاروں کی برداشت کرتا ہے۔

لاتبدیل

قرآن شریف

اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اورسب کا قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند(بقرہ۲۶۵)

بائبل مقدس

ہراچھی بخشش اورہر کامل انعام اوپر سے ہے۔ اورنوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے۔ جس میں نہ کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے اورنہ گردش کے سبب اُس پرسایہ پڑتا ہے(یعقوب ۱: ۱۷)۔

زمین وآسمان مبدل ہوجائینگے۔ پر توہی ہے۔ اورتیرے برسوں کی انتہا نہ ہوگی(زبور۱۰۲: ۲۷)۔

بلندوبالا

قرآن شریف

اللہ کی صفت بلند ہے۔ (نحل ۶۲)۔

بیشک اللہ بلند بڑا ہے(نساء ۳۸)۔

بائبل مقدس

توہی اکیلا جس کا نام یہواہ ہے۔ ساری زمین پر بلند وبالا ہے(زبور۸۳: ۱۸)۔

آسمان میرا تخت ہے اورزمین میرے تلے کی چوکی۔ تم میرے لئے کیسے گھربناؤ گے۔ یا میری آرامگاہ کونسی ہے یہ سب چیزیں میرے ہاتھ سے نہیں بنیں(اعمال ۷: ۴۹)۔

دانا

قرآن شریف

اللہ زبردست ہے حکمت والا (بقرہ۲۰۵)

اوربیشک خدا غالب حکمت والا ہے(عمران ۱۵۵)

بائبل مقدس

خداوند دانش کا خدا ہے(۱سیموئیل ۲: ۳)۔

خدا کی دانش غالب ہے(ایوب ۳۶: ۶)۔

خدا کی دانش کامل ہے(ایوب ۳۷: ۱۷)۔

واہ خدا کی حکمت کیا ہی عمیق ہے۔اس کے فیصلے کس قدرادراک سے پرے اوراس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں۔ خداوند کی عقل کوکس نے جانا (رومیوں ۱۱: ۳۲، ۳۳)۔

حاضر و ناظر

بائبل مقدس

تیری روح سے میں کدھر جاؤں اورتیرے حضور سے میں کہاں بھاگوں ، اگر میں آسمان کے اوپرچڑھ جاؤں توتووہاں ہے۔ اگرمیں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تودیکھ تووہاں بھی ہے۔ اگرصبح کے پنکھ لے کر سمندر کی انتہا میں جارہوں تووہاں بھی تیرا ہاتھ مجھے لے چلیگا اورتیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالیگا(زبور ۱۳۹: ۷تا۱۰)۔

علم و بصیر

قرآن شریف

اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۱۵)۔

آسمانوں اورزمینوں کا علم غیب اللہ کوہے(نحل آیت ۷۹)۔

میں آسمان زمین کی چھپی باتیں جانتاہوں اورجوتم ظاہر کرتے ہواورجوتم چھپاتے ہومجھے معلوم ہے۔ (بقرآیت ۳۱)۔

پھرتم اس کی طرف جوظاہر وباطن سے واقف ہے لوٹائے جاؤگے (توبہ آیت ۱۰٦)۔

زمین اورآسمانوں کی پوشیدہ بات خدا کے پاس ہے(ہود آیت ۱۲۳)۔

بائبل مقدس

کیا کوئی آدمی چھپی جگہوں میں اپنے کو چھپاسکتا ہے کہ میں اُسے نہ دیکھوں(یرمیاہ ۲۳: ۲۴)۔

وہ تو دلوں کے رازوں سے بھی آگاہ ہے(زبور۴۴: ۲۱)۔

اے خداوند تومجھے جانتا اورپہچانتا ہے ۔ تومیرا بیٹھنا اورمیرا اٹھنا جانتاہے۔ تومیرے اندیشے کودُور سے دریافت کرتا ہے۔ تومیرا چلنا اورمیرا لیٹنا خوب جانتا ہے ۔ بلکہ تومیری ساری روشوں سے خوب واقف ہے کہ دیکھ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے تو اے خداوند بالکل آگہ نہیں۔ توآگے پیچھے میرے گھیرنے والا ہے(زبور۱۳۹: ۱تا ۵)۔

انسان کی راہیں خدا کی آنکھوں کے سامنے ہیں(امثال ۵: ۲۱)۔

خداوند سارے دلوں کو جانچتا ہے۔ اورخیالوں کے سارے تصورکو پہچانتا ہے (۱تواریخ ۲۸: ۲۹)۔

خدا کی ہمہ دانی کا کیا ہی بے نظیر اورعجیب تصویران آیات میں دلایا گیا ہے۔ یہ کس قدرراست ہے کہ" اے خداوند تومجھے جانتاہے اورپہچانتاہے۔ تومیرا بیٹھنا اورمیرا اٹھنا جانتاہے۔ تومیرے اندیشے کودُور سے دریافت کرتا ہے تومیرا چلنا اورمیرا لیٹنا خوب جانتا ہے بلکہ تومیری ساری روشوں سے خوب واقف ہے۔ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے توآگاہ نہیں"۔ اس سے زیادہ خوبصورت مرقع اورکیا ہوسکتا ہے۔

قادر مطلق

قرآن شریف

بیشک خدا ہر شے پر قادرہے (بقرآیت ۱۰۳)۔

خدا ہر شے پر قادرہے۔(بقر۱۹)۔

بائبل مقدس

میں خدائے قادرہوں (پیدائش ۱:۱۷)۔

میں خداوند ہوں اورمیں نے ۔۔۔ خدائے قادرمطلق کے نام سے اپنے تئیں ظاہر کیا (خروج ۲:۶تا ۳)۔

رحیم وغفور

قرآن شریف

وہ توآدمیوں پر شفیق اورمہربان ہے (بقرآیت ۳۸)۔

بیشك اللہ بخشنے والا مہربان ہے (بقرآیت ۱٦۸)۔

اورجانو کہ اللہ بخشنے والا بُردبار (بقرآیت ۲۳٦)۔

بیشك خدا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے (نسآیت ۴٦)۔

جسے چاہیگا بخشیگا اورجسے چاہیگا عذاب دے گا (بقرآیت ۲۸۴)۔

بیشك خدا آدمیوں پر فضل کرنے والا ہے (بقرآیت ۲۲۴)۔

بائبل مقدس

تمہارا باپ رحیم ہے (لوقا ٦: ۳٦)۔

خداوند خدا رحیم اورمہربان ۔قہر میں دھیما اور رب الفیض ووفا ہزارپشتوں کے لئے فضل رکھنے والا ۔گناہ اورتقصیر اورخطا بخشنے والا (خروج ۳۴: ۶تا ۷)۔

تواے خداوند بھلا ہے اوربخشنے والا ۔ اورتیری رحمت اُن سب پرتجھے پکارتے ہیں۔ وافر ہے (زبور۸۶: ۵)۔

وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اورہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اورعادل ہے۔ (یوحنا۱: ۹)۔

شان کریمی ملاحظہ ہو۔ الہٰی سیرت کا کیا عجیب نقشہ ہے "غصہ میں دھیما اورشفقت بڑھ کر۔

قرآن شریف

وہ آسمانوں اورزمین کا موجد ہے (انعام ۱۰۱)۔

وہ ہرشے کا پیدا کرنے والا ہے (انعام آیت ۱۰۲)۔

توکہہ آسمانوں اورزمینوں کا رب کون ہے۔ توکہہ اللہ ہے (رعد آیت ۱۷)۔

اُس نے آسمانوں اورزمین کوٹھیک پیدا کیا۔۔۔آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا۔۔ اورتمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ۔۔۔ اوراُس نے گھوڑے اورخچر اورگدھے تمہاری سواری اورزینت کے لئے پیداکئے اوراب پیدا کرتا رہتا ہے۔۔۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اوتارا۔۔۔ اورتمہارے لئے سورج اورچاند کو مسخر کیا اورستارے اُسے حکم کے تابع ہیں۔۔۔ اوراُس نے تمہارے لئے زمین میں مختلف رنگوں کی چیزیں پھیلائی ہیں ۔۔۔ اور وہی ہے جس نے دریا کو قابوکیا۔۔ اوراُس نے زمین میں پہاڑوں کواس لئے گاڑا کہ وہ تمہیں لے کر مل نہ جائے۔ اورنہریں اورسڑکیں بنائیں اورعلامات بنائیں۔۔ توکیا خالق غیر خالق کے برابر ہوجائیگا (نحل آیت ۳تا ۱۷)۔

بائبل مقدس

ابتدا میں خدا نے آسمان کو اورزمین کوپیدا کیا ۔ (پیدائش ۱:۱)۔

توہاں توہی اکیلا خداوند ہے۔ تونے آسمان کو اور آسمانوں کے آسمان کو اوراُن کی ساری آبادی کو اور زمین کو

اورجوکچھ اُس پر ہے اورسمندروں کو اورجوکچھ اُن میں ہے بنایا اورتوسبھوں کا پروردگار ہے (نحمیاہ ۹: ۶)۔

خداوند خدا آسمانوں کو خلق کرتا اوراُنہیں تانتا۔ زمین کو اوراُنہیں جواُس میں سے نکلتے ہیں۔ پھیلاتا اوراُن لوگوں کو جواُس پر ہیں سانس دیتا اوراُن کو جواُس پر چلتے ہیں روح بخشتا ہے (یسعیاہ ۹: ۶)۔

خدا نے آسمان اورزمین اورسمندر اورجوکچھ اُن میں ہے پیدا کیا(اعمال ۴: ۱۵)۔

وہ خداوند کے نام کی ستائش کریں کہ اُس نے حکم دیا اوروہ موجود ہوگئے (زبور ۱۴۸: ۵)۔

خدا نے دنیا اوراُسکی ساری چیزوں کو پیدا کیا (اعمال ۱۷: ۲۴)۔

اوراُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اوراُن کی میعادیں اورسکونت کی حدیں مقرر کیں(اعمال ۱۷: ۲۶)۔

عہدنامہ عتیق کی سب سے پہلی کتاب "پیدائش" ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کا مفصل ومسلسل بیان ہے اوراس ترتیب وتفصیل کے ساتھ قرآن میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔

قرآن کی یہ آیت خاص توجہ کے لائق ہے کہ" خدا نے زمین میں پہاڑوں کواس لئے گاڑا کہ وہ تمہیں لے کر مل نہ جائے"۔ اورمقام پریوں لکھا ہے کہ" خدا نے پہاڑوں کو میخیں بنایا ہے"۔

رازق

قرآن شریف

توپوچھ کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق پہنچاتا ہے۔۔۔ سووہ جواب دینگے۔ اللہ۔ توکہہ پھر کیا تم نہیں ڈرتے (یونس آیت ۳۲)۔

اللہ جو ہے بے شک وہی روزی دینے والا صاحبِ قدرت زبردست ہے (طور ۵۸)۔

بائبل مقدس

ہوا کے پرندوں کودیکھو نہ بوتے، نہ کاٹتے، نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں توبھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے (متی ۶: ۲۶)۔

چوپایوں کے لئے گھاس اورانسان کی خدمت کے لئے سبزی وہی اُگاتا ہے (زبور۱۰۴: ۱۴)۔

خدا اور انسانی وسعت

قرآن شریف

ہم کسی نفس کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے (انعام ۱۵۳)۔

بائبل مقدس

تم کسی ایسی آزمائش میں نہیں پڑے۔ جوانسان کی برداشت سے باہر ہو اورخدا سچا ہے۔ وہ تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ آزمائش میں نہ پڑنے دیگا۔ بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کردیگا۔ تاکہ تم برداشت کرسکو (۱کرنتھیوں ۱۰: ۳)۔

دشمنِ کفار

قرآن شریف

جوکوئی اللہ کا اوراُس کے فرشتوں کا اوراُس کے رسولوں کا اورجبرائیل اورمیکائیل کا دشمن ہوگا تو خدا اُن کافروں کا دشمن ہوگا (بقرآیت ۹۲)۔

سب پر مہربان

بائبل مقدس

خداوند سب کے لئے بھلا ہے (زبور۱۴۵: ۹)۔

کیونکہ خدا ناشکروں اوربدوں پربھی مہربان ہے (لوقا ۶: ۳۵)۔

خدا اپنے سورج کو بدوں اورنیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اورراستبازوں اورناراستوں دونوں پرمینہ برساتا ہے (متی ۵: ۴۵)۔

خدا بھی خوف ہے ۔ ٹھٹھا کرنے والوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے (بقرآیت ۴)۔ فریبیوں کے ساتھ فریب میں گوئے سبقت لے جاتا ہے ۔جیساکہ قرآن کے دیگر مقامات سے ظاہر ہوتا ہے

اوریہاں اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ مگر انجیل میں اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ "خداوند سب کے لئے بھلا ہے" اوروہ ناشکروں اوربدوں پر بھی مہربان ہے" مقابل کی آیات پڑھئے اورانصاف کیجئے۔

بانئ گناہ

قرآن شریف

اوراگر اللہ چاہتا تو سب کوایک ہی دین پر کردیتا۔لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرے اورجسے چاہے ہدایت دے (نحل آیت ۵۵)۔

اورہم نے آدمیوں اورجنوں میں اکثروں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا (اعراف ۱۷۸)۔

اورجب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تووہاں کے دولتمندوں کو حکم دیتے ہیں ۔ پھر وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب اُن پر وعدہ عذاب ثابت ہوجاتا ہے۔ پھر ہم اُنہیں اکھاڑپھینکتے ہیں (بنی اسرائیل ۱۷)۔

جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اُس کے لئے کوئی راہ نہیں (شوریٰ آیت ۴۵)۔

اورجواللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہیگا تومیری نصیحت تمہیں مفید نہ ہوگی (سورہ ہود ۳٦)۔

اوراگر تیرا رب چاہتا توسب لوگوں کو راہ پر کردیتا اوروہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ مگر جس پر تیرے رب کا رحم ہوا اورخدا نے اُنہیں اسی لئے پیدا کیا ہے (کہ اختلاف کریں) اورتیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ البتہ میں جنات اورآدمیوں سب سے دوزخ بھردونگا (سورہ ہود ۱۲۰)۔

مندرجہ صدرآیات نے بہت سے اہل فکر کوششدر اورحیران کررکھا ہے۔ میری رائے میں یہ خدا پر افترا ہے کیونکہ وہ " ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے"بدی کا نہیں بلکہ نیکی کا خالق ہے۔ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا عمداً اورارادتاً گناہ کا وجود دنیا میں رکھتا ہے۔بہتوں کو خود ہی جادہ مستقیم سے ہٹاکر اُنہیں گمراہ کرتا ہے اورکچھ اس طورپر گمراہ کرتا ہے کہ اُن کے لئے کوئی نصیحت سوُد مند نہیں ہوتی۔ اُس نے اکثروں کودوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اورجس بستی کا ہلاک کرنا اُسے مطلوب ہوتا ہے۔

اُس کے دولتمندوں کوخودہی نافرمانی کا حکم دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں اورخدا اُن پر عذاب نازل کرتا اوراُنہیں اکھاڑپھینکتا ہے۔ سبحانک ھذا بھتان عظیمہ۔

بعض دوست جنہیں ژرف نگاہ ہی میسر نہیں اس کے جواب میں یوں کہہ دیتے ہیں کہ بائبل میں بھی ایسی آیات موجود ہیں مثلاً لکھا ہے کہ" خدا نے ایک تقدیر مقرر کی جوٹل نہیں سکتی"۔ (زبور ۱۴۸: ٦)۔ اور"خدا نے فرعون کے دل کو سخت کردیا(استشنا ۲: ۳۰)۔ وغیرہ حالانکہ ان آیات سے خدا کا بانی گناہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اوراس کے معنی بجز اس کےکچھ نہیں کہ فرعون نے جب شقاوت اپنا شعار اوربدعنوانی اپنا طریق بنالیا توخدا نے اسکے ہی افعال کا نتیجہ مرتب کردیا اوراُس کا مزاج کڑا اوردل سخت ہوگیا۔ قرآن مجید میں بھی اس قسم کی آیات ہیں کہ" جب وہ ٹیڑھے چلے تواللہ نے اُن کے دل ٹیڑھے کردئے"(سورہ صف آیت ۵)۔ خدا نے مہر کردی ہے کافروں کے دلوں پر اوراُن کے کانوں پر اوراُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے" (بقر آیت ٦)۔گویا جولوگ کفروبے دینی پر اصرار کے ساتھ قائم رہتے۔ خدا سے آنکھیں چُراتے اورکجروی اختیارکرتے ہیں۔ خدا اُنہیں اُن کی آزادی مرضی پر چھوڑدیتا ہے اورہلاکت کی راہ پر اُنہیں چلنے دیتا۔ انجیل کے محاورہ کے مطابق انہیں" ناپسندیدہ عقل کے حوالے کردیتا ہے"۔ جس سے اُن کےدل سخت ہوجاتے ہیں۔ تعصب اُن کو اندھا کردیتا ہے اوررفتہ رفتہ حق کے قبول کرنے کی صلاحیت ہی اُن سے جاتی رہتی ہے۔ اوریہ اُن کے اپنے ہی افعال زشت کا انجام اوراپنی بغاوت وعدواُن کا ثمرہ ہوتا ہے۔خدا صرف اُن کے حسب حال نتائج مرتب کردیتا ہےاوربس۔ مگر ہم استدلال کی بنیاد اس قسم کی آیات پر نہیں رکھتے۔ اوروہ آیاتِ قرآن جوزیب عنوان ہیں۔ ناقابلِ تاویل ہے۔ اورخدا کوصریح طورپر۔ بدی کا موجد اورگناہ کودوست رکھنے والا ثابت کررہی ہیں۔

انجیل شریف

اے باپ آسمان اورزمین کے خداوند (متی ۱۱: ۲۵)۔

تم اس طرح دعا مانگا کروکہ اے ہمارے باپ توجوآسمان پر ہے(متی ٦: ۹)۔

تاکہ تم اپنے باپ کے جوآسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو(متی ۵: ۴۵)۔

یتیموں کا باپ خدا ہے(زبور۶۸: ۵)۔

بس جب تم بُرے ہوکر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو توتمہارا باپ جوآسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا(متی ۷: ۱۱)۔

انسانی محاورہ میں "خدا کی عظمت اوربزرگی اوراُس کی ربوبیت کے اظہار کے لئے باپ سے زیادہ موزوں اورپیارا کوئی لفظ نہیں۔ اسی لئے انجیل وتورات میں خدا کوبجا باپ کے لفظ سے مخاطب کیا گیاہے لیکن تعجب ہے کہ قرآن میں جہاں خدا کے متعدد اسماء الحنسہ بیان ہوئے ہیں جو انجیل سے ماخوذ ہیں وہاں یہ نام موجود نہیں اورمسلمان اسے کفر جانتے ہیں ۔ ہاں ایک جگہ قرآن میں یوں لکھا ہے ۔فاذکرواللہ کذکرکمہ آباء کمہ اشد ذکر ۔ یعنی خدا کواس طرح یادکروجس طرح تم اپنے باپوں کو یادکرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اب اس سے کوئی چاہے جوسمجھ لے۔

قرآن شریف

اُس کے بیٹا نہیں

وہ آسمانوں اورزمینوں کا موجد ہے۔ اس کے بیٹا کیونکر ہوگیا۔ حالانکہ اُس کے کوئی جورونہیں۔ (انعام ۱۰۱)۔

خدا کو لائق نہیں کہ کوئی بیٹا رکھے۔ وہ پاک ہے۔ (مریم آیت ۳۶)۔

وہ کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے۔ وہ اس تہمت سے پاک ہے(انبیاآیت ۲۶)۔

انجیل میں بکثرت ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔ جن میں حضرت مسیح کو ابن اللہ کہا گیاہے۔ جہلاعموماً ان سے چونک پڑتے ہیں۔ اورقرآن بھی انہیں کے ہم آہنگ ہوکر کہتاہے کہ خدا کے توکوئی بیوی نہیں اس کے ہاں کس طرح بیٹا ہوگیا۔ کاش کہ تعصب اورجہالت ان لوگوں کی آنکھوں کوبے بصارت نہ کردیتے اوروہ دیکھتے کہ جب خدا جسم نہیں بلکہ انجیل میں صاف منقول ہے کہ " وہ روح ہے" تواس تعلقات روحانی ہونگے نہ جسمانی۔ اورجب ذات باری جسم نہیں۔ تواُس کے جسمانی

بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے؟ خدا کی شان ہے اگرابن السبیل مسافر کو کہیں توعجب نہیں۔ کسی امرتسری مولوی ابوالوفا کہدیں تومضائقه نہیں اورکسی اورابولبلاغت[1] کے نام سے پکاریں توجائز ہے۔ مگر ابن اللہ کہا نہیں که ایک تیر ان کے دلوں میں جا لگا بھلاان سے پوچھو تو۔ راستے کی کوئی بیوی ہوتی ہے جس سے مسافر پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یاوفا اوربلاغت بھی کوئی انسان ہیں جن کے باپ ہوتے ہیں ۔ پس جب رات دن یه الفاظ ومحاورات استعمال کرتے ہیں۔ اورکسی کو ان سے ٹھوکر نہیں لگتی۔ توابن اللہ کہنے سے کیوں اُنہیں الہٰی ذات کی نسبت جسمانی تعلقات کا گمان ہے۔ بے شک خدا اس سے پاک ہے که وہ جسمانی آلائیشوں سے ملوث ہو۔ اورزناشوئی کے تعلقات رکھے۔ مگریه ایک روحانی رابطه فرزندی ہے۔ جوبیوی کا محتاج نہیں۔ کتاب مقدس میں اس محاورہ کی ایسی توضحیح وتشریح ہے که غلط فہمی کی مطلق گنجائش نہیں۔ لکھا ہے که" جوشخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس سے ہے(یعنی شیطان کی ذریت ہے)کیونکه ابلیس شروع سے گناہ کرتا رہا۔ جوکوئی خدا سے پیدا ہوا۔ وہ گناہ نہیں کرتا کیونکه خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے خدا کے فرزند اورابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں (۱یوحنا ۳: ۹تا ۱۰)۔

اورپر لکھا ہے که جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں(رومیوں ۸: ۱۴)۔

حیرت تویه ہے که مسیح کی ابنیت پر زیادہ اعتراضات احمدی اصحاب کرتے ہیں۔ اورنہیں جانتے که خود جنابِ میرزا کوخدا کہه رہا ہے۔ انت منی بمنزله ولدی (اے مرزا تومیرے بیٹے کی بجائے ہے) میرزا خدا کا بیٹا ہوسکتا ہے۔ اورخدا کی ذات میں نقص نہیں ٹھہرتا۔ مگرمسیح کے ابن اللہ ہونے کے لئے خدا کی بیوی کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ خدا جانے ان کی عقلیں کیوں غارت ہوگئیں که ایک صاف اورسیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ یه لوگ ہر بات کی خلاف اورناجائز تاویل کرنے کے اس حد تک خوگرہوگئے ہیں که ان کی عقلیں بھی سلب ہوچکی ہیں۔ انا اللہ وانا الیه راجعون۔

---

[1] قرآن نے بھی ایک جگہ ہادیہ کو دوزخیوں کی ماں کہا ہے۔(سورہ قارعه آیت ٦)

تثلیث

بیشک وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے (مائدہ آیت ۷۷)۔

تین نہ کہو۔ بازآؤ۔تمہارا بھلا ہوگا۔ اللہ جو ہے وہ توایک ہی معبود ہے۔ (نساآیت ۱۶۹)۔

اورجب خدا کہیگا کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تونے لوگوں سے کہا تھاکہ مجھے اورمیری ماں کو اللہ سے الگ دوخدا مانو(مائدہ آیت ۱۶)۔

قرآن مجید نے جس تثلیث کی تردید کی ہے اورجس کا اقنومِ ثانی مریم کوبتایا گیاہے۔ مسیحی اس کے ہرگز قائل نہیں اور جب وجہ اتہام ہی غلط نکلی۔ تووہ متہم کیونکر ہوسکتے ہیں۔ انجیل میں خدا کی توحید پر جس قدرزور دیا گیاہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اُسے خدائے " واحد وبرحق" کے نام سے پکارا گیاہے۔ اورپھر یہ کہکر کہ" سوائے ایک کے اورکوئی خدا نہیں"۔ شرک کی بنیاد اکھاڑدی ۔مگرہاں خدا کی ذات واحد میں عیسائی اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں۔ ذاتِ باری باعتبارغیر واحد ہے۔ اورلا شریک ہے اورعیسائی صدقِ دل سے کہتا ہے کہ اشهد ان لا اله لا الله وحده لا شريك له لیکن بطونِ توحید کی کیفیت اورماہیت کو کوئی انسان نہیں سمجھ سکتا۔ اورنہ انسانی دماغ اسکی کنہ کو پاسکتا ہے۔ یہاں ہماری عقل لنگڑی اورفراست بیکار ٹھہرتی ہے۔ یہیں انسان اپنی بیچارگی کومحسوس کرتا اورپکاراٹھتا ہے۔ کہ اُس کی راہیں بے نشان ہیں" خود صوفیائے کرام کا یہ مذہب ہے کہ خدا کی صفات میں تدبر اوراُن کی تقلید نیکی کا باعث ہے۔ لیکن اس کی ذات میں فکر کرنا داخل کفر ہے۔ اوراس میں توکلام ہی نہیں کہ ہم اُس ذات باری تعالیٰ کی نسبت براہ راست کامل علم اورپوری واقفیت حاصل نہیں کرسکتے۔ اورالہام کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

ذہن میں جوگھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا
جوسمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

"کیا تواپنی تلاش سے خدا کا بھید پاسکتا ہے یا قادرِمطلق کے کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ وہ ایسا بلند ہے جیسے آسمان۔ توکیا کرسکتا ہے اورتوپاتال سے گہرا ہے۔ توکیا جان سکتا ہے " (ایوب ۱۱: ۶ تا ۹)۔

حبِ الٰہی

قرآن شریف

وہ جو ایماندار ہیں۔ وہ خدا کی محبت میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں۔(بقرآیت ۱۶۰)۔

بائبل مقدس

تواپنے سارے دل اورسارے جی اوراپنے سارے زورسے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ (استشنا ۶: ۵)۔

خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اوراپنی ساری جان اوراپنی ساری عقل سے محبت رکھ بڑا اورپہلا حکم یہی ہے (متی ۲۲: ۳۷)۔

خدا کے ساتھ محبت رکھنے کی تعلیم بھی انجیل میں کیسی زبردست ہے کہ قرآن اس کا لگا نہیں کھاسکتا"۔ اپنے سارے دل اورسارے جی اورسارے زورسے خدا سے محبت رکھ"۔

خوفِ خدا

قرآن شریف

مومنوخدا سے ایسا ڈروجیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے (آل عمران آیت ۹۷)۔

البتہ جولوگ اپنے رب کے خوف سے تھرتھراتے ہیں (مومنون آیت ۵۹)۔

بائبل مقدس

خدا سے ڈرو(۱پطرس ۲: ۱۷)۔

خداوند کا خوف دانش کی ابتدا ہے(امثال ۱: ۷)۔

خداوند کا خوف زندگی کا چشمہ ہے تاکہ موت کے پھندوں سے چھٹکارا ہو(امثال ۱۴: ۲۷)۔

مذہبیات

نماز

نماز کا حکم

قرآن شریف

نماز پڑھو۔۔۔۔۔ اوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (بقرآیت ۴۰)۔

بائبل مقدس

آؤ ہم سجدہ کریں اورجھکیں۔ ہم اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں (زبور۹۵: ۶)۔

جب تک کہ خداوند مل سکتا ہے ۔ تم اُسے ڈھونڈو جب تک کہ وہ نزدیک ہے تم اُسے پکڑو (یسعیاہ ۵۵: ۶)۔

آداب

قرآن شریف

مسلمانو جب تم نشہ میں ہو۔ تونماز کے پاس مت جاؤ۔ یہاں تک کہ سمجھنے لگو کہ کیا کہتے ہو۔ اوربحالت جنابت جب تک غسل نہ کرلو۔ البتہ اگر مسافرت میں ہو تومضائقہ نہیں اوراگر تم بیماریا مسافر ہو۔ یا کوئی تم میں سے پاخانہ سے آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو۔ اورتمہیں پانی نہ ملے توپاک مٹی سے یتیم کروپھر اپنے منہ اور ہاتھوں سے مسیح کرلیاکرو (نساء آیت ۴۶)۔

اوقات

قرآن شریف

پس پاکی ہے اللہ کوجب تم صبح کرواورجب تم شام کرواور آسمانوں اورزمین میں اسی کے لئے تعریف ہے اورتیسرے پہراور جب تم دوپہر کرتے ہو (روم آیت ۱۷ تا ۱۸)۔

اورتودن کی دونوں طرفوں میں اورکچھ رات گئے نماز پڑھا کر (ہود آیت ۱۱۶)۔

سورج ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کر (بنی اسرائیل آیت ۸۰)۔

سورج نکلنے اورڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کیا کر اوررات کی بعض گھڑیوں اوردن کی اطراف میں تسبیح کر (طٰہٰ آیت ۱۳۰)۔

بائبل مقدس

ہر وقت دعا مانگتے رہنا اور ہمت نہ ہارنی چاہیے (لوقا ۱:۱۸)۔

پس ہر وقت جاگتے اوردعا مانگتے رہو(لوقا ۲۱: ۳۶)۔

اور ہر وقت اورہرطرح سے روح میں دعا اورمنت کرتے رہو(افسیوں ۶: ۱۸)۔

بلاناغہ دعا مانگو۔(۱تھسلنیکیوں ۵: ۱۷)۔

قبلہ

قرآن شریف

ہم نے تیرے منہ کا پھرنا آسمان میں دیکھا۔ سوہم ضرور تجھے اس قبلہ کی طرف پھیردینگے۔ جس سے توراضی ہے پس پھیرلے اپنا منہ مسجد حرام کی طرف اورجہاں تم ہو اپنے منہ اُس کی طرف پھیرو(بقرآیت ۱۲۹)۔

عنقریب بیوقوف لوگ کہینگے کہ جس چیز نے مسلمانوں کواُن کے اس قبلہ سے پھرایا جس پر وہ تھے۔

وضو

قرآن شریف

مسلمانو۔ جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو۔ تواپنے ہاتھ کہینوں تک دھولیا کرو اوراپنے سروں پر مسح کرلیاکرو۔ اوراپنے پاؤں کوٹخنوں تک دھولیا کرو۔ اگرناپاک ہو توغسل کرلیا کرواورجو بیمار ہو یا مسافر یا کوئی تم میں سے پاخانہ سےآئے یا تم نے عورتوں کو چھوا۔ اورپانی نہ ملتے توپاک مٹی سے تیمیم کر۔ اس مٹی سے اپنے منہ اورہاتھ مل لیا کرو(مائدہ آیت ۸ تا ۹)۔

اعتکاف

قرآن شریف

جب تم مسجدوں میں اعتکاف کے لئے بیٹھتے ہو۔اس وقت عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ سو ان کے نزدیک نہ جاؤ (بقرآیت ۱۸۳)۔

بے ریائی

قرآن شریف

اوراپنے رب کو اپنے دل میں صبح وشام گڑگڑا کراورڈرکر بغیر بلندآواز کے یادکرا اورغافلوں میں نہ ہو۔(اعراف آیت ۲۰۴)۔

سواُن نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وہ جولوگوں کو دکھلاتے ہیں (ماعون آیت ۴۰۶)۔

بائبل مقدس

اورجب تم دعا کروتو منافقوں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اوربازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہوکر دعا کرنا پسند کرتےہیں تاکہ لوگ ان کودیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے ۔ بلکہ جب تم دعا کروتو اپنی کوٹھڑی میں جاؤ اوردروازہ بند کرکے اپنے پروردگارسے جوپوشیدگی میں ہے دعا کرو۔ اس صورت میں تمہارا پروردگار جوپوشیدگی میں دیکھتا ہے تمہیں اجر عطا کرے گا۔اوردعا کرتے وقت مشرکین کی طرح طرح بک بک نہ کروکیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سنی جائے گی ۔پس ان کی مانند نہ بنوکیوں کہ تمہارا پروردگارتمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔(متی ۶: ۵تا ۸)۔

دعا اور تیقن

قرآن شریف

جب میرے بندے میری بابت مجھ سے سوال کریں توکہہ کہ میں نزدیک ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے۔ میں اُس کی دعا کا جواب دیتا ہوں (بقرآیت ۱۸۲)۔

بائبل مقدس

جوکچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگوگے۔ وہ سب تمہیں ملیگا۔(متی ۲۱: ۲۲)۔

مانگوتو تم کیا عطا کیا جائے گا۔ڈھونڈوتو پاؤگے ۔ دروازہ کھٹکھٹاؤتو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے اورجو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اورجو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جائے گا۔ تم میں ایسا کون سا آدمی ہے کہ اگر اس کا بیٹا اس سے روٹی مانگے تو وہ اسے پتھر دے ؟ یا اگرمچھلی مانگے تو اسے سانپ دے ؟ پس جب کہ تم برُے ہوکر اپنے بچوں کو

اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا پروردگار جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ عطا فرمائے گا؟

جوکچھ تم دعا مانگتے ہو۔ یقین کرو کہ تم کو مل گیا اورتمہارے لئے ہوجائیگا(مرقس ۱۱: ۲۴)۔

دعا میں استقلال

بائبل مقدس

فرض کروکہ تم میں سے کسی کا ایک دوست ہے ۔ وہ آدھی رات کو اس کے پاس جاکر کہتاہے کہ اے دوست مجھے تین روٹیاں دے۔کیونکہ میرا ایک دوست سفرکرکے میرے پاس آیا ہے اورمیرے پاس کچھ بھی نہیں کہ اسکی خاطر تواضع کرسکوں اوروہ اندرسے جواب میں کہتا ہے ۔ مجھے تکلیف نہ دے ،دروازہ بند ہے اورمیں اورمیرے بال بچے بستر میں ہیں، میں اٹھ کر تجھے دے نہیں سکتا ۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگرچہ وہ اس کا دوست ہے وہ اٹھ کر نہ بھی دے تو بھی اس کے باربار اصرارکرنے کے باعث ضرور اٹھے گا اورجتنی روٹیوں کی اسے ضرورت ہے دے گا ۔ پس میں تم سے کہتا ہوں مانگتے رہو گے تو تمہیں دیا جائے گا۔

دعا بہ عاجزی

بائبل مقدس

دوآدمی دعا کرنے کے لئے بیت اللہ میں گئے۔ دینی عالم تھا اوردوسرا ٹیکس لینے والا ۔ دینی عالم نے کھڑے ہوکر دل ہی دل میں یوں دعا کی : اے پروردگارِ عالم میں آپ کا شکرکرتا ہوں کہ میں دوسرے آدمیوں کی طرح نہیں ہوں جو لٹیرے ،ظالم اور زناکارہیں اوراس ٹیکس لینے والی کی مانند بھی نہیں ہوں۔ میں ہفتہ میں دوبارروزہ رکھتا ہوں اوراپنی ساری آمدنی پر عشر اداکرتا ہوں ۔ لیکن اس ٹیکس لینے والے نے جو دورکھڑا ہوا تھا اتنابھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہا :پروردگار مجھ گنہگارپر رحم کریں۔ میں تم سے کہتا ہوں یہ آدمی اس دوسرے سے خدا کی نظر میں زیادہ مقبول ہوکر اپنے گھر گیا۔(لوقا ۱۸: ۱۰تا ۱۴)۔

خلوصِ دل

بائبل مقدس

سچے پرستارباپ کی پرستش روح اورسچائی سےکرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈھتا ہے۔خدا روح ہے۔ اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں (یوحنا ۴: ۲۳تا ۲۴)۔

میں اپنے سارے دل سے پکارتا ہوں اے خداوند میری سن (زبور۱۱۹: ۱۴۵)۔

اگرمیرا دل بدکاری پر مائل ہے توخدا میری نہ سنیگا(زبور ۶۶: ۱۸)۔

اورجب تم کھڑے ہوکر دعا مانگتے ہو۔ اگرتمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو۔ تواُسے معاف کروتاکہ تمہارا باپ بھی جوآسمان پرہے تمہارے قصورمعاف کرے (مرقس ۱۱: ۲۵)۔

خدا کے حکموں پرعمل کرنا

قرآن شریف

اورایمانداروں کی جو بھلے کام کرتے ہیں ، دعا قبول کرتا ہے (شوریٰ آیت ۲۵)۔

بائبل مقدس

اورجوکچھ ہم مانگتے ہیں۔ وہ ہمیں اس کی طرف سے ملتا ہے کیونکہ ہم اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ اورجوکچھ وہ پسند کرتا ہے ۔اُسے بجالا تے ہیں(۱یوحنا ۱۱: ۲۲)۔

اگرتم مجھ میں قائم رہو۔ اورمیری باتیں تم میں قائم رہیں۔ توجوچاہو مانگو۔ وہ تمہارے لئے ہوجائیگا(یوحنا ۱۵: ۷)۔

خدا کی مرضی کے موافق مانگنا

بائبل مقدس

ہمیں اس کے سامنے دلیری ہے۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ اگراس کی مرضی کے موافق کچھ مانگتے ہیں تووہ ہماری سنتا ہے(۱یوحنا۵: ۱۴)۔

بیگانی زبان میں دعا کرنا

بائبل مقدس

اگرمیں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوں تومیری روح تودعامانگتی ہے۔ مگر میری عقل بیکارہے۔ پس کیا کرنا چاہیے۔ میں روح سے بھی دعا مانگونگا اورعقل سے بھی مانگونگا روح سے بھی گاؤنگا۔ اورعقل سے بھی گاؤنگا (۱کرنتھیوں ۱۴: ۱۴تا ۱۵)۔

گیت گانا

بائبل مقدس

اورآپس میں مزامیر اورگیت اورروحانی غزلیں گایا کرو۔ اوردل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہاکرو(افسیوں ۵: ۱۹)۔

دعا کانمونہ

بائبل مقدس

پس تم اس طرح دعا مانگا کروکہ اے ہمارے باپ توجوآسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے تیری مرضی جیسی آسمان پرپوری ہوتی ہے ۔زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اورجس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے۔ توبھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر اورہمیں آزمائش میں نہ لا۔ بلکہ بُرائی سے بچا۔(متی ۶: ۹ تا ۱۳)۔

نماز

قرآن شریف

قرآن کریم میں یہ تولکھاہے کہ نماز پڑھو۔ اوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ لیکن موجودہ نمازجو مسلمانوں میں مروج ہے۔ نہ تواُس کے مضمون کا پتہ چلتاہے اورنہ اُس کے تمام ارکان اورترتیب ارکان کی خبر ملتی ہے۔ لیکن اگر اسلامی نماز درحقیقت یہی نماز ہے۔ جو"عبادتخانوں اوربازاروں کے موڑوں پر" پڑھی جاتی ہے۔ تواس میں بہت ہی بیجا تکرار ہے۔ ہر روز سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص دونوں تقریباً چونتالیس دفعہ اللہ اکبر دوسوبتیس دفعہ سبحان ربی الاعلی دوسوچونسٹھ بار۔ سبحان ربی العظیم ایک سو بتیس باردہرایا جاتاہے تئیس دفعہ التحیات وکلمہ شہادت اورسولہ بارآنحضرت پردرود بھیجا جاتاہے انجیل میں اس کے خلاف لکھاہے ۔ کہ "دعا مانگتے وقت غیرقوموں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت

بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی" کوئی مسلمان آنکھوں سے تعصب کے پردوں کودورکرکے انصاف سے گواہی دے کریه تکرار لفظی اورپھر ایك اجنبی زبان میں جس کے مضمون کوبھی اکثر نہیں سمجھتے اورطوطے کی طرح رٹے جاتے ہیں۔ کیا حقیقی نماز ہوسکتی ہے؟ پولوس رسول لکھتا ہے کہ " اگرمیں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوتو۔۔۔میری عقل بیکارہے"۔ اورظاہر ہے کہ ایسی نماز سے کچھ حاصل نہیں پھر نماز میں اٹھنے بیٹھنے، جھکنے اورسجدہ کرنے کی بھی تعداد مقرر ہے۔ کبھی قیام ہے۔ کبھی رکوع کبھی سجدہ ہے کبھی جلسه ۔غرض بہت سی نشست وبرخاست کرنی پڑتی ہے۔ ہاں تلاتکلف انسان کی سرکش گردن خدائے جل وعلماء کے حضور جھك جائے اوراس کی پیشانی خاك پر ٹك جائے تو محل اعتراض نہیں بلکه تضرع وابتہال اورخشوع وخضوع کی علامت ہے۔ خلوصِ نیت کی دلیل ہے اوردرحقیقت خالص عبادت یہی ہے۔ نه که رکعتوں کی تعداد معین ہو اورہر رکعت میں رکوع وسجود کی تعداد مقرر۔ ہر رکوع اورہرسجد ہ میں الفاظ مقررہ کے دہرانے کی تعداد خاص ۔ پھر ایك رکعت ختم ہوئی توازسر نوانہی الفاظ وحرکات کا اعادہ۔کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ رکعتوں کی تعداد بھول جاتی ہے اوریاد نہیں رہتاکه کتنی رکعتیں ادا کی ہیں۔ کیونکه آخر انسان ایك ہی طرف پوری توجه کرسکتا ہے۔ یا توخدا کے ساتھ محو ہو۔ اس صورت میں وہ گنتی نہیں کرسکتا۔ یاوہ گنتی توخوب کریگا مگر عبادت میں حضوری قلب اُسے میسر نه آسکیگی ۔ اب یه ہے اسلامی نمازجس کی متذکرہ بالا تفصیلات کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اسی لئے مسلمانوں کے ایك فرقه" اہل قرآن" نے قرآن سے دعائیں انتخاب کرکے ایك علیحدہ نمازایجاد کرلی ہے۔ جومضمون کے اعتبارسے توجمہوراہل اسلام سے مختلف ہے۔ مگر ادا کرنے کا طریق وہی ہے۔ جس کی بنیاد حدیثوں پر ہے۔ فقط قرآن میں جو باتیں مذکور ہیں۔ ان میں ایك توحالتِ خماروجنات میں نمازپڑھنا ہے۔ پھر جب پڑھنا ہو تو اسکے لوازمات ہیں وضور کرنا قبله روکھڑا ہونا۔اورمعین اوقات میں ادا کرنا۔ اب یه تینو ظاہری باتیں ہیں جن کا نه دل سے کچھ تعلق ہے نه نماز پر اثر۔ ظاہری پاکیزگی اوروضو سے یه ثابت کیا جاتا ہے که خدا بھی محض ظاہر بین ہے۔ گندے باسنوں کوباہر سے دھولیا اوراس کے سامنے پیش کردئیے حالانکه اول توخدا جسمانی صفائی کے بجائے روحانی پاکیزگی کا

طالب ہے۔اورپھر اُس کے علاوہ اگرظاہری۔ جسمانی صفائی کربھی لیجائے توانتڑیوں میں جوغلاظت بھری رہتی ہے اُسے کوئی کیونکر صاف کریگا۔کیونکہ اُس علیم وبصیر خدا پر تواس جسم کی اندرونی کیفیت بھی اسی طرح ظاہر ہے۔ جس طرح بیرونی حالت۔ بھولا اورسادہ انسان دل میں سمجھتا ہے کہ میں پاک اورصاف ہوکر خدا کے حضور چلا ہوں لیکن معدے میں گندگی ہوتی ہے ۔ مگرپھر بھی وہ خدا کسی کو اپنے حضور سے نکال نہیں دیتا۔ہاں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ قدوس اورپاک پاکیزگی کو پسند کرتاہے۔ مگر وہ باطنی اوردلی صفائی اورخلوص نیت ہے۔دوسرے قبلہ روکھڑے ہونے کی قید بھی گویا لامحدود خدا کو محدود بنانا ہے۔ خود قرآن میں ایک اورمقام پر لکھاہے۔ کہ خدا چاروں طرف ہے۔ جس سمت تم منہ کرواُدھر خدا کوپاؤگے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تعین جہت سے کیا مقصد ہے۔ اہل یہودبیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اورآنحضرت بھی پہلے اسی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کا حکم نازل ہوا۔ مگرخدا جانے کیوں۔ مسیح نے " اس پہاڑ" اور" اس پہاڑ" اس سمت اوراُس سمت کی قید اٹھادی اورفرمایاکہ ان رسوم وقیود سے باہر نکل آؤ ۔جانوکہ " خدا روح ہے" ۔ روح اورسچائی سے اُس کی پرستش کرو۔ کاش کہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اورظاہریت اوررسم پرستی سے بازآئیں جس کی ایک شاعرنے کیا ہی عمدہ تصویرپیش کی ہے۔

کبھی قبلہ روجو ہوا اکھڑا توحرم سے آنے لگی صدا

ترادل توہے صنم آشنا۔ تجھے کیا ملیگا نمازمیں

اسلامی نمازکی ایک اورخصوصیت یہ ہے کہ ادا کرنے کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ مسلمان پانچ وقت بارگاہ الہٰی میں نماز گزارتے ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، اور عشا (تہجد واشراق شامل نوافل ہیں)۔ ان مقررہ اوقات نمازمیں بھی کوئی مرموز حکمت ہوگی۔ جس کے سمجھنے سے ہمارے دماغ قاصر ہیں۔ خصوصاً ظہر اورعصر کی نمازیں تونہایت مصروفیت کے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں جبکہ انسانی دماغ دینوی تفکرات سے بھرا ہوتاہے لیکن انجیل میں کوئی وقت نمازودعا کے لئے مخصوص نہیں جس وقت طبعیت حاضر ہو اورروح مستعد وہی وقت ، وقتِ دعا ہے۔

اسلامی[1] نمازتوآپ نے دیکھ لی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر حقیقی اورفطری نما زکیا ہے۔ میں یہ کہتاہوں حقیقی نماز وہ ہے جس میں تکلفات ظاہری کو دخل نہ ہو۔ جورسوم وآداب کی پابند نہ ہو اورنہ ہی مخصوص بالزمان والمکان ہو۔ بلکہ یہاں تک کہ وہ خاص الفاظ ومحاورات اورخاص طریق بیان کی بھی مقید نہ ہو۔نمازی کے قلب سے آوازیں اٹھیں اورخدا کی تعریف وستائش کے راگ بربط دل سے نکلیں۔بلکہ اس کی تاروں پر اُسی محبوب حقیقی کی انگلیاں رقص کریں۔ زبان صرف ترجمان ہو دلی جذبات وخیالات کی ظاہر داری نہ ہو۔ تصنع ، بناوٹ نہ ہو۔

[1] باوجود اس تمام ظاہری تخالف کے ایک جہت سے اسلامی اورعیسوی نماز وقبلہ میں کم فرق ہے۔ کیونکہ عیسوی روحانی تعلیم کے موافق عیسائی ہروقت نماز کرسکتاہے۔ حتی'کہ ان پانچ مقرر وقتوں میں ھی جواسلام کا معمول ہے اوروہ ہر سمت کواپنا قبلہ بناسکتاہے۔ حتی'کہ وہ کعبہ کی طرف بھی نماز پڑھ سکتاہے۔دقت جو ہوگی وہ مسلمان کو کیونکہ اس کی نماز میں خالص روحانیت کی رعایت نہیں رکھی گئی ۔ اس کا سمت قبلہ ایک ہے اوروہی ہے۔ نماز کے وقت وہ سورج کے ٹھکانے کی کھوج میں ہوتاہے۔ یا قبلہ نما سے مدد لیتاہے اورچاہتاہے کہ کعبہ میری ناک کی سیدھ پر ہے۔ اس کی نماز کے اوقات بھی معین ہیں۔ نماز قضا ہوجاتی ہے۔ مگر عیسائی کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی۔ وہ روبہ قبلہ ہوتاہے مگر تعین قبلہ میں پریشان ومضطرب نہیں رہتا۔ وہ سجدہ کرتاہے۔ رکوع کرتاہے مگر ان کے شمار میں سرگرداں نہیں رہتا۔ نہ اُس کو قضا پڑھنے کی ضرورت ہے ۔ نہ سجدہ سہو کرنے کی پس دیکھ لو افضل طریق وہی ہے جوعیسائیوں کی عبادت کا ہے۔وہی طریق تمام دنیا کی قوموں کا ہوجائیگا مگرجس دین میں اسلام کی سی ظاہری پابندی ہے وہ عالمگیر دین ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا عیسویت میں ہر جگہ خدا کامنہ ہے۔ ہر وقت نماز ہے جس کے لئے کوئی دقت اورکوئی جگہ مکروہ نہیں (تجلی ستمبر ۱۹۰۶)

بلکہ دل میں خدا کی محبت ہو خلوص ہو ۔ اورسچی جستجو ہو۔ ہا ں ریاکاری کی گنجائش نہ رہے۔ مسیح نے کہا " اپنی کوٹھڑی میں جا اوردروازہ بند کرکے اپنے باپ سے پوشیدگی میں دعا مانگ " سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ذاتِ باری کے احسانات اوراس منعم حقیقی کے انعامات کا نقش دل میں جمارہے۔ اوربے اختیار اُس کی شکرگزاری کے الفاظ زبان سے نکل جائیں۔انسان اپنے نفس پر غورکرے۔ اپنی بے مائیگی پر نگاہ ڈالے۔ اورپھر جب خداوند بزرگ وبرتر کے جلال وعظمت پر نظر کرے اس کی بڑائی اوربزرگی اوراپنی بیچارگی کا اقرارکرے۔ اُسے صاحبِ الطاف عمیم جانے۔ رحمان ورحیم سمجھے۔ اس کی نگاہ لطف پر اپنی زندگی کا مدار جانے اوراُسی سے طلب استعانت کرے مجبوری سے نہیں بلکہ دلی شوق۔ خوشی اوررغبت کے ساتھ۔ ایمانداروں کی گویا یہ ایک غذا ہے۔ جنت کا طمع ہے نہ دوزخ کا ڈر

عبادت کرتے ہیں جو لوگ جنت کی تمنا میں
عبادت تونہیں ہے اک طرح کی وہ تجارت ہے
جوڈرکرنارِدوزخ سے خدا کا نام لیتے ہیں
عبادت کیا وہ خالی بزدلانہ ایک خدمت ہے

مگرجب شکرنعمت میں جبیں جھکتی ہے بندہ کی

وہ سچی بندگی ہے اک شریفانہ اطاعت ہے

دوستو! یہ ہے سچی عبادت اورحقیقی اطاعت اوریہی ہے مسیحی طریق دعا ۔

ببیں تفاوت راہ ازکجا ست تا بکجا

پھر ذرا دیکھئے کہ دعا میں کس قدر زور ہے۔ سچی تلاش اورایمان پر ۔ دل کھول کر اُس مالک کے سامنے رکھ دینے پر۔ استقلال پرکہ گھبرا نہ جائیں۔ عاجزی پریہ کہ خدا کو منظور ہے۔ اوراپنے اعمال پر فخر کرنے والا اُس نے ناپسند ہے۔ خالص اورپاکیزگی اوربدکاری سے بیزاردل پر۔خدا کی مرضی[1] کے مطابق مانگنے پر۔ اس کے احکام کی تعمیل پر۔ اوردوسروں کے گناہوں کومعاف کرنے پر۔ یہ ہیں دعا کی خصوصیات جنہیں گویا شرائط قبولیت ٹھہرایا ہے۔ اوراگر دعا مانگنے والے کو اُس کی دعا کا کافی جواب اس امر کی بابت جس کے لئے توقع اورامید کی جارہی ہو اُسی وقت نہ ملتے تولکھا ہے کہ" خداوند کی طرف چپکے رجوع ہو اوراُس کے انتظارمیں ٹھہرا رہے(زبور۳۷: ۱۷)۔ اب خدا کے لئے سوچو۔ اورانصاف کروکہ کونسی نمازاورروحانی تقاضوں کو پورا کرتی ہے اورکونسا صحیح طریق خدا سے ملنے کا معلوم ہوتا ہے۔

زنہا ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند

حق رابہ سجودے ونبی رابہ دُوردے

انجیل کی تعلیم کے مطابق خدا کی تعریف میں گیت گانا بھی جزوعبادت ہے۔اسی لئے عیسائی عموماً مزامیر وروحانی غزلیں گایا کرتے ہیں۔ جومسلمانوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوتی ہیں ۔کیونکہ اول توقرآن میں شاعری کی مذمت ہے(دیکھو سورہ یسین آیت ۱۹)۔ پھر گانا بھی اسلامی عقائد کی رُو سے ناجائز ہے۔ لیکن صوفیا اسکو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ گاتے اوربجاتے ہیں۔ اپنے آپ سے باہر جاتے ہیں اوروجد کرتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اچھے پاکیزہ اورروحانی گیت گانے سے کیوں منع کیا جائے راگ اپنی ذات میں بُرا نہیں۔ فحش مضامین اُسے خراب کرتے ہیں۔

---

[1] ہمارے ایک معترض ایسے بھی ہیں جنہیں خدا کی مرضی کے مطابق دعا مانگنا بہت ہی ناگوار ہے اوروہ فرماتے ہیں کہ " وہ مانگنا ہی کیا جوغیر کی مرضی کے ماتحت ہو یہ کیا امنگوں کا کچل دینے والا خیال نہیں " ہم اس اعتراض کی داد دیتے ہیں معلوم ہوتاہے کہ وہ ہوا اورنفس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور شیطان کی غلامی میں بے طرح پھنسے ہوئے ہیں واقعی روحانی شریعت جسمانی طبعیت کے لئے ایک یار ہے۔

روزہ

قرآن شریف

مومنو تم پر روزہ فرض ہوا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض ہوا تھا۔ شائد تم پرہیزگار ہوجاؤچند روز ہیں شمار کئے ہوئے۔ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا مسافر وہ دوسرے دنوں میں شمار کرے اورجنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں وہ فدیہ دیں کہ ایک فقیر کی خوارک۔ اورج کوئی شوق سے نیکی کرتا ہے۔ اُسکے لئے بہتر ہے اورجوتم روزہ رکھو۔ تمہارے لئے اچھا ہے۔ اگرتم سمجھ رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ ہے ۔ جس میں قرآن نازل ہوا۔کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت اورہدایت کی کھلی دلیلیں اورفرقان ہے پھر جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پائے چاہیے کہ اس میں روزے رکھے اورمریض یا مسافر ہواُسے دوسرے دنوں میں شمارچاہیے۔ خدا تم پر آسانی چاہتاہے۔ اورمشکل ڈالنا نہیں چاہتا تاکہ تم شمارپوری کرو(بقرہ آیت ۱۷۹- ۱۸۱)۔

روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے ہمبستر ہونا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُن کی پوشاک ہو۔ اللہ کو تمہاری چوری معلوم ہوگئی ہے۔ سواُس نے تم کو معاف کیا ۔ اورتم سے درگذرکی سواب عورتوں سے مباشرت کرو۔ اورجوکچھ خدا نے تمہارے لئے لکھد یاہے اُس کو ڈھونڈو اورجب تک فجر کو سفید دھاگا کالے دھاگے سے جُدا نظر نہ آئے۔ کھاؤ۔پیوپھر رات تک روزہ تمام کرو(بقرہ آیت ۱۸۳)۔

بائبل مقدس

اورجب تم روزہ رکھو تو منافقین کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجرپاچکے ۔ بلکہ جب تم روزہ رکھو تو اپنے سر میں تیل ڈالو اورمنہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تمہارا پروردگار جو پوشیدگی میں ہے تمہیں روزہ دار جانے ۔ اس صورت میں تمہارا پروردگار جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تمہیں اجر عطا کرے گا۔(متی ۶: ۱۶تا ۱۸)۔

کیا یہ وہ روزہ ہے ۔جومجھ کو پسند ہے۔ ایسا دن کہ اس میں آدمی اپنی جان کو دکھ دے اوراپنے سرکوجھکاؤ کی طرح جھکائے اورٹاٹ اورراکھ بچھائے کیا تم اس کو روزہ اورایسا دن جو خدا کومنظور نظر ہو کہو گے۔ کیا وہ روزہ جو میں چاہتاہوں یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اورجوئے کے بندھن کھولیں

اورمظلوموں کوآزاد کریں بلکہ ہرایک جوئے کوتوڑ ڈالیں کیا یہ نہیں کہ تواپنی روٹی بھولوں کوکھلائے اورمسکینوں کو جوآوارہ ہیں اپنے گھر میں لائے۔اورجب کسی کو ننگا دیکھے۔ تواُسے پہنائے اورتواپنے ہمجنس سے روُپوشی نہ کرے۔ تب تیری روشنی صبح کی مانند پھوٹیگی اورتیری عافیت کی ترقی جلد ظاہرہوگی تیری راستبازی تیرے آگے آگے چلے گی اورخداوند کا جلال تیرا چنڈاول ہوگا (یسعیاہ ۵۸: ۵تا ۸)۔

اس وقت حضرت یحییٰ کے صحابہ کرام نے آپ کے پاس آکر کہا کیا سبب ہے کہ ہم اورعلماء دین تواکثر روزہ رکھتے ہیں اور آپ کے صحابی روزہ نہیں رکھتے ؟ سیدنا عیسیٰ المسیح نے ان سے فرمایاکیا براتی جب تک دلُہا ان کے ساتھ ہے ماتم کرسکتے ہیں؟ مگر وہ دن آئیں گے کہ دلہا ان سے جُدا کیا جائے گا۔ اس وقت وہ روزہ رکھیں گے۔ کورے کپڑے کا پیوند پرانی پوشاک میں کوئی نہیں لگاتا کیونکہ وہ پیوند پوشاک میں سے کچھ کھینچ لیتا ہے اوروہ زیادہ پھٹ جاتی ہے۔ اورنئی مے پرانی مشکوں میں نہیں بھرتے ورنہ مشکیں پھٹ جاتی ہیں اورمے بہ جاتی ہے اورمشکیں برباد ہوجاتی ہیں بلکہ نئی مے نئی مشکوں میں بھرتے ہیں اوروہ دونوں بچی رہتی ہیں۔

یہ مضمون کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ۔ بلکہ خودمنہ بولتی تصویر ہے ۔ ایک نظراس پراورڈال لیجئے۔ اورآپ پرروشن ہوجائیگا کہ ماہ رمضان کے مقررہ روزے محض ایک رسم پرستی ہے یا ان میں کوئی حقیقی سود وبہود بھی ہے ان روزوں میں کسی قدریا ظاہرداری کا امکان ہے اوراگریہ عقدہ آپ حل نہ ہوا ہو کہ روزہ دارکیوں اپنے خشک ہونٹ اورسوکھی زبانیں نکال نکال کر دوسروں کو دکھاتے اوریقین دلاتے ہیں کہ اُنہوں نے روزہ رکھا ہے۔ توآج آپ پریہ رازکھل جائیگا ۔ بالمقابل انجیل کی آیت پڑھئے۔اوردیکھئے کہ کس قدربے ریائی کی تعلیم ہے۔ روزہ سے منع نہیں کیا۔ لیکن تاکیدکردی کہ آدمی تجھے روزہ دارنہ جائیں" پھر یہ نہیں کہ دن مقررکردئیے ہوں کہ بس بجزکسی عذرکے انہیں ایام میں پابندی صوم ہو۔بلکہ روزہ توگناہوں کے غم کی علامت ہے۔ حقیقی اوردلی رنج وتاسف اورضمیرکی ملامت جس کے باعث کھانا سوجھتا نہیں۔ اورنفس کشی اصلی مقصد ہے۔ جواسلامی روزوں میں میسر نہیں آسکتی۔ بلکہ ماہ رمضان میں ملون

ومرغن کھانے کھا کھاکر نفس کو پالا جاتا ہے اواس فاقہ کشی کے مہینہ میں جس قدرفضول خرچی اورتن پروری کی جاتی ہے۔ سال کے کسی اورمہینہ میں نہیں ہوتی اوریہ روزہ کہ" جب تک فجر کو سفید دھاگا کالے دھاگے سے صاف جدا نظر نہ آئے۔ کھاؤ پیو۔ پھر رات تک روزہ تمام کرو" گویا پوپھٹنے سے دن ڈوبنے تک کھانے پینے سے پرہیز رکھنا۔ یہاں توکسی سے بن آگیا۔ لیکن قطبین میں جہاں چھ ماہ دن اورچھ ماہ رات رہتی ہے۔ بھلا کب ممکن ہے اس کے علاوہ بھوکا پیاسا رہنا اوراپنی جان کو دکھ دینا حقیی تقویٰ نہیں اور نہ خدا کو یہ پسند ہے بلکہ وہ فرماتا ہے کہ" کیا وہ روزہ جومیں چاہتاہوں یہ نہیں کہ ظلم زنجیریں توڑیں اورمظلوموں کوآزاد کریں بلکہ ہر ایک جوئے کوتوڑ ڈالیں۔کیا یہ نہیں کہ تواپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے اورمسکینوں کوجو آوارہ ہیں۔ اپنے گھر میں لائے اورجب کسی کوننگا دیکھے تواُسے پہنائے۔ اورتوہم ہمجنس سے روپوشی نہ کرے"۔

حج

قرآن شریف

سب سے پہلا گھر جوآدمیوں کے لئے مقررکیا گیا۔ وہی ہے جومکہ میں ہے۔ وہ برکت والا اورسارے جہان کے لئے ہدایت ہے اس میں کھلے نشان ہیں (یعنی ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ اورجواس میں داخل ہوا ہے۔ امن پاتا ہے۔ اوراللہ کے لئے اُس گھر کا حج اس شخص پر لازم ہے ۔ جواُس تک آسانی سے راہ پائے(آل عمران آیت ۹۰ تا ۹۱)۔

اوراللہ کے لئے حج اورعمرہ پورا کرو۔ پھر اگرتم روکے جاؤ تو کوکچھ میسر ہو۔ قربانی بھیج دو۔ اوراپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ میں نہ پہنچے۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی دکھ ہوتوچاہیے کہ وہ فدیہ دے۔ روزہ یا صدقہ یا ذبیحہ۔ پھر جب تم امن پاؤ تو جس نے حج کے ساتھ عمرہ ملاکر فائدہ اٹھایا ہے۔ اسکو چاہیے کہ جو کچھ مسیر ہو۔ قربانی دے پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو وہ حج کے دنوں میں

تین روزے رکھے۔ اورسات روزے اس وقت رکھے جب تم اپنے گھروں کو لوٹو۔ یہ پورے دس دن ہوگئے (بقرہ آیت ۱۹۲)۔

حج کے چند مہینے ہیں معلوم ۔ سوجس نے ان میں سے اپنے اور حج فرض کرلیا توحج میں جماع اورگناہ اورجھگڑا نہیں چاہیے ۔ اورجونیکی تم کروگے۔ اللہ معلوم کرلیگا۔ اوراہ کا خرچ لیکر آیا کرو۔ اوراچھا راہ خرچ پرہیزگاری ہے اورا ے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہو(بقرآیت ۱۹۳)۔

جب تم میدان عرفات سے واپس ہو تو مشعر الحرام کے پاس خدا کویادکرو۔ پھر تم طواف کوچلو جہاں سب لوگ چلتے ہیں۔ اورخدا سے اپنے گناہ بخشواؤ (بقرہ آیت ۹۴تا ۹۵)۔

بائبل مقدس

جس خدا نے دنیا اوراُس کی ساری چیزوں کوپیدا کیا وہ آسمان اورزمین کا مالک ہوکر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا (اعمال ۱۷: ۲۴)۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ ۔۔۔۔۔ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے اورمیری آرامگاہ کہا ہے کہ یہ سب چیزیں تومیرے ہاتھ نے بنائیں اوریہ سب موجود ہوئی ہیں ۔۔۔لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا۔ اسی پر جو غریب اورشکستہ دل ہے (یسعیاہ ۶۶: ۱تا ۲)۔

شورکیوں گبرو مسلماں نے مچارکھا ہے
دیر میں کچھ بھی نہیں کعبہ میں کیا رکھا ہے

حاجیو۔ خدا را کچھ ہمیں بھی بتاؤ کہ حج سے کیا روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ زرِ کثیر صرف کرکے اورراہ کی صعوبتیں اٹھاکر جوحج تم کرتے ہو۔ کیا تمہارے ٹوٹے ہوئے رشتے کو پھر خدا سے جوڑدیتا ہے۔کیا تم محسوس کرتے ہو کچھ روحانی ترقی تمہاری زندگی میں اس اس سے ہوجاتی ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ تمہاری حالت اس کے برعکس ہوتی ہے اوریہ ایک مثل بن گئی ہے کہ حج کے بعد حاجیوں کے دل بیش ازبیش سخت ہوجاتے ہیں۔ لاکھوں اونٹ جووہاں ذبح کئے جاتے ہیں۔ انہیں کون کھاتا ہوگا ۔ چشم زون میں کروڑوں جانوروں کے حلق پر چھریاں پھر جاتی ہیں۔ اُن کا گوشت بھی کسی کام نہیں آتا۔بلکہ اُس کے گل سڑ جانے کے باعث سخت وبا پھیلتی ہے خدا کا گھرکونسا ہے جواُس کی زیارت کوجاتے ہو۔ کیا وہ مکہ میں بستا ہے کہ اُس کے گھر کی طرف دُور دُور سے قصد کرکے جاتے اورجاکر اُس کے گرد گھومتے

اورطواف کرتے ہو۔ اس کی سمت سجدہ کرتے ہو۔اس کی طرف جانور لیجاتے اوروہاں منتیں مانتے ہو۔ اُس پر غلاف ڈالتے ہو اوراُس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعائیں اورالتجائیں اوردین ودنیا کی مرادیں مانگتے ہو۔اورایك پتھر کوبوسته دیتے اوراُس کی دیوار سے اپنا اورچھاتی ملتے اوراُس کے غلاف کو پکڑکر دعا کرتے ہواوراُس کے گرد روشنی کرتے اوراُس کے کنوئیں کے پانی کو تبرك سمجھ کر پیتے۔ بدن پر ڈالتے۔آپس میں بانٹتے اور غائبوں کے واسطے لیجاتے ہو۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلتے اوراُس کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرتے ہو۔ یعنی نه وہاں شکارکرتے ہو نه درخت کاٹتے ہو۔ اورنه گھاس اکھاڑتے ہو نه مواشی چراتے[1] ہو۔ احرام باندھتے اورعمرہ کرتے ہو۔خاص مقام پر کھڑے ہوکر روڑے پھینکتے اور وہ پہاڑوں کے درمیان دوڑتے ہو انہی باتوں کودیکھ کر مغرب کے نہایت ہی ذی وقار نومسلم لارڈ ہیڈلے نے بھی کہا که حج کی رسوم میں ترمیم ہونی چاہیے۔اگریه محض رسمیں ہیں تواُن کی کورانه تقلید سے اب بھی بازآؤ۔ کعبه میں کیا رکھا ہے۔ اوروہاں کسے ڈھونڈنے جاتے ہو۔

[1] تقویته الایمان مصنفه مولانا محمد اسماعیل شہید رحمت علیه السلام۔

خدا تو" ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا"۔ ہاں اس کی تلاش ہوتوکسی" غریب اورشکسته دل " میں اسے دیکھو۔

دل بدست اورکه حج اکبراست

ازہراراں کعبه یکدل بہتراست

کعبه نگاه خلیل آزارست

دل گزرگاہِ جلیل اکبراست

خدا تو"تمہاری شاه رگ سے بھی زیاده نزدیك ہے" بلکه" تم نہیں جانتے که خود تم ہی خدا کے مقدس ہو اوراُس کا روح تم میں بسا ہوا ہے"(۱کرنتھیوں ۳: ۱۶)۔ توپھراُس کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہو۔

تجھ کو طلب ہے جس کی دونوں ہیں اُس سے خالی

دروازہ کھول دل کا دیروحرم میں کیا ہے

کس نیند میں ہے بندے ہرسانس میں خدا ہے

قرآن شریف

اورجنہیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔اوروہ اُس میں بخل کرتے ہیں۔ نه سمجھیں که یه اُن کے حق میں بہتر ہے بلکه یه

اُن کے حق میں برائی ہے۔ جس پر وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا(آل عمران آیت ۱۷۵، ۱۷۶)۔

مومنو! اپنی کمائی کی اچھی چیزوں میں سے اوراُس میں سے جوہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے۔ خرچ کرو اورناکارہ شے پر نیت نہ دھرو کہ اُس میں سے خرچ کرنے لگو(بقرہ آیت ۲۶۹)۔

وہ جوبخل کرتے اورلوگوں کو بخل سکھلاتے ہیں اورجوکچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔ اُسے چھپاتے ہیں۔اورہم نے کافروں کے لئے رسوائی کا عذاب تیارکررکھا ہے اور جواپنا اموال لوگوں کے دکھاوے کےلئے خرچ کرتے ہیں(نساآیت ۴۱۔ ۴۳)۔

بائبل مقدس

بخیل کے ہتھیار زبون ہیں۔ وہ بُرے منصوبے باندھا کرتا ہے۔۔ لیکن صاحبِ مردت سخاوت کے منصوبے باندھتا ہے اوروہ سخات کے کاموں میں ثابت قدم رہیگا(یسعیاہ ۳۲: ۷ تا ۸)۔

وہ جو مسکین کودیتا ہے۔ محتاج نہ ہوگا۔ پرجوچشم پوشی کرتا ہے اس پر بہت لنعتیں ہونگی (امثال ۲۸: ۲۷)۔

اگر کوئی بھائی یا بہن ننگی ہو اوراُن کو روزانہ روٹی کی کمی ہو۔ اورتم میں سے کوئی اُن سے کہے کہ سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ گرم اورسیر رہو۔ مگرجوچیزیں تن کے لئے درکارہیں۔ وہ نہیں نہ دے توکیا فائدہ (یعقوب ۲: ۱۶تا ۱۷)۔

اس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے پروردگار کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائی عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لے لو۔کیونکہ میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھاناکھلایا، میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا، میں پردیسی تھا، تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا، بیمار تھا تم نے میری خبرلی، قیدمیں تھا، تم میرے پاس آئے، تب دیانتدارجواب میں اس سے کہیں اے مولا ہم نے کب آپ کو بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا، پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب آپ کو پردیسی دیکھ کر گھر میں اتارا؟ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب آپ کو بیماردیکھ کرآپ کے پاس آئے ؟ بادشاہ جواب میں ان سے فرمائے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں

جب تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اوراس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانہ کھلایا،پیاسا تھا، تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا، ننگا تھا، تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا، بیمار اورقید میں تھا، تم نے میری خبرنہ لی، تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے مولا !ہم نے کب آپ کو بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر آپ کی خدمت نہ کی ؟ اس وقت وہ ان سے فرمائے گا یہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا تو میرے ساتھ نہ کیا؟(متی ۲۵: ۳۴تا ۴۵)۔

پوشیدہ خیرات

قرآن شریف

احسان جتا کر اورایذادیکر اپنی خیرات کو رائیگا نہ کرو۔ جیسے وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کوخرچ کرتا ہے۔ ۔۔۔ اس کی مثال اُس صاف پتھر کی مانند ہے۔ جس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اُس پر موسلادھار پانی پرسے اوروہ اس کو صاف کردے (بقر آیت ۲۶۵- ۲۶۶)۔

اورتم جو خیرات دیتے ہو یا نذرمانتے ہو اللہ اسکو جانتا ہے اوراگر تم خیرات کوظاہر کرکے دوتو اچھی بات ہے۔ اوراگر اُسے چھپاؤ اورفقیروں کو دو توتمہارے لئے اوربھی بہتر ہے (بقرہ آیت ۲۷۳)۔

بائبل مقدس

خبردار اپنے دیانتداری کےکام آدمیوں کےسامنے دکھانے کے لئے نہ کرو۔ نہیں توتمہارے پروردگار کے پا س جو آسمان پرہے تمہارے لئےکچھ اجر نہیں ہے۔پس جب تم خیرات کروتو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا جیسا منافق عباد ت خانوں اورکوچوں

میں کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے ۔ بلکہ جب تم خیرات کروتو جو تمہارا دہنا ہاتھ کرتا ہے اسے تمہارا بایاں ہاتھ نہ جانے ۔ تاکہ تمہاری خیرات پوشیدہ رہے ۔ اس صورت میں تمہارا پروردگار جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تمہیں اجر دے گا۔(متی ۶: ۱تا ۴)۔

خیرات کے مستحق

قرآن شریف

زکوات کا مال صرف فقیروں اورمحتاجوں کے لئے ہے۔ اوراُن کیلئے جواس پر کارندے ہیں اوراُن کے لئے ہیں۔جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظور ہیں۔ اورگردنوں کے چھڑانے اورقرضداروں اورخرچ جہاد اورمسافروں کے لئے ہے۔ خدا سے فرض ہوا ہے اوراللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔(توبہ آیت ۱۶۰)۔

بائبل مقدس

ہمارے خداوند اورباپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری ہے۔کہ یتیموں اوربیوہ عورتوں کی مصیبت کے وقت اُنکی خبرلیں۔اوراپنے آپ کو دنیا سے بیداغ رکھیں۔(یعقوب ۱: ۲۵)۔

مسکین زمین پر سے کبھی جاتے نہ رہینگے۔ اس لئے میں یہ کہہ کے جسے حکم کرتاہوں کہ تواپنے بھائی کے واسطے اوراپنے مسکین کے لئے اوراپنے محتاج کے واسطے جوتیری زمین پر ہے اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو(استشنا ۱۵: ۱۱)۔

محتاج

قرآن شریف

خیرات اُن محتاجوں کے لئے ہے جوخدا کی راہ میں رُکے پڑے ہیں۔ زمین پر چل پھر نہیں سکتے ۔بے خبرآدمی اُن کے عدم سوال کے سبب اُن کو غنی گمان کرتا ہے۔ تواُن کے چہرے سے اُن کو پہچانیگا۔ وہ آدمیوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اورجومال تم خرچ کروگے خدا کومعلوم ہے(بقرہ آیت ۲۷۴)۔

بائبل مقدس

اگرتیرا دشمن بھوکا ہو اُسے روٹی کھانے کو دے اوراگر وہ پیاسا ہواُسے پانی پینے کے دے(امثال ۲۵: ۲۱)۔

جس کے پاس دنیا کا مال ہو۔ اوروہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے۔ تواس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے۔ (۱یوحنا ۴: ۱۷)۔

میں نے تم کو سب باتیں کرکے دکھادیں کہ اس طرح محنت کرکے کمزوروں کوسنبھالتا اورخداوند یسوع کی باتیں یادرکھنی چاہیں (اعمال ۲۰: ۳۵)۔

اوربھلائی اورسخاوت کرنی نہ بھولو۔ اسلئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے (عبرانیوں ۱۳: ۱۶)۔

رشتہ دار یتیم

قرآن شریف

پھربھی وہ گھاٹی پر ہوکر نہ گزرا۔ اورتوکیا سمجھاکہ گھاٹی کیاہے۔ وہ گردن چھڑاناہے۔ یابھوک کے دن کھانا کھلانا رشتہ داریتیم کویا محتاج کوجوخاک پرلوٹتا ہے (آیت)۔

اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور بالکل اسے کھول بھی نہ دے کہ بیٹھا پچھتایا کرے۔ اورلوگوں کی ملامت سنے (بنی اسرائیل آیت ۳۱)۔

بائبل مقدس

خیرات بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے (رومیوں ۱۲: ۸)۔

اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کر اوراپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جوپُرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پرخزانہ جوخالی نہیں ہوتا (لوقا ۱۲: ۳)۔

نیت خیرات

بائبل مقدس

پھر آپ نے اپنی نظر اٹھا کر ان دولت مندوں کو دیکھا جو اپنے ہدیوں کو بیت اللہ کے خزانہ میں ڈال رہے تھے ۔ اور ایک کنگال بیوہ کوبھی اس میں دو دمڑیاں ڈالتے دیکھا ۔ اس پر آپ نے فرمایا میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کنگال بیوہ نے سب سےزیادہ ہدیہ ڈالا ۔ کیونکہ ان سب نے تو اپنے مال کی بہتات سے ہدیہ ڈالا مگر اس نے اپنی ناداری کی حالت میں جتنی روزی اس کے پاس تھی سب ڈال دی۔ (لوقا ۲۱: ۱تا ۴)۔

اگرنیت ہوتوخیرات اس کے موافق مقبول ہوگی جوآدمی کے پاس ہے۔ نہ اس کے موافق جواس کے پاس نہیں (۲کرنتھیوں ۸: ۱۲)۔

اے فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ پودینے اورسداب اورہرایک ترکاری پردہ یکی دیتے ہو اورانصاف اورخدا کی محبت سے غافل رہتے ہو۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اوروہ بھی نہ چھوڑتے (لوقا ۱۱: ۴۲)۔

اگرمیں اپنا سارا مال غریبوں کوکھلادوں یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں اورمحبت نہ رکھوں تومجھے کچھ بھی فائدہ نہیں (۱کرنتھیوں ۱۳: ۳)۔

جس قدرہرایک نے اپنے دل میں ٹھہرایا۔اُسی قدردے نہ دریغ کرکے اورنہ لاچاری سے۔ کیونکہ خدا خوشی سے دینے والے کوعزیزرکھتا ہے۔(۲کرنتھیوں ۹: ۷)۔

میں اس اصول کا قائل ہوں کہ ہر چیزکو اپنی وکالت آپ کرنی چاہیے۔ اگرکسی شے میں کچھ ذاتی جوہر ہیں۔ تووہ خود ہی کھلیں گے۔ یہ نہیں کہ وہ خود توکچھ نہ کہے مگر ہم اس کی بیجا وکالت کرتے پھریں اوربات کا ہتنگڑ بناکردکھائیں اس لئے میں طویل حاشیہ آرائیوں کے خلاف ہوں۔ میرا مقصد صرف توجہ دلانا ہے مضمون آپ کے پیش نظر ہے۔ انجیل وقرآن سے آیات نکال کررکھدی گئی ہیں۔ بخل کی دونوں کتابوں میں ممانعت ہے۔ مگرزورزیادہ انجیل میں دیا گیا ہے۔ پھر سخاوت کی جس قدرپُرزور ترغیب انجیل میں ہے۔ اُس سے قرآنی بیان کوسو اورایک کی بھی نسبت نہیں قرآن میں خیرات پوشیدہ دینے کی ترجیح دی گئی ہے دکھلا کر خرچ کرنے سے روکا ہے۔ لیکن مسیح اس سے چھ سوسال قبل کہہ چکا ہے کہ " جوخیرات تیرا دایاں ہاتھ کرتا ہے۔ اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے"۔

اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ اس خیرات کا صحیح مصرف کیا ہے۔اورکون اس کے مستحق ہیں۔ قرآن کہتاہے محتاجوں کودو۔ رشتہ داروں کو دو۔ مساکین دیتا ے کو دو۔ مسافروں کودو۔ اوربھوکوں کو دو اورانجیل بھی کہتی ہے کہ بیواؤں یتیموں اورحاجتمندوں کو دوغریبوں مسکینوں کو اور کمزوروں کو دو۔ یہاں تک تووہ دونوں کتابیں متفق ہیں۔مگر قرآن ایک عجیب بات پیش کرتا ہے۔ اوروہ یہ کہ زکوات کا مال اُن کیلئے ہے جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظورہیں۔ اورخرچ

جہاد کے لئے " مال دیکر لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرنا جب ازروئے قرآن جائز ٹھہرا توپھر کونسا اورطریق ناجائز سمجھا جاسکتا ہے۔ جہاد پر خرچ کرنا بھی خیرات کا کیا عمدہ مصرف ہے اورادھر یہ ایک اچنبھا ہے۔ جوقرآن پیش کرتا ہے اور اُدھر ایک اورنرالی بات ہے جوانجیل پیش کرتی ہے کہ " اگرتیرا دشمن بھوکا ہو۔ اُسے روٹی کھانے کودواوراگرپیاسا ہواُسے پانی پینے کو دو"۔ ان دونوں باتوں میں کس قدرزمین وآسمان کی دُوری ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ جہادکرکے دشمن کو ہلاک اورتہ تیغ کرنے کے لئے زکوات کا مال خرچ کیا جائے اورانجیل کہتی ہے کہ بھوک سے رنجودشمنوں کے اس سے پیٹ پالے جائیں۔

پھر انجیل میں خیرات کے متعلق کئی اوراعلیٰ باتیں مرقوم ہیں۔ جن کا قرآن میں نام تک نہیں۔ مثلاً یہ کہ خیرات بلارحم وانصاف بیکاراوربلامحبت بے سود ہے" اگرمیں اپنا سارا مال غریبوں کو کھلادوں یا اپنا بدن جلانے کودیدوں اورمحبت نہ رکھوں تومجھے کچھ بھی فائد نہیں" مجبوری اورلاچاری سے دینے میں کچھ حاصل نہیں" کیونکہ خدا خوشی سے دینے والوں کو عزیز رکھتا ہے" اس کے علاوہ خیرات میں اعتبار نیت کا بڑا دخل ہے۔ جیساکہ کنگال بیوہ کی تمثیل میں بتایا ہے۔ ایک اورمقام پر بھی لکھا ہے کہ" اگرنیت ہوتوخیرات اُس کے موافق مقبول ہوگی جوآدمی کے پاس ہے۔ نہ اس کے موافق جواُ سکے پاس نہیں"۔ ناظرین خودہی پڑھیں اوراپنی قوتِ فیصلہ سے کام لیں۔

قرآن شریف

اورہم نے ہراُمت کے لئے قربانی کا طریقہ مقررکیا ہے تاکہ مویشی چاپایوں پر جواُس نے اُنہیں دئیے ہیں۔ اللہ کا نام یادکریں (حج آیت ۳۵)۔

اوربُدنے (قربانی کے اونٹ) ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشان مقررکئے ہیں۔ اُن میں سے تمہارے لئے خیر ہے۔سوجب وہ قطارباندھے کھڑے ہوں۔ اُن پر اللہ کا نام پڑھو۔ پھر جب وہ اپنی کروٹوں پر گرپڑیں تواُن میں سے کھاؤ۔ اورقانع اورمانگنے والے فقیر کوکھلاؤ۔یوں ہم نے وہ تمہارے قابو میں کئے۔ شائد تم شکر کرو (حج آیت ۳۷)۔

اللہ کو اُن کا گوشت اورخون نہیں پہنچتا لیکن اُس کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ یوں اُنہیں ہم نے تمہارے بس میں کیا تاکہ تم اس بات پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی۔ اللہ کی بڑائی کرو (حج آیت ۳۸)۔

بائبل مقدس

تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کیا کام میں مینڈھوں کی سوختنی قربانیوں سے اور فربہ بچھڑوں کی چربی سے سیر ہوں۔ اوربیلوں اوربھیڑوں اوربکروں کا لہو نہیں چاہتا (یسعیا ۱: ۱۱)۔

اپنے تئیں دھوؤ۔ آپ کو پاک کرو۔ اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے دُورکروبد فعلی سے بازآؤ (یسعیاہ ۱: ۱۶)۔

وہ جو بیل ذبح کرتا ہے اُس کی مانند ہے۔ جس نے ایک آدمی کو مارڈالا۔ اوروہ جوایک برہ قربانی کرتا ہے اُس کے برابر ہے جس نےایک کتے کی گردن کاٹی ہے۔ جوہدیہ چڑھاتا ہے۔ایسا ہے جیسے نے اُس نے سورکا لہوگزرانا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لوبان گزارنتا ہے اُس کی مانند ہے جس نے بُت کو مبارک کہا ہے۔ہاں اُنہوں نے اپنی اپنی راہیں چن لیں۔ اوراُن کے جی اُن کی نفرتی چیزوں سے مسرورہیں (یسعیاہ ۶۶: ۳۳)۔

تیری سوختنی قربانیاں مجھے پسند نہیں اورتیرے ذبیجے خوش نہیں آتے (یرمیاہ ۶: ۳۰)۔

میں کیا لیکے خدا کے حضور میں آؤں اورخدا تعالیٰ کے آگے کیونکر سجدہ کروں۔ کیا سوختنی قربانیوں اورایک سالہ بچھڑوں کولے کر اُس کے آگے لگا ؤنگا ۔۔۔۔خداوند تجھ سے اورکیا چاہتا ہے۔ مگریہ کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی کوپیارکرے۔ اوراپنے خداوند کے ساتھ فروتنی سے چلے (میکاہ ۶: ۶تا ۸)۔

کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتاہوں یا بکروں کا لہو پیتاہوں۔ توشکرگزاری کی قربانیاں خدا کے حضورگزران (زبور ۵۰: ۱۳تا ۱۴)۔

پس ہم اس کے وسیلے سے حمد کی قربانی ۔یعنی ان ہونٹھوں کا پھل جواس کے نام کا اقرارکرتے ہیں۔ خدا کے لئے ہروقت چڑھایا کریں (عبرانیوں ۱۳: ۱۵)۔

اور (مسیح) بکروں اوربچھڑوں کا خون لے کر نہیں۔ بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بارداخل ہوگیا (عبرانیوں ۹: ۱۱)۔

قربانی ایک نہایت اعلیٰ وصف ہے۔ مگر اپنی قربانی اپنے وقت کی قربانی۔ اپنے مال کی قربانی اوراپنی جان کی قربانی۔

دوسروں کے لئے اپنے آپ کو نثار کردینا۔ رضا کے ساتھ ۔ارادہ کے ساتھ اورشوق کے ساتھ۔ نہ کہ ایک بے زبان جانور کو اپنے لئے اوروہ بھی اُس کے خلافِ ارادہ ذبح کرنا اوررحمن ورحیم خدا کا نام لے کراُس پر خنجر چلادینا۔

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروزعید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا

اسلامی قربانی محض ایک رسم ہے۔ جانوروں کے ذبح کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ لیکن جوخدا کو منظورہیں وہ" حمد اورشکرگزاری کی قربانیاں " ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پاک کرنا۔ بُرے کاموں کودُورکرنا اوربدکرداری سے بازآنا"۔ لکھا ہے کہ" اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کروجوزندہ اورپاک اورخدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری مقبول عبادت ہے"۔(رومیوں ۱۲: ۱) اورلکھاہے کہ" میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتاہوں(متی ۹: ۱۳)۔

اورپھر لکھا ہے کہ " راستی اورانصاف کرنا خداوند کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے"(امثال ۲۱: ۳)۔

خود قرآن میں مذکو رہے" اللہ کواُن کا گوشت اورخون نہیں پہنچتا" جوخدا کے اس قول مندرجہ زبور سے ماخود ہے کہ" کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں یا بکروں کا لہو پیتاہوں"۔ بائبل کی آیات منقولہ" الصدرسب بڑھنے کے قابل ہیں۔ دیکھئے خدا ان رسمی قربانیوں اورذبحیوں سے کس قدر بیزار ہے۔ پھر اس رسم سے کیا حاصل ۔ سال میں ایک ہی دن اتنے جانوروں کو ذبح کرنے سے لوگ بھی نہیں کھاسکتے بلکہ عیدالضحیٰ کے موقعہ پر اس افراط سے گوشت ہوتاہے کہ اکثر لوگ زیادہ کھانے کے باعث بیمارہوجاتے ہیں۔اوردل بھرجاتاہے۔اگریہی گوشت غربا کو سال بھر میں وقتاً فوقتاً دیا جائے توکیا ہی مفید ہومااسکی قیمت اگرجائز طریق سے استعمال کی جائے توکئی قومی وملکی مشکلات کا حل ہوسکتاہے۔ اوراگریہ حضرت ابراہیم کے ایمان کی محض یادگار اوراُس کی قربانی کا صرف نشان ہے۔ توبیکار نشان سے کیا فائدہ ۔کیا وہ شان ابراہیمی سے اس قربانی میں پیدا ہوسکتی ہے یا اُس کا ایمان کسی بکرا قربان کرنے والے میں موجود ہوتاہے۔ اوراگر نہیں اوریقیناً نہیں توپھر ان باتوں میں کوشش کرو۔جن کی

بدولت ابراہیم کی قربانی ایسی عظیم اورشاندارشمار کی گئی اوروہ خود" ایمانداروں کا باپ" سمجھا گیا۔

ایک صاحب نے قربانی کے جواز میں بہت زور مارا ہے اوروہ فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی موت کو یاد کرے۔ کس طرح ہم ایک جانورکو جوہماری ملک ہے ذبح کردیتے ہیں۔ اسی طرح خدا جب ہم کو ذبح کریگا توکوئی ہمیں نہیں بچاسکیگا۔گویا موت کو یادکرنے کا یہی طریقہ ہے کہ بیزبان جانور ہلاک کئے جائیں۔ اوردوسروں کو مارکرہی اپنا مرنا یادآتا ہے۔ کتنے حیوان اورانسان ہرروزہماری آنکھوں کے سامنے مرتے اورجان دیتے ہیں بعض اپنی طبعی عمر کو پورا کرکے اوربعض کسی نا گہانی حادثہ یا بیماری سے جب پیک اجل آجاتا ہے توکسی کو بجز کوچ کے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ لایستا خرون ساعتہ ولا یستقد مون پھر کیاہمیں خیال ہے کہ ہم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ اوریہ خیال صرف اس طریق سے دُورہوسکتا ہے کہ ہم بلاضرورت جانداروں کی جانیں لیں جس سے اوربھی دل سخت ہوجاتا ہے۔ اس سے تویہی بہتر ہے کہ قبرستان کی زیارت کیا کریں۔ اوراپنے انجام کو دیکھیں۔

قرآن شریف

مومنو ستھری چیزیں جوخدا نے تمہارے لئے حلا ل کی ہیں۔ حرام نہ ٹھہراؤ(مائدہ آیت ۸۹)۔

اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ستھری اورحلال چیزیں کھاؤ (مائدہ آیت ۹۰)۔

تجھے پوچھتے ہیں کہ اُن کوکیا حلال ہے۔ توکہہ تم کوستھری چیزیں حلال ہیں۔اوروہ شکاری جانورجن کو تم سدھاؤ اورشکار کرینگے لئے تم اُن کو وہ سکھلاؤ جوخدا نے تمہیں سکھلادیا ہے۔پس جوکچھ وہ تمہارے لئے پکڑیں اس سے کھاؤ اوراُس پر اللہ کا نام لو(مائدہ آیت ۲)۔

آج سب ستھری چیزیں تم پرحلال کی گئیں۔ اوراہل کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے اورتمہارا کھانا اُن کو حلال ہے(مائدہ آیت ۷)۔

تمہارے لئے دریائی شکار اوراس کا کھانا تمہارے اورمسافروں کے فائدے کے لئے حلال کیا گیا ہے(مائدہ آیت ۹۷)۔

تم پر جنگلی شکار حرام ہے جب تک تم احرام میں ہو(مائدہ آیت ۹)۔

تو کہہ کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ اُس میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز کہ وہ اُسے کھائے حرام نہیں پاتا۔ مگریہ کہ وہ چیز مُردہ ہو۔ یا بہتا ہوا خون یا سورکا گوشت ۔کیونکہ وہ ناپاک ہے۔ یا کوئی فسق کوبوقت ذبح غیر اللہ کا نام اس پر پکارا جائے (انعام آیت ۱۴۶)۔

یہود پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کیا۔ اورگائے اوربکری میں سے ان کی چربی حرام کی۔ مگرجس وقت اُن کی پشت پر ہو یا انتڑیوں میں یاہڈی میں لگی ہو(انعام آیت ۱۴۷)۔

مردہ اورلہو اورسورکا گوشت اوراللہ کے سوا کسی غیر کے نام کا ذبیحہ تم پر حرام ہوا ہے۔ اورگلا گھونٹا اورچوٹ سے مارا ہوا اوراوپر سے گر کے مرا ہوا۔ اورسینگوں سے مارا ہوا اوردرندوں کا کھایا ہوتم پر حرام ہے۔ مگرجسے تم ذبح کرلو اورکھڑے پتھروں پر جوذبح ہو حرام ہے(مائدہ آیت ۴)۔

پس جو کوئی بھوک سے ناچارہو۔ اورگناہ کی طرف مائل نہ ہو(اورحرام چیزوں میں سے کھالے)تواللہ بخشنے والا مہربان ہے(مائدہ آیت ۵)۔

بائبل مقدس

بتوں کی مکروہات اورحرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اورلہو سے پرہیزکریں(اعمال ۱۵: ۲۰)۔

تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اورلہو اورگلا گھونٹے ہوئے جانوروں اورحرامکاری سے پرہیزکرو۔ اورتم اُن چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھوگے توسلامت رہوگے(اعمال۱۵: ۲۹)۔

توکسی گھنونی چیزکو مت کھائیو۔وہ چارپائے کہ جنہیں تم کھاسکتے ہو۔ یہ ہیں۔ بیل اورجھنڈ میں سے بھیڑاوربکری اورہرن اورآہو۔ اور یحمور اوربُزکوہی اورریم اورگاؤ میش اورتکہ کوہی اور ہرایک چارپایہ جس کے کھرچرے ہوئے ہوں اوراُس کے کھر میں شگاف ہو۔ ایسا کہ اُس سے دوپنج ہوتے اورجُگالی کرتاہو۔توتم اُسے کھاؤ گے لیکن ان میں سے کہ جگالی کرتے ہیں یا ان

کے کھر چرے ہوئے ہیں تم اُنہیں مت کھائیو۔ جیسے اونٹ اورخرگوش اورپربوع اس لئے کہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن ان کے کھر چر ہوئے نہیں ہیں۔سویہ تمہارے لئے ناپاک ہیں اورسوربھی کہ اُس کے کھر چر ہوئے ہیں تم اُنہیں مت کھائیو۔ جیسے اونٹ اورخرگوش اوریربوع اس لئے کہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن ان کے کھر چرے ہوئے نہیں ہیں۔ سویہ تمہارے لئے ناپاک ہیں اورسوربھی کہ اُس کے کھر چرے ہوئے ہیں پر جگالی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُن کا گوشت نہ کھائیو نہ اُن کی لاش کو ہاتھ لگائیو۔ آبی جانوروں میں سے بھی کھاؤ گے۔ جتنوں کے پرہوں اور چھلکے ۔ تم اُنہیں کھاؤ گے۔ مگرجس کے پر اورچھلکے نہ ہوں تم اُسے مت کھائیو۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ ہرایک پرندہ جوپاک ہے۔ تم اُسے کھاؤ گے۔ لیکن وہ جن کا کھانا حرام ہے یہ ہیں۔ عقاب اوراستخواں خواراوربحری عقاب اورچیل اورسفید چیل اورگدھ اورجواُن کی جنس سے ہیں۔ ہرایک جنس کا کوا اورشترمرغ اورالو اوربحری بگلا اورباز کی ہرایک قسم اوربُوم اورچوہے مار اورچکوا اورحواصل اوررخم اورماہی خوراک اورلک لک اوربگلا جواُن کی جنس سے ہوں اورہُدہُد اورچمگادڑاورہرایک حیوان جورینگ کے چلے اوراڑے تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُسے مت کھائیو۔ سب وہ پرندے جوپاک ہیں۔ تم اُنہیں کھاؤ گے۔ جوحیوان آپ سے مرجائے تم اُسے مت کھائیو (استشنا ۱۴: ۳تا ۲۱)۔

خبردارکہ لہو مت کھائیو (استشنا ۱۲: ۲۳)۔

جوچیز منہ میں جاتی ہے۔ وہ آدمی کوناپاک نہیں کرتی۔ مگرجومنہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کوناپاک کرتی ہے (متی ۱۵: ۱۱)۔

کیا تم نہیں سمجھتے کہ جوکچھ منہ میں جاتاہے۔ وہ پیٹ میں پڑتا اورپائخانے میں نکل جاتاہے۔ مگرجوباتیں منہ سے نکلتی ہیں۔ وہ دل سے نکلتی ہیں۔ اوروہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال خونریزیاں زناکاریاں حرامکاریاں چوریاں جھوٹی گواہیاں بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں (متی ۱۵: ۱۷تا ۱۹)۔

کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں۔ لیکن جو کوئی حرام سمجھتا ہے اُسکے لئے حرام ہے۔ اگرتیرے بھائی کو تیرے کھنے سے رنج پہنچتا ہے۔ توپھر محبت کے قاعدہ پر نہیں چلتا۔ (رومیوں ۱۴: ۱۴تا ۱۵)۔

ہر چیز پاک تو ہے۔مگراُس آدمی کے لوے بُری ہے جس کو اُس کے کھانے سے ٹھوکرلگتی ہے۔ یہی اچھا ہے کہ تونہ گوشت

کھائے نہ مے پئے اورنہ کچھ ایسا کرے جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے (رومیوں ۱۴: ۲۰ تا ۲۱)۔

اگرکھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کھلائے۔ تومیں کبھی ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا۔ تاکہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا سبب نہ ہوں (۱کرنتھیوں ۸: ۱۳)۔

خدا کی بادشاہت کھانے پر نہیں۔ بلکہ راستبازی اورمیل ملاپ اوراُس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے۔

جوکچھ قصابوں کی دوکانوں میں بکتا ہے۔ وہ کھاؤ اوردینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو (۱کرنتھیوں ۱۰: ۲۵)۔

خدا کی پیدا کی ہوئی ہرچیزاچھی ہے۔ اورکوئی چیزانکار کے لائق نہیں۔ بشرطیکہ شکرگزاری کے ساتھ کھائی جائے (۱تمتھیس ۴: ۴)۔

حلتِ وحرمت کا مسئلہ بھی عجیب دلچسپ ہے۔ قرآن نے حلال وحرام کی ایک نامکمل فہرست پیش کی ہے۔ لیکن تورات میں اُس کے مقابلہ میں زیادہ شرح وبسط اورتفصیل کے ساتھ اسکا ذکر آیا ہے۔ ازروئے قرآن جانوروں میں سے سوحرام ہے۔ لیکن آبی جانوروں اورپرندوں میں سے کسی نہ کسی کو حلال کہا ہے نہ حرام۔ سورہ تورات کی روسے بھی حرام ہے لیکن اس کے علاوہ اوربہت سے جانورحرام ہیں جن کوخود مسلمان نہیں کھاتے مگرقرآن میں اس کا ذکرنہیں ۔ہاں مُرداراورلہو کا استعمال دونوں کتابوں میں حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ پس یہ تو روزِروشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ توریت میں مفصل اورصریح احکام ہیں جن کی رُو سے حلال وحرام میں امتیاز ہوسکتا ہے اورقرآن نے دوہزار برس بعد آکرکچھ مزید روشنی اس مضمون پرنہیں ڈالی۔

اب رہا یہ سوال کہ اس حلال وحرام ٹھہرانے کی فلاسفی کیا ہے۔ کیوں ایک عادل اورحکیم خدا بلاوجہ کچھ چیزیں توحلال اورحرام ٹھہرادیتا ہے۔اوروہ بھی بقیدا ستمرا ۔ احکام مندرجہ تورات کی نسبت تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کی قوم کو چن لیا تھا اوراُنہیں تیارکررہا تھا۔ کیونکہ ہنوزوہ قوم ان بڑی صداقتوں کے سمجھنے سے قاصر تھی جن کے باب مسیح نے آکر کھول دیئے۔اس لئے ان کی وسعت ودماغ اورقدرت تفہیم کے مطابق اُنہیں پاکیزگی کی طرف کھینچا گیا اورجانوروں کوحلال وحرام بتاکراُنہیں رغبت دلا ئی کہ وہ حلال اورپاک چیزیں کھائیں۔

اورپاکیزگی کی طرف مائل ہوں تاکہ جب حکمت الٰہی اُنہیں کسی اعلیٰ اورحقیقی پاکیزگی کی طرف بلائے تووہ اُس کے لئے پہلے سے ہی تیارہوں۔ پس یہ قوانین ایک خاص زمانہ اورخاص قوم کے لئے تھے اورانجیل نے بتادیاکہ کوئی چیزبذاتہ حرام نہیں"۔ بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزاچھی ہے۔ اورکوئی چیزانکارکے لائق نہیں ۔ بشرطیکہ شکرگزاری کے ساتھ کھائی جائے" ہاں جس چیز کا استعمال صحت پر بُرا اثر رکھے۔ وہ نہ کھائی جائے۔ یا جس شے کے "کھانے سے تیرے بھائی کو رنج پہنچتا ہے" یاجس سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے" اس کے استعمال کی ممانعت ہے۔کیونکہ ہرچیز پاک تو ہے۔ مگراس آدمی کے لئے بُری ہے۔ جس کو اس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے"۔ اوریہ کیسی پاکیزہ تعلیم ہے۔ جس کی تہ میں کمال درجہ کی انسانی محبت کام کرتی ہے کہ باوجود ایک چیز کے طیب اورپاک ہونے کے اس کے استعمال کو اپنے بھائیوں کی خاطر ترک کردیا جائے۔اس انسانی محبت اورپیارکی نظیرکسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ میں ایسے مشنریوں سے واقف ہوں جواسی" محبت کے قاعدے" پر چلتے ہوئے لحم خنزیر سے سے مجتجنب رہتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو صدمہ نہ پہنچے۔

ایک اوربات جوانجیل نے بتائی وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ خدا کی بادشاہت کھانے پینے پرنہیں بلکہ راستبازی اورمیل ملاپ اوراُس خوشی پر موقوف ہے۔ جوروح القدس کی طرف سے ہوتی ہے" اورمجھے بہت حیرت ہوتی ہے کہ اہل اسلام نے کھانے پینے کی چیزوں میں مذہب سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ کھانا ہمیں" خدا سے نہیں ملائیگا" اسی لئے توحضور مسیح نے ان ظاہری باتوں پر زورنہیں دیا۔ بلکہ صاف کہاکہ" جوچیزمنہ میں جاتی ہے وہ آدمی کوناپاک نہیں کرتی مگرجومنہ سے نکلتی ہے۔ وہی آدمی کوناپاک کرت ہے" کیونکہ جوکچھ منہ میں جاتاہے وہ پیٹ میں پڑتا اورپائخانہ میں نکل جاتاہے۔ مگرجوباتیں منہ سے نکلتی ہیں وہ دل سے نکلتی ہیں۔اوروہی آدمی کوناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال، خونریزیاں۔ زناکاریاں، حرامکاریاں چوریاں ۔ جھوٹی گواہیاں۔ بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں" اوررسول کہتاہے کہ "اُن کی مانند جودنیا میں زندگی گزارتے ہیں۔ آدمیوں کے حکموں اورتعلیموں کے موافق ایسے قاعدوں کے کیوں پابند ہوتے ہو۔کہ اسے نہ چھونا۔ اُسے نہ چکھنا اوراُسے

ہاتھ نہ لگا۔ کیونکہ ساری چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہوجائینگی (کلسیوں ۲: ۲۰تا ۲۲)۔

عمل کرنا

قرآن شریف

مومنو وہ بات کیوں کہتے ہیں جونہیں کرتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت پسند ہے۔ (صف آیت ۳۰۲)۔

کیا تم لوگو ں کونیکی کا حکم دیتے ہو۔ اوراپنی جانوں کوبھولے جاتے ہو(بقرہ آیت ۴۱)۔

اورنیک عمل کرو۔ جوتم کرتے ہو۔ میں جانتا ہوں (مومنون آیت ۵۳)۔

جوثابت قدم اورنیک اعمال ہیں۔ اُن کے لئے مغفرت اوربڑاثواب ہے (ہود آیت ۱۴)۔

مردہوں یاعورت جومسلمان ہوکر نیک کام کرے ہم اسے اچھی زندگی سے زندہ کرینگے۔ اوران کے اچھے کاموں کا جووہ کرتے ہیں بدلہ دینگے (نحل آیت ۹۵)۔

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امید وار ہے اسکو چاہیے کہ عمل نیک کرے (کہف آیت ۱۱۰)۔

اورجوایمان لائے اوراُنہوں نے نیک عمل کئے اُن کے لئے مغفرت اوربڑا ثواب ہے (فاطر آیت ۸)۔

بائبل مقدس

جومجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگروہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے (متی ۷: ۲۱)۔

پس جو کوئی میری یہ باتیں سنتا اوراُن پر عمل کرتا ہے وہ اس عقلمند کی مانند ٹھہریگا۔ جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ اورمینہ برسا اورپانی چڑھا اورآندھیاں چلیں اوراُس گھر پرٹکریں لگیں۔ لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ (متی ۷: ۲۴تا ۲۵)۔

اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو توکیا فائدہ ۔ کیا ایسا ایمان اُسے نجات دے سکتا ہے (یعقوب ۲: ۱۴)۔

تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کودیکھ کر تمہارے باپ کی جوآسمان پر ہے بڑائی کریں (متی ۵: ۱۶)۔

جنہوں نے خدا کا یقین کیا ہے۔ وہ اچھے کاموں میں لگے رہنے کا خیال رکھیں (طیطس ۳: ۱۶)۔

اگرتم مجھ سے محبت رکھتے ہو تومیرے حکموں پر عمل کروگے (یوحنا ۱۴: ۱۵)۔

اگرتم میرے حکموں پر عمل کروگے تومیری محبت میں قائم رہوگے (یوحنا ۱۵: ۱۰)۔

اگرہم اس کے حکموں پر عمل کرینگے تواس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم اسے جان گئے ہیں ۔ جوکوئی یہ کہتا ہے ۔ کہ میں اسے جان گیاہوں اوراسکے حکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے اوراس میں سچائی نہیں (۱۔یوحنا ۲: ۳تا ۴)۔

جوکوئی اپنی صلیب نہ اٹھائے اورمیرے پیچھے نہ چلے میرے لائق نہیں (متی ۱۰: ۳۸)۔

جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے۔ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مردہ ہے (یعقوب ۲: ۲۶)۔

جولوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ انجیل میں اعمال صالح کی تعلیم نہیں۔ بلکہ مسیح پر زبانی ایمان لانے سے ہی گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اورپھر چھٹی ہوجاتی ہے۔ کہ پڑے گلچھرے اڑائیں اورمن مانی موجیں کریں۔ انجیل کی مندرجہ بالا آیات کوپڑھیں اوراپنے اس جھوٹ سے شرمائیں۔

قرآن شریف

مومنو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو۔ شائد تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دورکردے (تحریم آیت ۸)۔

اے ایماندارو تم سب مل کر خدا کی طرف توبہ کروشاید کہ تم نجات پاؤ (نورآیت ۳۱)۔

خدا پر صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنی لازم ہے۔ جونادانی سے گناہ کرتے ہیں اورپھر جلد توبہ کرلیتے ہیں ۔(نساء آیت ۲۱)۔

اُن کی توبہ کچھ نہیں جوبدیاں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کوموت آگھیرتی ہے۔ تو کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی (نساءآیت ۲۲)۔

بائبل مقدس

توبہ کروکیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے (متی ۴: ۱۰)۔

پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کرکے اب سب آدمیوں کوہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں (اعمال ۱۷: ۳۰)۔

پس توبہ کے مطابق پھل لاؤ (متی ۳: ۸)۔

توبہ کریں اورخدا کی طرف رجوع لاکر توبہ کے موافق کام کریں (اعمال ۲۶: ۳۰)۔

پس توبہ کرو اوررجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں (اعمال ۱۳: ۱۹)۔

حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگرہم جان بوجھ کر گناہ کریں توگناہوں کی کوئی اورقربانی باقی نہیں رہی (عبرانیوں ۱۰: ۲۶)۔

قرآن شریف

جب بات ٹھہراچکے توخدا پرتوکل کر بیشک خدا توکل کرنے والوں کودوست رکھتا ہے (آل عمران ۱۵۳)۔

چاہیے کہ ایماندار خداہی پربھروسہ رکھیں (آل عمران آیت ۱۵۴)۔

مومنین کوخدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (مائدہ آیت ۱۴)۔

بائبل مقدس

اپنے سارے دل سے خداوند پر توکل کر اوراپنی سمجھ پر تکیہ مت کر (امثال ۳: ۵)۔

اپنی راہ خداوند پر چھوڑدے اُس پر توکل کروہ خودبنالیگا (زبور۳۶: ۵)۔

ابدتک خداوند پر اعتقاد رکھو۔ کہ یہواہ یقیناً ابدی چٹان ہے (یسعیاہ ۲۶: ۴)۔

اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے ؟ اورنہ اپنے بدن کی کیا پہنیں گے ؟ کیا جان خوراک سے اوربدن پوشاک سے بڑھ کرنہیں؟ ہوا کے پرندوں

کو دیکھو نہ بوتے ہیں نہ کاتتے ۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا پروردگار ان کو کھلاتا ہے ۔ کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے ؟تم میں ایسا کون ہے جو فکر کرکے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے ؟ اورپوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو ؟ جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ تو بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان وشوکت کے ان میں سے کسی کی مانند ملبُس نہ تھا۔پس جب پروردگارمیدان کی گھاس کو جوآج ہے کل تنورمیں جھونکی جائے گی ایسی پوشاک پہناتا ہے تو اے کم اعتقاد وتم کوکیوں نہ پہنائے گا؟ اسلئے فکرمند ہوکر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پیئں گے یاکیا پہنے گئے ؟ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں مشرکین رہتے ہیں اورتمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اس کی بادشاہی اوراس کی سچائی تلاش کروتو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔ پس کل کے لئے فکر نہ کروکیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکرکرلے گا ۔آج کے لئے آج ہی کا دکھ کافی ہے ۔(متی ۶: ۲۵تا ۳۴)۔

فارسی میں ایک مثل ہے " شک آنست کہ خود بیویدنہ کہ عطارد بگویدہ"یعنی کستوری یاخوشبو وہ ہے جوخودہی شام ودماغ پر اثر پیدا کرے اورمہکادے۔ نہ کہ عطارد اپنے منہ سے توبہت تعریف کرے لیکن دراصل اُس شے میں خوشبو نام کو نہ ہو۔اب ایک خوشبو ہے جسے قرآن پیش کرتا ہے اورایک ہے جسے انجیل نذرکرتی ہے۔ دونوں کوسونگھ لو۔ اورعطاروں کی نہ سنو۔ مسلمانو۔ توکل کا جوسبق حضور مسیح نے یاد ہے۔ اُس کے مقابلہ کی آئیتیں ہوں توپیش کرو۔ پرکروکہاں سے ؟جوتھیں وہ تولکھ دی گئیں۔ میں حاشیہ آرائی سے عمداً اجتناب کرتاہوں۔ کیونکہ وہ مضمون کوزیادہ خوبصورت نہ بناسکیگی۔ بلکہ اس کےحسن کو کھودیگی۔ آیات پر غورکیجئے کہ وہ مشک تتار سے بڑھ کر خوشبودار ہیں اورآیات نمبر ۴ کو بالخصوص پڑھئے اوروجد کیجئے۔

قسم کھانا

قرآن شریف

اپنی پکی قسمیں کھاکر نہ توڑو۔حالانکہ تم نے اللہ کو قسموں میں اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے (نحل آیت ۹۳)۔

خدا نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کے توڑڈالنے کا ٹھہراؤ مقررکردیا ہے (تحریم آیت ۲)۔

ان لوگوں کو جواپنی عورتوں سے (نہ ہمبستر ہونے پر)قسم کھابیٹھتے ہیں۔ چار مہینے تک مہلت ہے (کہ قسم توڑدیں) پھر اگروہ مل گئے توخدا بخشنے والا مہربان ہے (بقرآیت ۲۲۶)۔

خدا تم کو تمہاری بیفائدہ قسموں پر نہ پکڑیگا۔ لیکن تم کوتمہاری پکی قسموں پر پکڑیگا۔ پس پکی قسموں کا کفارہ دس محتاجوں کو کھلانا ہے۔ اوسط کا کھانا جوتم اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو یا اسکا کفارہ اُن کو کپڑا دینا ہے۔ یا غلام آزاد کرنا۔ پھر جو کوئی نہ پائے۔ وہ تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب تم قسم کھا بیٹھو اوراپنی قسموں کی حفاظت کرو (مائدہ آیت ۹۱)۔

واضح کتاب کی قسم (دخان آیت ۱)۔

قسم ہے اڑا کر بکھیرنے والیوں کی۔ پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی۔ پھر نرمی سے چلنے والیوں کی۔ پھر حکم سے بانٹنے والیوں کی (ذاریات آیت ۱تا ۴)۔

قسم کوہِ طورکی اورلکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں اور بیت العمورکی اوراونچی چھت کی اوراُبلتے دریا کی (طورآیت ۱تا ۶)۔

تارے کی قسم جب گرے (نجم آیت ۱)۔

پھر میں تاروں کے گرن کی قسم کھاتاہوں۔ اوراگرجانو تویہ بڑی قسم ہے (واقعہ آیت ۷۴تا ۷۵)۔

قلم کی قسم اورجوکچھ لکھتے ہیں اس کی قسم (قلم آیت ۱)۔

نہیں نہیں ہم کو چاند کی قسم اورات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیرے ۔ اورصبح کی قسم جب وہ روشن ہو(مدثر آیت ۳۵تا ۳۷)۔

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتاہوں ۔ اورمیں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتاہوں ۔ (قیامت آیت ۱تا ۴)۔

قسم ہے اُن ہواؤں کی جومعمول کے مطابق چلائی گئی ہیں۔ پھر زور پکڑ کر تیز ہوجاتی ہیں۔ پھر (بادل کو) منتشر کرکے پھیلادیتی ہیں۔(پھرپھاڑکر جدا کردیتی ہیں۔ پھر اُن (فرشتوں) کی قسم جو نصیحت اُتارتے ہیں رفع الزام کے لئے یا ڈرانے کے لئے (مرسلات آیت ۱تا ۶)۔

قسم ہے کہ ڈوب ڈوب کر جان کھینچنے والوں کی اورگرہ کھول کر بند سے چھڑانے والوں کی اورتیر کر بہنے والوں کی ۔ پھر دوڑ کرآگے بڑھنے والوں کی ۔پھر حکم سے کام بنانے والوں کی (نازعات آیت ۱تا ۵)۔

سو میں پیچھے ہٹنے والوں کی قسم کھاتاہوں۔ جوسیر کرنے اورمخفی ہونے والے ہیں۔ اوررات کی قسم جب وہ جانے لگے اورصبح کی قسم جبکہ وہ سانس لے (تکویر آیت ۱۵تا ۱۷)۔

سومیں قسم کھاتاہوں شام کی سرخی اوررات کی جواُس نے جمع کیا اس کی چاند کی جب وہ پورا ہوا(انشقاق آیت ۱۶تا ۱۹)۔

بُرجوں والے آسمان کی قسم اوراُس دن کی جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ اورحاضر ہونے والے اور جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں(بروج آیت ۱تا ۳)۔

آسمان کی قسم اوراندھیرے پڑے آنے والے کی قسم۔ اورتوکیا جانے اندھیرا پڑے آنے والا کیا ہے؟ وہ چمکتا تارہ ہے(طارق آیت ۱تا ۳)۔

قسم ہے فجر کی اوردس راتوں کی اورجُفت اورطاق کی۔ اورات کے جب گذرنےلگے۔ (فجرآیت ۱تا ۳)۔

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتاہوں۔ اورتواس شہرمیں اُترا ہواہے۔ اورمیں جننے والے کی اوراُس کی جسے جنا(یعنی باپ اوربیٹے) کی قسم کھاتاہوں (بلد آیت ۱تا ۳)۔

سورج اوراُس کی دھوپ کی قسم اورچاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔ اوردن کی جب اُس کو روشن کرے اوررات کی جب اُس کو ڈھانپ لے اورآسمان کی اوراُس کی جس نے اُسے بنایا اورزمین کی اوراُس کی جس نے اُسے پھیلایا اورجان کی اوراُس کی جس نے اُسے درست اندام بنایا۔پھر اس کی بدکاری اوراس کا تقویٰ اس کے دل میں ڈالا (شمس آیت ۱تا ۸)۔

رات کی قسم جب چھپالے اوردن کی جب روشن ہوا اوراُس کی جس نے نرا اورمادہ کوپیدا کیا(لیل آیت ۱تا ۳)۔

دھوپ چڑھتے وقت کی قسم اوررات کی جب چھا جائے (ضحیٰ آیت ۲)۔

انجیر اور زیتون کی قسم اورطور سینین پہاڑ کی اوراس امن والے شہر (مکہ) کی (تین آیت ۱تا ۳)۔

عصر کی قسم (عصر آیت ۱)۔

بائبل مقدس

اورتم میرا نام لیکے جھوٹی قسم نہ کھاؤ (احبار۱۹: ۱۲)۔
توخداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔کیونکہ جو اُس کا نام بے فائدہ لیتا ہے۔ خداوند اُسے بیگناہ نہ ٹھہرائیگا(خروج ۲۰: ۷)۔

پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں پروردگار کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا ،نہ توآسمان کی کیونکہ وہ رب العالمین کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے۔نہ یروشلیم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تم ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتے ۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے۔(متی ۵: ۳۳تا ۳۷)۔

اے بھائیو ۔ سب سے بڑھکر یہ ہے کہ قسم نہ کھاؤ نہ آسمان کی نہ زمین کی نہ کسی اورچیز کی۔ بلکہ ہاں کی جگہ ہاں کرو اورنہیں کہ جگہ نہیں تاکہ سزا کے لائق نہ ٹھہرو(یعقوب ۵: ۱۲)۔

مسلمانوں میں ایک بڑی مرض یہ ہے کہ وہ بات بات پر قسم کھاتے ہیں۔ نہایت حقیر اورادنیٰ معاملات میں ایمان وقرآن اورخدا کی حلفیں اٹھاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے قسم کھانے سے منع نہیں کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ خدا تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر نہ پکڑیگا۔ لیکن تم کو تمہاری پکی قسموں پر پکڑیگا" ۔ بھلا یہ کچی اورپکی قسمی کیا ہوتی ہیں۔ کچی قسم پر توکوئی گرفت ہی نہیں۔ہاں پکی قسم کے توڑنے پر اورخدا جانے وہ کس طرح پکائی جاتی ہے۔ کفارہ لازم آتا ہے۔ چلو چھٹی ہوئی قسم کا اعتباری جاتا رہا۔ کچی تو بھلا تھی ہی کچی۔ پکی کا کفارہ دیا اور توڑڈالی ۔ کیونکہ "خدا نے قسموں کے توڑڈالنے کا ٹھہراؤ مقررکردیا ہے" یہ "ٹھہراؤ" بھی اچھی چیز ہے۔ ورنہ قسم کا پابندہی رہنا پڑتا۔ یہ کیا تماشا ہے کہ اول توقسم کھائی جائے۔ پھر اُسے پکا یا جائے کہ کچی

رہنے نہ پائے۔ اورپھر پکی پکائی کوبھی جی چاہا توتوڑدیا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ اے بھائیو سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ قسم نہ کھاؤ۔نہ آسمان نہ زمین کی نہ کسی اور چیز کی" بلکہ" ہاں کی جگہ ہاں کرواورنہیں کی جگہ نہیں"۔ یہ کیسی عمدہ تعلیم ہے۔ حیرت آتی ہے کہ قسم کھانے والے کیا اپنی نظروں میں آپ ہی ذلیل نہیں ہوتے۔راست گفتار انسان جس کی زبان کا اعتبار ہے قسم کیوں کھائے۔ اورجوجھوٹ بولنے والا ہے کیا قسم کھاکر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اورخصوصاً کچی اورپکی قسموں کے ماننے والا۔ یارو" خدا کا نام بے فائدہ مت لو" یہ نہیں کہ جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ بلکہ سرے سے قسم ہی نہ کھاؤ۔ سچ بولو۔ ہرحال میں سچ بولو اوربغیر قسم کھائے سچ بولو۔

یہ تومسلمانوں کی حالت ہے۔ اب ذرا اسلام کے خدا کودیکھو وہ کس قدرقسمیں کھاتا ہے۔ دھوپ کی قسم اورچھاؤں کی قسم۔ شہر کی قسم۔ اورگاؤ کی قسم۔ دن کی قسم اور رات کی قسم۔پانچ کی قسم اورسات کی قسم غرض قسموں کی ایک نمائشگاہ ہے۔ آپ دیکھئے اور دوسروں کودکھائیے۔ اورہمیں شرمندہ کیجئے کہ جب خدا ایک دم میں دس دس بیس بیس قسمیں کھاتا ہے۔ توتم کون ہو ہمیں روکنے والے ؟

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پُرانے عہدنامے کی رو سے قسم کی اجازت ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کی ذہنیت ہی کچھ ایسی تھی کہ بغیر قسم کے کسی کے قول کا کچھ اعتبار ہی نہ ہوتا تھا اوراُن کے ہاں قسم ہی ہرقضیہ کا آخری فیصلہ سمجھی جاتی تھی اورخداکا منشا یہ تھا کہ بتدریج انہیں اعلیٰ صداقتوں اوربلند حقیقتوں اوربہترین اخلاقی معیاروں تک لے آئے۔ اس لئے ابتداً تو صرف انہیں یہی تعلیم دی کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ لیکن بلاآخر حضور مسیح نے اس تعلیم کی تکمیل کردی اور فرمایا کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ پس اگرقرآن نے آکر کچھ سکھایا تواس ترقی کے بعد تنزل کی طرف جانا اوراس عروج سے پستی کی طرف عود کرنا۔

قرآن شریف

توحکمت اورعمدہ نصحیت سے اپنے رب کی طرف بلا اوربطورِاحسن اُن سے مناظرہ کرو(نحل آیت ۱۲۶)۔

تم اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔ مگر ایسے طور پر جوبہتر ہو(عنکبوت آیت ۴۵)۔

بائبل مقدس

جوکچھ میں تم سے اندھیرے میں کہتاہوں اجالے میں کہو اورجوکچھ تم کان میں سنتے ہو۔ کوٹھوں پراس کی منادی کرو۔ جوبدن کوقتل کرتے ہیں اورروح کوقتل کرنہیں سکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرجو روح اوربدن دونوں کوجہنم میں ہلاک کرسکتاہے(متی ۱۰: ۲۷تا ۲۸)۔

اگرتم میں کوئی راہ حق سے گمراہ ہوجائے۔ اورکوئی اُس کو پھیرلائے۔ تویہ وہ جان لے کہ جو کوئی کسی گنہگار کواس کی گمراہی سے پھیر لائیگا۔ وہ ایک جان کو موت سے بچائیگا۔ اوربہت سے گناہوں پرپردہ ڈالیگا(یعقوب ۵: ۱۹تا ۲۰)۔

دیکھومیں تمہیں بھیجتاہوں گویا بھیڑوں کوبھیڑیوں کے بیچ میں پس سانپوں کی مانند ہوشیاراورکبوتروں کی مانند بھولے بنو۔ آدمیوں سے خبرداررہوکیونکہ وہ تمہیں عدالتوں کے حوالے کرینگے اوراپنے عبادتخانوں میں تمہارے کوڑے مارینگے (متی ۱۰: ۱۶تا ۱۷)۔

لفظی تکرارنہ کریں ۔ جس سے کچھ حاصل نہیں بلکہ سننے والے بگڑجاتے ہیں(۲تیمتھیس ۲: ۱۴)۔

وہ جو مغرور ہے ۔ اورکچھ نہیں جانتا اُسے بحث اور لفظی تکرارکرنے کا مرض ہے۔ جس سے حسد اورجھگڑے اوربدگوئیاں اوربدگمائیاں اوراُن آدمیوں میں ردوبدل پیدا ہوتا ہے جنکی عقل بگڑگئی ہے() بیوقوفی اورنادانی کی حجتوں سے کنارہ کرو۔ کیونکہ توجانتا ہے کہ اُن سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اورمناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے۔ بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے۔ اورتعلیم دینے کے لائق اوربُردبار ہو۔ اور مخالفوں کوحلیمی سے تادیب کرے۔ شائد خدا اُنہیں توبہ کی توفیق بخشے تاکہ وہ حق کو پہچانیں (۲تمیتھس ۲: ۲۳تا ۲۵)۔

یہ باتیں بھلی اورآدمیوں کے واسطے فائدہ مند ہیں۔ مگر بیوقوفی کی حجتوں اورنسب ناموں اورجھگڑوں اوراُن لڑائیوں سے جوشریعت کی بابت ہوں پرہیز کراس لئے کہ یہ لاحاصل اوربے فائدہ ہیں۔(طیطس ۳:۹)۔

ہم کسی بات میں ٹھوکر کھانے کا موقعہ نہیں دیتے۔ تاکہ ہماری خدمت (تبلیغ) پرحرف نہ آئے بلکہ خدا کے خادموں کی طرح ہربات سے اپنی خوبی ظاہر کرتے ہیں۔ بڑے صبر سے مصیبتوں سے احتیاجوں سے تنگیوں سے۔ کوڑے کھانے سے ۔ قید ہونے سے ۔ ہنگاموں سے ۔محنتوں سے بیداریوں سے ۔ فاقوں سے پاکیزگی سے حلم سے ۔تحمل سے ۔ مہربانی سے ۔ روح القدس سے ۔ بے ریا محبت سے۔ کلامِ حق سے ۔ خدا کی قدرت سے ۔ راستبازی کے ہتھیاروں کے وسیلے سے جوداہنے بائیں ہیں۔ عزت اوربے عزتی کے وسیلے سے بدنامی اورنیک نامی کے وسیلے سےگوگمراہ کرنے والے معلوم ہوتے ہیں پھربھی سچے ہیں۔ گمناموں کی مانند ہیں تاہم مشہورہیں۔ مرتے ہوؤں کی مانند ہیں۔ مگردیکھو جیتے ہیں مارکھانیوالوں کی مانند۔ مگرجان سے مارے نہیں جاتے۔ غمگینوں کی مانند لیکن ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ کنگالوں کی مانند مگربہتیروں کودولتمند کردیتے ہیں ناداروں کی مانند ہیں تاہم سب کچھ رکھتے ہیں ( )۔

جب ہم پر ایسا رحم ہوآلہ ہمیں یہ خدمت ملی۔ توہم ہمت نہیں ہارتے۔ بلکہ ہم نے شرم کی پوشیدہ باتوں کوترک کردیا۔ اورمکاری کی چال نہیں چلتے۔ نہ خدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں ۔ بلکہ حق ظاہر کرکے خدا کے روبرو ہرایک آدمی کے دل میں اُن کی نیکی بٹھاتے ہیں (۲کرنتھیوں ۴:۱تا۲)۔

خدا کا شکر ہے جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے۔ اوراپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلے سے ہرجگہ پھیلاتا ہے (۲کرنتھیوں ۲: ۱۴)۔

اسلام اورعیسائیت دونوں تبلیغی مذاہب ہیں۔ اس لئے تبلیغ دین کے طریق بھی دونوں مذہبوں کی کتابوں نے بیان کئے ہیں۔ قرآن کی آیت نمبر۲ صرف اہل کتاب کے ساتھ اچھے طورپر جھگڑا کرنے کے متعلق ہے۔ اس لئے یہ خاص جماعت کے ساتھ مناظرہ کے لئے خاص حکم ہے۔ ہاں پہلی آیت عام ہے۔ اوردرحقیقت یہ ہے بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہدایت ۔ "حکمت اورعمدہ نصیحت سے"لوگوں کوحق طرح بلانا واقعی اچھی بات

ہے۔اور"بطوراحسن" مناظرہ کرنا بھی مستحسن ۔لیکن مشکل یہ ہے کہ اس اجمال کی تفصیل قرآن میں نہیں پائی جاتی ۔ اورانجیل میں تبلیغ دین کی نسبت نہایت مفصل اورعمدہ احکام ہیں"۔ جوکچھ اندھیرے میں سنتے ہوا جالے میں کہو اورجوکچھ تم کان میں سنتے ہو۔ کوٹھوں پر اس کی منادی کرو"۔ پھر لکھا ہے کہ" تم جاکر سب قوموں کوشاگرد بناؤ"۔ یہ توہوا تبلیغ کا حکم ۔ اب اسکی ضرورت بھی سنئے کہ کسی گمراہ کو گمراہی سے پھیر لانا ہے۔ایک جان کو موت سے بچانا ہے" اس پر بس نہیں طریق تبلیغ بھی نہایت مفصل طریق پر بیان کیا ہے" بھیڑوں کی طرح حلیم ہوکرجاؤ۔ ہوشیارمگربے ضررہوکررہو۔ لفظی تکرارنہ کرو" نادانی کی جحتوں اورجھگڑوں سے کنارہ کرو۔ مخالفوں کی حلمی سے تادیب کرو۔ بُردباربنو۔ کسی بات میں ٹھوکر کھانے کا موقعہ نہ دو"بلکہ صبر سے مصیبتوں سے ۔ پاکیزگی سے ۔حلم سے ۔ تحمل سے ۔ بے ریا محبت سے اورراستبازی کے ہتھیاروں سے " خدا کے لئے دلوں کو فتح کرو"۔ اور" خدا کے علم کی خوشبو" ہرجگہ پھیلاتے پھرو۔ اسی تعلیم کا اثر ہے کہ جہاں مسیحی مبلغ جاتے ہیں۔ بیماروں کے لئے ہسپتال کھول دیتے ہیں۔ بیوہ خانے اوریتیم خانے بناتے ہیں۔

کمزوروں کی مدد کرتے ہیں" اور بے ریا محبت" سے لوگوں کوقائل کرتے ہیں ۔ جھگڑا نہیں کرتے۔ بلکہ کلامِ حق سے اورمہربانی سے بغیر غصہ کے اس محبت کے دین کی تبلیغ کرتے ہیں"۔ خدا کے کلام میں آمیزش نہیں کرتے بلکہ حق ظاہر کرکے ہرایک آدمی کے دل میں اپنی نیکی بٹھاتے ہیں "۔ اورہمت نہیں ہارتے" لکھا ہے کہ" تمہارا کلام ہمیشہ پُرفضل اورنمکین ہوکہ تمہیں ہر شخص کو مناسب جواب دینا آجائے (کلسیوں ۴: ۶)۔

رسولوں کی تبلیغی خدمات اوراُن کی مشقتوں کا حال اُن کے لئے اپنے الفاظ میں سنئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ" ہم مسیح کی خاطر بیوقوف ہیں۔ ہم اس وقت تک بھوکے پیاسے اورننگے ہیں اورمکے کھاتے اورآوارہ پھرتے ہیں۔ اوراپنے ہاتھوں سے مشقت اٹھاتے ہیں۔ لوگ بُرا کہتے ہیں ہم دعا دیتے ہیں۔وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں۔ وہ بدنام کرتے ہیں۔ ہم منت سماجت کرتے ہیں۔ ہم آج تک دنیا کے کوڑے اورساری چیزوں کو جھڑن کی مانند ہے۔ (۱کرنتھیوں ۴: ۱۰تا ۱۳)۔ اورپھر کہتے ہیں کہ ہم نے کسی پر بوجھ ڈالنے کی غرض سے رات دن محنت مزدوری کرکے خدا کی خوشخبری کی منادی کی(۱تھسلنیکیوں ۱ : ۹)۔ بس یہ ہے سچی

روح تبلیغ کہ دکھ اٹھا اوربشارت کا کام انجام دے (۲تیمتھیس ۴: ۵)۔

نعمائے بہشت

قرآن شریف

پھر وہ جنہوں نے ہجرت کی اوراپنے گھروں میں سے نکالے گئے اورمیری راہ میں ستائے گئے۔ اورکافروں کو قتل کیا اورخود قتل ہوئے میں ضروراُن کی بدیوں کودُور کردونگا اوراُن کو اُن باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں داخل کرونگا(آل عمران آیت ۱۹۴)۔

جوایمان لائے اورنیک کام کئے۔اللہ اُنہیں باغوں میں داخل کریگا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس میں اُن کو سونے کے کنگن اورموتی پہنائے جائینگے۔ اوراُن کی پوشاک وہاں ریشم ہوگی(حج آیت ۲۳۔ ۲۴)۔

اوراُس شخص کے لئے جواپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دوباغ ہیں۔۔۔ ان باغوں میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں۔ اُن بہشتوں سے پہلے کوئی آدمی اورجن ان سے ہمبستر نہیں ہوا۔ اوروہ ایسی ہیں ۔جیسے یا قوت یا موتی ۔۔۔ گورے رنگ کی ہیں جوخیموں میں رکی بیٹھی ہیں (رحمٰن آیت ۴۶۔ ۷۲)۔

مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اُن کے لئے رزق مقرر ہے۔ طرح طرح کے میوے اوراُنکی عزت کیجائیگی۔ نعمت کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے نتھری ہوئی شراب کے پیالے کا اُن پر دورچلیگا وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کے لئے مزیدارنہ اس شراب کی وجہ سے سرگھومیگا اورنہ وہ اس کی وجہ سے بیہودہ بکینگے۔اوراُن کے پاس فراخ چشم نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی۔ گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں(صافات آیت ۳۹۔ ۴۷)۔

بیشک متقی چین کی جگہ ہونگے۔ باغوں اورچشموں میں باریک اورگاڑھے ریشم کی پوشاک پہنیں گے۔ ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہونگے۔ یہی ہوگا اورگورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہم اُن سے بیاہ دینگے۔ ہرایک میوہ خاطر جمعی سے وہاں منگولینگے (دخان آیت ۵۱تا ۵۵)۔

اس بہشت کا بیان جس کا متقیوں سے وعدہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہاں اُس پانی کی نہریں جس میں بدبو نہیں اوردودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا مزانہیں بدلا اورشراب کی نہریں ہیں۔ جوپینے والے

کولذت دیتی ہیں اورصاف شہد کی نہریں ہیں۔ اوراُن کے لئے وہاں صاف شہد کی نہریں ہیں۔ اوراُن کے لئے وہاں ہرقسم کا میوہ ہے۔ اوراُن کے رب کی طرف سے معافی (محمد آیت ۱۲تا ۱۷)۔

لیکن جواپنے رب سے ڈرتے ہیں ۔اُن کے لئے بالاخانے ہیں۔۔ اُن کے اُوپر اوربالا خانے سے بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (زمر آیت ۲۱)۔

بائبل مقدس

کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جوزمین پر ہے گرایا جائیگا۔ توہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملیگی۔ جوہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے چنانچہ ہم اس میں کراہتے ہیں ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے "ملبس" ہوجائیں (کرنتھیوں ۱: ۱تا ۵)۔

مبارک ہیں وہ مردے جواب سے خداوند مسیح مرتے ہیں روح کہتا ہے کہ بیشک کیونکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائینگے (مکاشفہ ۱۴: ۱۳)۔

میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اگرنہ ہوتے تومیں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیارکوں۔ اوراگرمیں جاکر تمہارے لئے جگہ تیارکروں توپھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو (یوحنا ۱۴: ۲تا ۳)۔

جوچیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیارکروں۔ (۱کرنتھیوں ۲: ۹)۔

جوغالب آئے ہیں۔ اُسے اِس زندگی کے درخت میں سے جوخدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کودونگا (مکاشفہ ۲: ۷)۔

صدوقی (ایک یہودی فرقہ)جو قیامت کے قائل نہیں ان میں سے بعض لوگ سیدنا عیسیٰ مسیح کے پاس آئے اورپوچھنے لگے : استاد محترم : ہمارے لئے موسیٰ کا حکم ہے کہ اگرکسی آدمی کا بھائی اپنی بیوی کی زندگی میں بے اولاد مرجائے تووہ اپنے بھائی کی بیوہ سے شادی کرلے تاکہ اپنے بھائی کے لئے نسل پیدا کرسکے۔ سات بھائی تھے۔ پہلے نے شادی کی لیکن بے اولاد مرگیا۔پھر دوسرے نے اسے رکھ لیا۔ اوراس کے بعد تیسرے نے بھی یہی کیا ،اسی طرح ساتوں نے کیا اورسب بے اولاد مرگئے آخر میں وہ عورت بھی مرگئی ۔ قیامت میں وہ کس کی بیوی سمجھی جائے گی

کیونکہ وہ ان ساتوں کی بیوی رہ چکی تھی؟ آپ نے ان سے فرمایا: اس دنیا کے لوگوں میں تو شادی بیاہ کرنے کا دستور ہے ۔ لیکن جو لوگ آنے والی دنیا کے لائق ٹھہریں گے اور مردوں میں سے جی اٹھیں گے وہ شادی بیاہ نہیں کریں گے ۔وہ مریں گے بھی نہیں اس لئے کہ وہ فرشتوں کی مانند ہوں گے ۔(لوقا ۲۰: ۲۷تا ۳۶)۔

قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے (متی ۲۲: ۳۰)۔

یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں ۔ بلکہ ہم آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں (عبرانیوں ۱۳: ۱۴)۔

قرآن شریف

اورجو آگے بڑھنے والے ہیں۔ وہ تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں۔ وہی مقرب ہیں نعمت کے باغوں۔۔۔۔ جڑاؤ تختوں کے اوپر۔ اُن پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ سدا رہنے والے غلمان ان کے پاس لئے پھرتے ہیں۔ آبخورے اور لوٹے اورنتھری شراب کے پیالے۔ اس شراب سے نہ سردکھیگا اورنہ بکواس لگیگی اورمیوے جیسے وہ پسند کریں اورپرندوں کا گوشت جس قسم کا چاہیں اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں جیسے چھپے ہوئے موتی۔۔۔۔ ان عورتوں کو ہم نے ایک اٹھان پر اٹھایا ہے پھر ہم نے انہیں کنواریاں بنایا ۔ شوہروں کی پیاری ہم عمربنایا۔دہنی طرف والوں کے لئے (واقعہ آیت ۱۰تا ۳۷)۔

وہاں تختوں پر تکئے لگاکر بیٹھیں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اورنہ جاڑا ۔ اوراُن پر اُس کے سائے جھک رہے ہیں۔ اوراس کے میوے نزدیک نزدیک لٹک رہے ہیں اوراُن پرچاندی کے برتن اورشیشے کے آبخوروں کا دورچلیگا۔ یہ شیشے چاندی کے ہیں۔ پلانے والوں نے ان کا اندازہ کر رکھا ہے۔ اوران کو وہاں ایسے پیالے بھی پلائے جائینگے جن کی شراب میں سونٹھ کی آمیزش ہے۔ وہ ایک چشمہ ہے جس کا نام سبلیل ہے اوراُن کے پاس ہمیشہ رہنے والے نوجوان لڑکے (غلمان) پھرتے ہیں۔ جب تواُنہیں دیکھے توبکھیرے ہوئے موتی سمجھے۔

بہشت اورنعمائے بہشت کی بحث کا مقدمہ دراصل یہ ہے کہ اس جہان سے گذرنے اور دنیا کی ناگوار کشمکش سے مخلصی پانے کے بعد ہمارا جسم کیسا ہوگا۔ماحول کیا ہوگا اوران کے تقاضے کیا ہونگے تاکہ ہم فیصلہ کرسکیں کہ نعمائے جنت کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ قرآن مجید نے اس پر سکوت

اختیا رکیا ہے لیکن انجیل جلیل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ہمارے اسی جسم خاکی کی پھر قیامت ہوگی مگر اس میں ایک عجیب اورحیرت انگیز انقلاب رونما ہوگے ۔ لکھا ہے کہ" خداوند ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلالی بدن کی صورت پر بنائیگا" ۔ اوردوسرے مقام پر اس کی تفصیل یوں آئی ہے" جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اوربقا کی حالت میں جی اٹھتا ہے۔ بے حُرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اورجلال کی حالت میں جی اٹھتا ہے۔ کمزوری کی حالت میں بویا جاتا ہے اورقوت کی حالت میں جی اٹھتا ہے۔ نفسانی جسم بویا جاتا ہے اورروحانی جسم میں جی اٹھتا ہے" غرض اس پتلہ خاک کی ترکیب ثانوی ان پریشان اوربرباد ہوجانے والے عناصر نہ ہوگی بلکہ یہ فانی جسم کا بقا کا جامہ پہنیگا" ۔ جس کے بعد حیاتِ جاودانی اورابدی زندگانی ہے۔ پس وہ جس یہی بے مایہ وبے وقارجسمانی آلائیشوں سے ملوث اورنفسانی خواہشات سے آلودہ ۔ مٹ جانے اورفنا ہونے والا جسم نہ ہوگا۔ بلک ایک غیرفانی اورباقی رہنے والا جلالی اورروحانی وجود ہوگا۔جس پر نہ " موت کا ڈنک " چلیگا۔ نہ " گناہ کا زور" ہماری آنکھیں یہ ظاہربین آنکھیں نہ ہونگی جوحسن ظاہری انہیں لبھاسکے اوراپنی سحر طرازیوں سے انہیں بھرماسکے۔ بلکہ اُن میں نورِبصارت ہوگا کہ جس سے ہم نادیدنی اشیاء کو دیکھیں گے اورسب سے بڑھ کر یہ اپنے مولا کی زیارت کرینگے۔ جس کے دیدارفرحت آثار کے لئے روح بے چین ہے اوردل مضطرف کہ ان کثیف آنکھوں سے ہم ان حقائق لطیفہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح ہمارا دل یہ تڑپنے والا بیتاب وبیقرار دل نہ ہوگا جوہرحسین ہستی کا دیکھ کر مچل جاتا ہے۔ بلکہ اسے بجزذاتِ باری کی تمنا وطلب کے نہ کوئی شے گرما سکیگی۔ نہ بجز اُسکے وصال کے کوئی چیز سیر بخشیگی۔ پھر ہمارے دوسرے حواس بھی لازماً جدا ہونگے اورہمارے جذبات ہمارے ارادے ہماری خواہشات اور ہماری آرزو میں سب نئی ہونگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ ہمیں کوئی خواہش ہی نہ ہو۔ نہ ہمیں بھوک لگیگی اورنہ پیاس ستائیگی۔ کہ کھائیں پئیں اورشکم پُری اورتن پروری میں لگے رہیں۔ کیونکہ اگرہم کھائینگے توکھانا تحلیل بھی ہوگا۔ کچھ ہمارا جزوبدن بنیگا اورکچھ فضلہ بن کر خارج ہوگا۔ اوراُس سے بدبو اورعفونیت ہوگی اوربہشت گندگی سے بھر جائیگا۔ اسی طرح خواہش جماع بھی وہاں ہمیں پریشان نہ کریگی۔کیونکہ اگریہ پلید

نفسانی خواہش ہمارے لاحق رہی تولازم ہے کہ بدرجہ اتم پوری کی جائے۔ تاہ بہشتیوں کے عیش وسرورمیں فرق نہ آئے اورجب اشیاء خوردونوش اس کثرت وافراط سے ہونگی توقیاس چاہتا ہے کہ حوروں کا بھی ریوڑ کا ریوڑ ہرایک مرد صالح کے حوالے کیا جائے پھر کیا ایسا مقام پاکیزہ اوراعلیٰ جائے قیام متصور ہوسکتا ہے۔ جہاں یہی دینوی لذائذ اورنفسنی آلودگیاں اپنی انتہائی صورت میں فراہم کردی جائیں۔ لیکن نہیں۔ وہ زندگی جدا ہوگی۔ ہمارا وجود ہی کچھ اورقسم کا ہوگا اوراس کے تقاضے ہرگز یہ نہ ہونگے جس کا نقشہ قرآن نے کھینچا ہے "بے شک متقیوں کومراد ملنی ہے۔ باغ ہیں اورانگوراورنوجوان اورنارپستان عورتیں سب ایک عمرکی "اورچھلکتے پیالے"(سورہ بناء آیت ۳۱تا ۳۴)۔

کیا سناؤں تمہیں آرام کیا ہے

خاتم آرزوئے دیدہ وگوش

شاخ طوبےٰ پر نغمہ ریز طیور

بے حجابانہ حور جلوہ فروش

ساقیان جمیل جام بدست

پینے والوں میں شورِ نوشانوش

اس بہشت کی نعمتوں کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ قرآن کا کثیر حصہ انہیں باتوں سے پُر ہے۔ بغرض اختصار ایک بڑے طومار میں سے صرف یہی آیات انتخاب کی ہیں ازروئے قرآن بہشت ایک نہایت مکروہ جگہ ہوگی جہاں اگرکچھ ہے توجسمانی اسباب تعیش اورسامان تنعم ہم نے اکثر درازریش ملاؤں کوان نعتموں کا مزاے لے کر ذکر کرتے دیکھا ہے۔ حوروں کے نام پراُن کے منہ میں پانی بھرآتا ہے۔ نیلے تہ بند پہننے والے جب سنتے ہیں کہ وہاں ریشم ودبیر کے سلے سلائے سوٹ زیب تن کرینگے۔ سونے کے کنگن پہنیں گے اورموتی زیب گلو ہونگے۔ تواُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ سایہ داردرخت اورجھکے ہوئے باغات اوراُن کے نیچے بہتی ہوئی نہریں ۔پانی کی نہریں۔ دودھ کی نہریں اورشہد کی نہریں ۔ نتھری ہوئی اورلذیذ شراب اوروہ بھی مٹی کے پیالوں میں پینے والوں کوشیشے اورچاندی کے برتنوں میں اورپھر پلانے ولے بھی" سدا رہنے والے غلمان" جوگویاکہ" بکھرتے ہوئے موتی ہیں"۔ یہ سماں ہو۔ یہ فراغت ہو۔ یہ خلوت ہو۔ اوروہاں اُنہیں حوریں مل جائیں۔ فراخ چشم۔ کنواریاں ۔ شوہروں کی پیاریاں۔ ایک عمر کی اورایک اٹھان پر"۔ اورسب سے بڑھ کر یہ کہ "اُن بہشتیوں سے

پہلے کوئی آدمی اورجّن اُن سے ہم بستر نہیں ہوا"۔ عیش پسندوں کے لئے اُن سے زیادہ اورکیاسامان درکار ہیں۔ غارت ہوں ایسے بہشتی اورفنا ہو ایسا بہشت جہاں نفسانی خوشیاں اورشہوانی خواہشات پوری ہوں۔ بوالہوسوں کے جی للچائے ہوئے ہوں توہوں۔ مگرشرفا کے لئے تویہ جنت نازحجیم سے بڑھ کر ہے۔ اورعارف اس پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ وہ شخص جومجازی عیش وعشرت کوچھوڑا اورجسمانی خوشیوں سے ہاتھ کھینچ اُس حقانی عیش وروحانی لذت کا جویا ہوا جوخدا کی محبت ومعرفت اوراس کے تقرب ووصال میں حاصل ہوتی ہے ایسے بہشت میں کچھ راحت نہیں پاسکتا ۔ ذرا انجیل کے بیانات تودیکھئے کہ" جوچیزیں نہ اِن آنکھوں نہ دیکھیں نہ کانوں نے سنیں۔ نہ آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیارکردیں" بہشت" ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں"۔ وہاں لوگ محنتوں سے آرام پائینگے"۔ اُس جگہ جسمانی کھانے نہ ہونگے بلکہ زندگی کے درخت کا پھل ہوگا"۔ کیونکہ جسمانی خواہشات سب مٹ جائینگی"۔ نہ کبھی بھوک لگیگی نہ پیاس" ایک پاکیزہ زندگی بسرکرینگے"۔ ان میں بیاہ شادی نہ ہوگی"۔ اورفرشتوں کے برابر ہونگے"۔ خدا کا دیدار اُن کی خوشی ہوگی۔ اُس کی حضوری سے ولطف اندوزہونگے" اُس کے بندے اُس کی عبادت کرینگے اوروہ اُس کا منہ دیکھیں گے" (مکاشفہ ۲۲: ۳تا ۴)۔ اورفی الحقیقت اس مزے کے سامنے سب مزے ہیچ ہیں۔ یہ ایک پاک لذت ہے۔ جسکا تصور بھی عرب کے حُدی خوان اپنے دماغوں میں نہ لاسکتے تھے۔اورغالباً اسی لئے اُنہیں اُنکے خیالات وخواہشات کے مطابق ایسی باتیں بتائی گئیں کہ جن کو نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اُستاد غالب نے کیا خوف فرمایا ہے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن

دل کے بہلانے کوغالب یہ خیال اچھا ہے

یہ بالبداہت ایسی نامناسب اورنالائق باتیں ہیں کہ دورحاضرہ کے مہذب اور"فہمیدہ مسلمان ان سے شرماتے ہیں" اوران کو استعارات وتشبہیات کہہ کر تاویل کرنا چاہتے ہیں۔ایک احمدی بھائی نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ انجیل میں بھی بہشت کا جسمانی تصورموجود ہے اوروہ اس کی تائید میں ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ جہاں خداوند نے فرمایا ہے کہ جوکوئی میری خاطر دنیا میں کچھ چھوڑیگا۔ اُس کو سُو گنا ملیگا اور

استدلال اُن کا یہ ہے کہ جو کوئی دنیا میں ایک بیوی چھوڑیگا عاقبت میں سو بیویاں اُسے ملینگی۔ ان حضرات کو بھی کیا دُور کی سُوجھی ۔ سچ ہے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ اُنہیں معلوم ہونا چاہیے کہ "سوگنا" کے متصل ہی یہ لفظ موجود ہیں " ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا"۔اوریہی انعام ہے جوجسمانی آسائشوں اورنفسانی لذتوں سے سوگنا کیا ہزارگنا بڑھکر ہے۔پھر وہ ایک آیت مکاشفات سے پیش کرتے ہیں کہ بہشت کے درمیان " زندگی کا درخت " ہے۔ اب انہیں ہم کیونکر سمجھائیں کہ" زندگی کا درخت" کوئی پیڑ نہیں جس سے بہشتی پھل توڑ کر کھائینگے۔ وہ کوئی آم کا درخت نہیں جامن کا درخت نہیں۔ بلکہ" زندگی کا درخت" ہے۔ اوریہ ایک لطیف تشبیہ ہے جس سے فقط زندگی مراد ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انجیل میں بہشت کو عمارت اورگھر کہا گیا ہے۔ ہم انجیل کا وہ مقام لفظ بہ لفظ نقل کردیتے ہیں تاکہ ناظرین سمجھ سکیں کیا اس سے کوئی جسمانی تصورپیدا ہوسکتا ہے ۔ لکھاکہ " کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کاگھر جو زمین پر ہے گرایا جائے گا توہم کو پروردگار کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملے گی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ چنانچہ ہم اس میں کراہتے ہیں اوربڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہوجائیں۔تاکہ ملبس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں۔ کیونکہ ہم اس خیمہ میں رہ کر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں ۔اس لئے نہیں کہ یہ لباس اتارنا چاہتے ہیں بلکہ اس پر اور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہوجائیں" (۲کرنتھیوں ۵: ۱تا ۴)۔اب گرقادیاں کے دارالعلوم میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ عبارت مافوق سے مادی بہشت اورمکانات اورعمارات مراد ہیں۔ توہمیں اپنے دوست کو معذوررکھنا چاہیے کہ پہلے سے بہشت کا یہی نقشہ اُن کے دماغ میں جم گیا ہے۔ خدا اُنہیں روحانی باتوں کے سمجھنے کی استعداد رہے۔

حقوق العباد

جہاد

قرآن شریف

قتال تم پر فرض ہوا ہے۔ اور وہ تمہیں بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اورشائد تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو(بقرہ آیت ۲۱۲۔ ۲۱۳)۔

اورتم خدا کی راہ میں لڑائی کرو۔ اورجانو کہ اللہ سنتا اورجانتا ہے (بقرہ آیت ۲۴۵)۔

بیشک اللہ اُن لوگوں سے محبت رکھتا ہے جواس کی راہ میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک سیسہ ملائی ہوئی دیوار ہیں(صف آیت ۴)۔

مسلمانوں سے اُن کی جانیں اورمال اللہ نے بعوض بہشت خرید کی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے ہیں اورمرتے ہیں۔ (توبہ آیت ۱۱۲)۔

پھر جب حرمت کے مہینے گذرجائیں تومشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اورپکڑواورگھیرو۔ اورہرگھات کی جگہ میں اُن کے لئے بیٹھو۔ پھر اگروہ توبہ کریں (یعنی مسلمان ہوں) اورنمازیں پڑھیں اورزکوات دیں۔ توتم اُن کی راہ چھوڑدو۔(توبہ آیت ۵)۔

اہلِ کتاب میں سے جولوگ اللہ اورآخری دن پر ایمان نہیں لاتے اوراللہ اوراُس کے رسول کی حرام کی ہوئی اشیاء کوحرام نہیں جانتے اوردینِ حق (اسلام) قبول نہیں کرتے تم مسلمان ایسوں سے مقابلہ کرویہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ اورذلیل ہوکر رہیں۔(توبہ آیت ۲۹)۔

منافق چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی کافر ہوجاؤ جیسے وہ کافر ہیں تاکہ تم سب برابر ہوجاؤ۔ سوتم ان میں سے کسی کودوست نہ بناؤ۔ جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگروہ قبول نہ کریں تواُنہیں پکڑو اورقتل کروجہاں کہیں پاؤ (نساء آیت ۹۱)۔

اورجنگ کفار کے لئے جس قدرتم سے ہوسکے قوت اورگھوڑے باندھنے کی تیاری کرو۔ تاکہ ایسا کرنے سے تم اپنے اورخدا کے دشمنوں کوڈراؤ جنہیں تم نہیں جانتے اُنہیں اللہ ہی جانتا ہے(انفال آیت ۶۲)۔

سو مشرک اگر توبہ کریں اورنماز پڑھیں اورزکوات دیں تووہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اورہم اہل علم کے لئے پتے کھولتے ہیں۔ اورجو وہ اپنے عہد کے بعد قسمیں توڑیں اورتمہارے دین میں طعنہ زنی کریں توتم اُن کفر کے اماموں سے لڑواُن سے لڑو۔ اللہ تمہارے ہاتھ سے اُنہیں دکھ پہنچائیگا۔ اوراُنہیں رسوا کریگا۔ اوراُن پر تمہیں مدد دیگا۔ اورمسلمانوں کے دلوں کوشفا بخشیگا۔ اورمسلمانوں کے دلوں کا غصہ دُورکریگا(یوبہ آیت ۱۱تا ۱۵)۔

سوجب تم کافروں سے بھڑو توان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ تم اُن میں خوب خونریزی کرچکو تواُن کی مشکیں باندھ لو(محمد آیت ۴)۔

دین میں زبردستی نہیں ہے(بقرآیت ۲۵۷)۔

بائبل مقدس

غرض پروردگارمیں اوراس کی قدرت کے زورمیں مضبوط بنو۔ پروردگار کےسب ہتھیار باندھ لو تاکہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو۔ کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنا بلکہ حکومت والوں اوراختیاروالوں اوراس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اورشرارت کی ان روحانی فوجوں سے جوآسمانی مقاموں میں ہیں۔ اس واسطے تم پروردگار کے سب ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن میں مقابلہ کرسکو اورسب کاموں کو انجام دے کر قائم رہ سکو۔ پس سچائی سے اپنی کمرکس اورنیکی کا بکترلگا کر اورپاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہن کر۔ اوران سب کے ساتھ ایمان کی سپرلگا کر قائم رہو۔ جس سے تم اس شریر کے سب جلتے ہوئے تیروں کو بجھا سکو۔ اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو پروردگار کا کلام ہے لے لو۔(افسیوں ۶: ۱۰تا ۱۷)۔

ہم اگرچہ جسم میں زندگی گزارتے ہیں مگرجسم کے طور پر لڑتے نہیں۔ اس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیارجسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کوڈھادینے کے قابل ہیں(۲کرنتھیوں ۱۰: ۳تا ۴)۔

خداوند نے میرے منہ کوتیزتلوارکی مانند کیا۔ اورمجھ کو اپنے ہاتھ کے سائے تلے چھپایا۔ اُس نے مجھے تیرآمدارکیا اوراپنے ترکش میں مجھے چھپا رکھا (یسعیاہ ۴۹: ۲)۔

کیونکہ خدا کا کلام زندہ اورموثر اورایک دودھاری تلوار سے زیادہ ہے اورجان اورروح اوربند بند اور گودے گودے کو جُدا کرکے گذرجاتا ہے (عبرانیوں ۴: ۱۲)۔

یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیاہوں کہ آدمی کواُس کے باپ سے اوربیٹی کواُس کی ماں سے اوربہو کواُس کی ساس سے جدا کروں اورآدمی کے دشمن اُس کے گھر کے لوگ ہونگے (متی ۱۰: ۳۴تا ۳۶)۔

جس کے پاس نہ ہو ۔ وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خریدے۔ (لوقا ۲۲: ۳۶)۔

اوردیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھاکر اپنی تلوار کھینچی اورسردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا کان اڑادیا۔یسوع نے اُس سے کہا۔ اپنی تلوار کو میان میں کر۔ کیونکہ جوتلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائینگے (متی ۲۶: ۵۱تا ۵۲)۔

یسوع نے جواب دیاکہ میری بادشاہت دنیا کی نہیں اگرمیری بادشاہت دنیا کی ہوتی تومیرے خادم لڑتے (یوحنا ۱۸: ۳۶)۔

جہاد

اسلام پر ایک مشہوراورعام اعتراض مدت سے چلاآیا ہے کہ یہ مذہب بزور شمشیر پھیل۔ اگریہ ایک تاریخی سوال ہے۔ جنہیں تحقیق کی حاجت ہو وہ تاریخ اسلام کی اوراق گردانی کریں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ۔ کیونکہ ہم کو توقرآن کی تعلیم سے سروکار ہے۔ ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ قرآن کے احکام اُس کے متعلق کیا ہیں۔اس میں کلام نہیں کہ قرآن نے جہاد کا حکم دیا اورخدا اوراُس کے دین کے نام پر جنگ کرنا جائز ٹھہرایا۔ بیشمار ایسی آیات ہیں جن سے بزدل سے بزدل انسان کے دل میں بہادری کے ولولے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اوررگوں میں خون جوش مارنے لگتا ہے۔ سورتوں کی سورتیں اس مذہبی رنگ کے ذکر سے بھری ہیں۔ سورہ نساء کودیکھو دسویں رکوع سے پندرھویں رکوع تک سب جہاد کا ہی ذکر ہے۔ اوراسی کے احکام وآداب ہیں۔ سورہ نفال اورسورہ ممتحنہ ساری کی ساری جنگ کے متعلق ہیں۔

سورہ محمد اورسورہ فتح میں سربسریہی راگ الا پاگیا ہے۔ سورہ حشر میں بھی یہی حشربپا ہے۔ اورسورہ توبہ سے توبہ ہی بھلی۔ پھر ان کے علاوہ جنگ جدل اورقتل وغارت کے احکام سارے قرآن میں منتشر صورت میں ملتے ہیں اوریہ سچ ہے کہ" مسلمانوں سے ان کی جانیں اللہ نے بہشت کے عوض خرید کی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے ہیں اورمرتے ہیں"۔ بہشت سے بڑھ کر اورکیا شے محرک جنگ ہوسکتی تھی۔عرب سمجھتے تھے کہ جان پر کھیل گئے توکیا۔ حوریں آغوش پھیلائے اورشراب ارغوان کے جام لئے ان کے استقبال کوکھڑی ہیں۔اسی لئے وہ "قطار باندھ کر" لڑتے تھے۔ اب ایک یہ سودا ہے۔ جوخدا نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کہ ان کی جانیں حوروں والے بہشت کے عوض خریدلیں۔ تاکہ وہ ماریں اورمریں۔ اورایک وہ سودا ہے جومسیح نے گنہگاروں کے ساتھ کیا۔ کہ اُس نے اپنی بیش قیمت جان نثار کردی اوراپنا خون بہایا۔ تاکہ لوگ بھی اپنی زندگیاں اُس کے حوالے کردیں دونوں خریداروں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک جہاد ہے جس کی قرآن تعلیم دیتا ہے کہ" قتال تم پر فرض ہوا ہے" اورایک جہاد ہے جس کی انجیل تلقین کرتی ہے اوروہ جہاد بالنفس ہے۔ وہ دوسروں کی غارت گری نہیں بلکہ اپنے آپ پر قابو پانا ہے۔"وہ جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے۔ اورجواپنی روح پر ضابط ہے اس سے جوشہر کولے لیتا ہے"۔ ایک تلوار ہے کہ اسلام کے بے نیام کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے مُشرک نیست کئے جاتے ہیں۔ منافق قتل ہوتے ہیں ۔ کفار کی گردنیں ماری جاتی ہیں۔ اوراہل کتاب ذلیل ہوتے ہیں۔ مگرایک تلواراورہے جس کے استعمال کی وہ امن کا شہزادہ اجازت دیتا ہے اوروہ فولادی تلوارنہیں جس نے بنی نوع انسان کا خون پانی کی طرح بہادیا بلکہ وہ خدا کا کلام ہے۔جس کی نسبت لکھا ہے کہ" وہ ایک دودھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اورجان اورروح اوربند بند اورگودے گودے کو جُدا کرکے گذرجاتا ہے"۔ کیونکہ اگرچہ " ہم جس میں زندگی گذراتے ہیں۔ مگرجسم کے طورپر لڑتے نہیں۔ اس لئے ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں"۔ کیونکہ" ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنی"۔ ورنہ اس خونخوارآہنی شمشیرکا محبت امن اورسلامتی کی بادشاہت میں کیا دخل۔ جس کا ایک آئین یہ ہے کہ "جوتلوار کوکھینچتے ہیں وہ سب خدائی تلوار سے ہلاک کئے جائینگے"۔ ہاں اسی بادشاہت کی نسبت مسیح نے فرمایاکہ" اگرمیری بادشاہت دنیا

کی ہوتی تومیرے خادم لڑتے " اے لڑنے والو آؤ اوراس بادشاہت میں داخل ہوجاؤ جس میں جان ناحق لینے کی بجائے جان دینی داخل حسنات ہے جان گیری کی بجائے جان نثاری ثواب سمجھا جاتا ہے۔ خدا کی مخلوق کے خون گرانے اورگردنیں مارنے سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ اگرحوصلہ ہوتو اپنی نقد جان " اپنے پڑوسی کے لئے " نثارکرو۔

الحمد اللہ کی ایک گہری حکمت کی بناء پرجناب مرزا نے آیاتِ جہاد کومنسوخ قرار دیدیا۔ ممکن ہے خلیفہ محمود صاحب ایک قدم اور بڑھائیں اوراُنہیں قرآن سے خارج کردیں۔ کیونکہ خوداُن کے اعتقاد کے بموجب اب ان کی چنداں ضرورت نہیں ان آیات پر ہاتھ صاف کرلیں توہم کچھ اورمشورہ بھی دینگے۔

ایک بھائی کے ہم مشکورہیں جس نے بہت ہی سب وشتم ہم پر روا رکھا اورہمیں سخت سست کہا اورایک تحدی کی کہ ہم قرآن مجید سے ایک آیت ایسی نکال دیں جس سے یہ ثابت ہوکہ مخالفین اسلام کو مُنکر اسلام ہونے کی وجہ سے قتل کرنا قرآن کی رُو سے جائز ہے"۔ ہم ایسی متعددی آیات اوراُوپر لکھ چکے ہیں۔ مگر اُن کی آگاہی اورتوجہ کے لئے پھر لکھتے ہیں۔ دیکھئے قرآن کی آیت ۔

" مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور گھیرو اور ہرگھات کی جگہ میں اُن کے لئے بیٹھو"۔

دیکھا مشرکوں کی سزا۔ اب اُن کی معافی کی شرط بھی سن لیجئے" ۔پھر اگر وہ توبہ کریں اورنماز پڑھیں اورزکوات دیں (یعنی مسلمان ہوجائیں) توتم اُن کی راہ چھوڑدو" یعنی جب تک مسلمان نہ ہوجائیں اورارکانِ اسلام پر عامل نہ ہوں اُنکا پیچھا نہ چھوڑو۔ اورسنو۔

"اہل کتابِ میں سے جولوگ اللہ اورآخری دن پر ایمان نہیں لاتے اوراللہ اوراُس کے رسول کی حرام کی ہوئی اشیاء کوحرام نہیں جانتے اوردینِ حق (اسلام)قبول نہیں کرتے ۔ تم مسلمان ایسوں سے مقابلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اورذلیل ہوکر رہیں"۔

کیا قصور ہے اہل کتاب کا اورکیوں اُن سے مقابلہ اورمجادلہ کرنے کے احکام جاری ہورہے ہیں ۔ محض اس لئے کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے۔ ایک اورآیت لیجئے ۔ ارشاد ہوتا ہے"۔

"تم کافروں میں سے کسی کودوست نہ بناؤ۔ جب تک وہ خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگر وہ قبول نہ کریں تواُنہیں پکڑو اورقتل کرو۔ جہاں کہیں پاؤ"۔

سن لیا جناب! اب یازندہ صحبت باقی ۔ ایک آیت کیا بیسیوں آیاتِ قرآن مجید سے اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ کہ مخالفین اسلام کو منکر اسلام ہونے کی وجہ سے قتل کرنا"نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہے۔ اوروہ جوابتدائے اسلام میں ایک آیت نازل ہوئی تھی کہ" دین میں زبردستی نہیں"متواتر اورمسلسل مدنی آیات السیف سے منسوخ ہوگئی۔

قرآن شریف

پس جوتم لوٹ کے لائے ہو حلال پاک ہے۔ تم کھاؤ (انفال آیت ۷۰)۔

لوٹ کے مال کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں۔ تو کہہ لوٹ کا مال اللہ اوررسول کا ہے (انفال آیت ۱)۔

بستیوں والوں کے اموال میں سے کچھ اللہ اپنے رسول کے ہاتھ لگوادے۔ وہ اللہ اوررسول اوررشتہ داروں اوریتیموں اورمسکینوں اورمسافروں کا حق ہے۔ تاکہ وہ مال اُن کے درمیان دائرنہ رہے جوتم میں مالدارہیں۔ اورجوکچھ تمہیں رسول دے۔ اُسے لے لو اورجس سے منع کرے بازرہو (سورہ حشر آیت ۷)۔

اورجان لوکہ جوشے تم لوٹ کے لائے ہو۔ اُس کا پانچواں حصہ اللہ اوررسول اور(رسول کے) قرابتیوں اوریتیموں اورمحتاجوں اورمسافروں کے لئے ہے (انفال آیت ۴۲)۔

اسیر عورتوں اورغنیمت کے مال کا حصہ اہلِ عرب کوجہاد کی بہت رغبت دلاتا تھا ۔ جب وہ فتحیاب ہوتے تواُنہیں عورتیں بھی مل جاتی اورمال ودولت کی بھی فروانی ہوتی۔ جوکچھ ہاتھ لگتا۔ سمیٹ لیتے اورلوکھسوٹ سے وہ نہال ہوجاتے ۔ قرآن کا فتویٰ تھاکہ" جوتم لوٹ کے لائے ہوحلال پاک ہے " تم کھاؤ" اورمزے اڑاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے رسول کی نذرکردو۔ پھرتم پرکوئی الزام نہیں کسی من چلے شاعرنے دختر رزکوغنیمت کا مال کہکرعجیب طورپر حلال کیا ہے۔

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ تے کے قاضی سے
جہاد کر کے جو عورت سے ملے حرام نہیں

بائبل مقدس

پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اورنبیوں کی تعلیم یہی ہے (متی ۷: ۱۲)۔

دنیا لینے سے مبارک ہے (اعمال ۲۰: ۳۵)۔

قصاص وانتقام

قرآن شریف

مومنو! مقتولو کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد۔ غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت پھر جس کو اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف ہوجائے توچاہیے کہ دستور کے مطابق پیچھے لگے اوراسکی طرف نیکی سے ادا کیا جائے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تحفیفہ ورحمت ہے۔ اس کے بعد بھی اگرکوئی زیادتی کرے تواُس کو دکھ کا عذاب ہوگا۔ اورا ے عقلمندو۔ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے (بقرہ آیت ۱۷۳تا ۱۷۵)۔

سو جو تم پر زیادتی کرے۔ تم اُس پر زیادتی کرو جیسے اُس نے تم پر زیادتی کی (بقرہ آیت ۱۹۰)۔

اورہم نے تورات میں اُن کے لئے یوں لکھا ہے کہ جان کے بدلے جان اورآنکھ کے بدلے آنکھ اورناک اوربدلے ناک اورکان کے بدلے کان اوردانت کے بدلے دانت اور رحموں کا بدلہ برابر ہے۔ پھر جس نے اُس کو معاف کردیا تووہ اس کے لئے کفارہ ہوگیا۔اورجوکوئی خدا کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ دیگا۔ وہی ظالم ہیں (مائدہ آیت ۴۹ تا ۵۰)۔

اورجواللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اوراُن کے لئے جواپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بہتر اور پائیدار ہے۔۔۔۔۔۔ اوراُن کے لئے جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے تووہ بدلا لیتے ہیں (شوریٰ آیت ۳۴تا ۳۷)۔

اورجوتم بدلا دو۔ تواتنا ہی بدلا دوجس قدرتمہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اورجوتم صبر کروتو صابروں کے لئے خوف ہے (نحل آیت ۱۷۲)۔

اوربدی کا بدلا اسی کی مانند ہے ۔ پر جس نے معاف کیا اورصلح کی تواُس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اورجوکوئی ظلم سہنے کوپسند نہیں کرتا۔ اورجوکوئی ظلم سہنے کے بعد بدلا لیگا۔ تواُن پر کوئی راہ ملامت نہیں ہے (شوریٰ آیت ۳۸)۔

بائبل مقدس

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھاکہ آنکھ بدلے آنکھ اوردانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے یہ کہتاہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا

جوکوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دینا (متی ۵: ۳۸تا ۳۹)۔

اے عزیزو اپنا انتقام نہ لو۔ کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ اورمیں ہی بدلہ لونگا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو۔ اس کوکھانا کھلا اگرپیاسا ہو تواُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا ہی کرنے سے تواُس کے سرپر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگادیگا بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے ذریعے بدی پر غالب ہو (رومیوں ۱۲: ۱۹تا ۲۱)۔

دیکھو کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے (۱تسھلنیکیوں ۵: ۱۵)۔

ایسا مت کہہ کہ میں اس سے یوں کرونگا جس طرح اُس نے مجھ سے کیا (امثال ۲۴: ۲۹)۔

اپنے ہاتھوں سے کام کرکے مشقت اٹھاتے ہیں لوگ بُرا کہتے ہیں ۔ ہم دعا دیتے ہیں۔ وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں وہ بدنام کرتے ہیں ہم منت وسماجت کرتے ہیں۔ ہم آجتک دنیا کے کوڑے اورساری چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے ہیں (۱کرنتھیوں ۴: ۱۲تا ۱۳)۔

اسلام کو دین فطرت کہا جاتا ہے۔ اوریہ ان معنوں میں کہ جوخواہشات انسانی فطرت میں پائی جاتی ہیں۔ یہ اُنہیں کا حکم دیتا ہے اب انتقام لینا بھی فطرتی خواہشوں میں سے ہے۔ جس کی ہدایت وتلقین کے لئے کسی صحیفہ آسمانی کی حاجت نہیں بلکہ یہ حیوانات مطلق میں بھائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگرگدھے کوبھی لاٹھی رسید کی جائے تووہ دولتی چلادیتا ہے۔ لیکن حقیقی نیکی دراصل طبیعت اورفطرت کے ساتھ جنگ کا نام ہے۔انتقام لینا کسی حال میں خوبی نہیں۔ مگر معاف کرنا خود بقول قرآن "

احسن" ہے۔ اور"ہمت کے کاموں میں سے ہے" دوستو" بدی کے عوض اس کی مانند بدی کرنا" پرلے درجے کی کمزوری اوربزدلی ہے۔ ہاں" نیکی" کے ذریعہ بدی پر غالب آنا۔ بُرا کہنے والوں کو دعا دینا۔ اورظلم کے بدلے کرم کرنا معراج شرافت اورجوانمردی ہے۔

باتو گویم چیست غایت حلم
ہرکه زہرت دہد شکر بخشش
ہرکه بخر اشدت جگر به جفا
ہمچو کان کریم زربخشش
کم مباش ازدرختِ سایه فگن
ہزکه سنگت زندثمربخشش

سب سے عام اعتراض جوتمام مسیحی علم الاخلاق پر بالعموم اورحضور مسیح کی اس صبروبرداشت کی تعلیم پر بالخصوص کیا جاتاہے یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ اورظاہر ہے کہ جس قدرکوئی تعلیم بگڑی ہوئی انسانی فطرت کے مطابق ہوگی۔ اُسی قدراُس پر عمل کرنا آسان ہوگا۔ اورجتنی وہ تعلیم بلند اورپاکیزہ اعلیٰ وبالا ہوگی اورجہاں تک اُس میں نفس کشی اورایثاراورقربانی اورصبر وحلم وعفو ودرگذراورراست روی و صداقت شعاری اوراخلاص ومحبت اوربے ریائی ودینداری اورتقویٰ وطہارت اورتوکل واستغنا اور بے غرضی اور دینوی علائق سے بے تعلقی پائی جائیگی وہ تعلیم انسانی طبعیت پر گراں گزریگی حضور نے خود فرمایا ہے کہ" وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جوہلاکت کوپہنچاتاہے اوراُس سے داخل ہونے والے بہت ہیں اوروہ دروازہ تنگ ہے اوروہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتاہے اوراُس کے پانے والے تھوڑے ہیں"(متی ۷: ۱۳تا ۱۴)۔

قرآن شریف

افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اورانہیں اورتمہیں رزق ہم دیتے ہیں۔ ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ (بنی اسرائیل آیت ۳۳)۔

جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیاہے۔ اُس کو نہ مارو۔ مگرحق پر(بنی اسرائیل آیت ۳۵)۔

کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کوقتل کرے مگر بھول چُوک سے (نساءآیت ۹۴)۔

بائبل مقدس

توخون مت کر(توریت شریف ، کتابِ استشنا ۵: ۱۷)۔

تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کر اورجوکوئی خون کریگا۔ وہ عدلت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتاہوں کہ جوکوئی اپنے بھائی پرغصے ہوگا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا(متی ۵: ۲۱تا ۲۲)۔

موسوی شریعت کی رو سے خون کرنا منع ہے اورقرآن کہتا ہے کہ کسی مسلمان کا خون نہ گراؤ گویا کافر کی جان کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ نہ اُس کی حُرمت کا کہیں ذکر ہے۔ لیکن مسلمان نے کافرومومن دونوں میں سے کسی کا خون گرانا توکیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سختی کرنا اوربے سبب غصہ ہونا بھی حرام ٹھہرادیا ہے۔

زنا

قرآن شریف

زنا کے نزدیک نہ جاؤ، کہ وہ بے حیائی اوربُری راہ ہے(بنی اسرائیل آیت ۳۴)۔

زنا کار عورت اورزناکامرد ۔ ان میں سے ہرایک کے سُودرے مارو اور چاہیئے کہ تمہیں اُن پر اللہ کا حکم جاری کرنے میں رحم نہ آئے اوراگرتم اللہ اورآخری دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اورچاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو(نورآیت ۲)۔

بائبل مقدس

توزنا نہ کر(توریت شریف کتابِ خروج ۲۰: ۱۴)۔

تم سن چکے ہو کہاگیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ (۲۸) لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرچکا ۔ (۲۹) اگرتمہاری دہنی آنکھ تمہیں ٹھوکر کھلائے تواسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دوکیوں کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تمہارے اعضا

میں سے ایک جاتا رہے اور تمہارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے (متی ۵: ۲۷تا ۲۹)۔

یہاں بھی انجیل شریف کا نقطہ نظر قرآن شریف سے نہایت ہی بلند ہے۔ قرآن زنا کو" بے حیائی اوربُری راہ" کہتا اورزانی اورزانیہ کی موت کا فتویٰ دیتا ہے لیکن صرف آزاد مردوں اور عورتوں کی صورت میں لونڈی کی نسبت لکھاہے کہ اگروہ پاکدامن رہنا چاہتی ہے تو دنیاوی فائدے کی غرض سے حرامکاری پر مجبور نہ کرو۔ لیکن اگروہ بغیر مجبور کئے ازخود پاکدامن ہوکر رہنا نہ چاہے تو اس کی حرامکاری کی کمائی سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں ٹھہرایا۔ اس کے برعکس نہ صرف یہ کہ انجیل ارتکابِ زنا کوہر حالت اورہر حیثیت میں حرام کہتی ہے بلکہ بدکاری کے خیال اورارادے اوربدنظری کوبھی ویسا ہی گناہ قرار دیتی ہے" جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرچکا"۔

قرآن شریف

تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اورتمہارے بیٹے اوراپنی عورتیں اورتمہاری عورتیں اوراپنی جانیں اورتمہاری جانیں ایک جگہ جمع کریں۔ پھر گڑگڑا کردعا کریں۔ اورجھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (آل عمران آیت ۵۴)۔

بائبل مقدس

جوتمہیں ستاتے ہیں اُن کے واسطے برکت چاہو لعنت نہ کرو(رومیوں ۱۲: ۱۴)۔

ایک ہی منہ سے مبارک باد اوربددعا نکلتی ہے اے میرے بھائیو۔ ایسا نہ ہونا چاہیے ۔کیا چشمے کے ایک ہی منہ سے میٹھا اورکھارا پانی نکلتا ہے (یعقوب ۳: ۱۰تا ۱۱)۔

جیسا اُس نے لعنت کرنے کو دوست رکھتا۔ سووہ اُس پر آپڑے۔ اورجیسا وہ برکت چاہنے سے بیزاررہا سو وہ برکت سے دُور رہے (زبور۱۰۹: ۱۷)۔

قرآن میں بہت سی لعنتیں کی گئی ہیں۔ کفار پر لعنت ۔یہود پرلعنت ۔ جھوٹوں پر لعنت ۔ اوریہاں حکم ہوتا ہے کہ جوکوئی تم سے جھگڑے توتم اُس کے اوراپنے بال بچوں کوجمع کرکے جھوٹے پر خدا کی پھٹکار بھیجو۔یہی آیت ہے ۔ جس کی بناء پر مرزا غلام احمد آنجہانی نے بہت سے مباہلے کئے۔ لعنت کے بازاراورملامت کے میدان میں نکل آیا۔ کہیں ہارا کہیں جیتا۔ کبھی اُس کی لعنت نے گھروں کے گھر خالی کردئیے۔ اورکبھی وہ اُسی پر آپڑی۔ مگراُس مردِ خدا نے ہمت نہ ہاری۔ اورپھٹکاروں پر فخر کرتا رہا۔ کوئی بیمارتواُس کی دعا سے اچھا نہ ہوا۔ پر بہتوں پر مصیبتیں اُس کے باعث آئیں۔ اے بیسویں صدی کے مسیحا تو پیغام اجل وہلاکت بن کر دنیا میں آیا۔ تیری مسیحائی کا کیا کہنا۔دیکھ کہ تواس کا حریف بنتا ہے۔ جس کے معجز نما دم سے مُردے جی اٹھتے اوربیمار شفا پاتے تھے وہ پیامِ بقا اورآب حیات ہوکرآیا۔جس نے پیازندگی پائی۔ اُس کے منہ سے کبھی بددعا نہ نکلی۔ مسلمانو! کسی پر لعنت مت بھیجو۔ مباہلہ نہایت مکروہ طریق ہے۔ خدا کے انتظامات میں دخل مت دو۔ اورسب کیلئے "برکت چاہو" لعنت نہ کرو"۔

احمدی احباب عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے بھی ایک انجیر کے درخت پر لعنت کی اوراُسے سکھا دیا (متی ۲۱: ۱۸تا ۲۰)۔ لیکن غورکیجئے کہ اپنی تمام عمر حضور نے ذی عقل بدترین دشمن پر بھی لعنت نہ کی بلکہ وہ جنہوں نے منہ پر تھوکا اوردھکے دئے۔ اورٹھٹھوں میں اڑایا ۔ جسم پر کوڑے لگائے اورصلیب دے دیا۔ اُن کے حق میں بھی تودعا ئے مغفرت کی۔پھر کیا ایک بے شعور درخت پر ہی غصہ ہوکر لعنت کرنی تھی۔اوردرخت پر لعنت کرنے کے آخر معنی کیا۔ خدا نے پھل دار درخت پیدا ہی اسی لئے کئے ہیں کہ پھل دیں اوراس کی یہ قدیم سنت اورانسانوں کا دستور العمل ہے کہ" جودرخت پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اورآگ میں ڈالا جاتا ہے" کہ ایندھن کے کام توآئے۔ اب ایک درخت کوجوبے ثمر تھا اگرحضور نے سکھادیا توکیا بُرا کیا۔ کہ ایک بیکار چیز کو جلانے کے قابل بنادیا۔ یہ لعنت نہیں بلکہ رحم ہے۔ مگرحقیقت میں اس درخت کے سکھانے میں حضورکا مقصد بنی اسرائیل کودرسِ عبرت دینا تھا اوریہ گویا اُن کے حق میں ایک انذاری پیشینگوئی تھی یہودی اس انجیر کے درخت کی مانند تھے جو پھل کے موسم میں بے پھل پایا گیا۔

کیونکہ وہ بھی مطالبہ کے وقت حقیقی پرہیزگاری اورتقوی کے پھلوں سے خالی پائے گئے اوراس معجزہ سے مقصود یہ تھاکہ تمام قومِ یہود اپنے انجام کودیکھے اورجانے کہ اگر وہ پھل نہ لائی تو وہ اُس بے ثمر درخت کی طرح سکھادی جائیگی۔ اوروہ اس دنیا میں ابتر وخستہ اوربدحال وپریشان ہوگی اورآخرت میں بھی نذرآتش کی جائیگی۔ حضورنے ایک تمثیل بھی کہی کہ کہ "کسی کے انگوری باغ میں ایک انجیر کا درخت لگا ہوا تھا۔ وہ اس میں پھل ڈھونڈھنے آیا اورنہ پایا۔ اس پراُس نے باغبان سے کہاکہ دیکھ تین برس سے میں اس انجیر کے درخت میں پھل ڈھونڈھنے آتاہوں اورنہیں پاتا۔ اسے کاٹ ڈال۔ وہ زمین کوبھی کیوں روکے"(لوقا ۱۳: ۶تا ۷)۔ یہ یہودی قوم کی مثال تھی کہ اُن میں پتے توتھے مگرپھل نہ تھا۔ دیکھنے میں بڑے متقی مگردل گندگی سے بھرے ہوئے۔ ظاہر میں بھیڑیں مگرباطن میں پھاڑنے والے بھیڑئیے حضورنے انہیں یہ سبق سکھایاکہ اگروہ نہ سنبھلے ۔توبہ نہ کی اور"توبہ کے موافق پھل نہ لائے" توسکھادئیے جائینگے اورآگ میں جھونکے جائینگے اورصاف فرمایاکہ" خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اوراُس قوم کوجواُس کے پھل لائے دے دی جائیگی(متی ۲۱: ۴۳)۔

اورپھر وہ جوتمثیلی رنگ میں کہا تھا اُسے اوربھی ذہن نشین کرنیکے لئے عملاً انجیر کے ایک شجرِ بے ثمر کوسُکھاکرگویا آئینہ کی طرح اُن کا انجام انہیں بتادیا۔ اورظاہر ہے کہ یہ ایک ایسا اہم اورعظیم الشان مقصد تھاکہ اس کے حصول کے لئے اوریہودیوں کی فلاح واصلاح کی خاطر۔ ہاں خدا کی اس چنی ہوئی قوم کے سنوارنے کوجواَب بگڑ چکی تھی۔ اگرانجیر کا ہزار درخت بلکہ جنگل کا جنگل سکھا دیا جاتا تومضائقہ نہ تھا۔ اوراگر محض ایک درخت کے سکھانے سے جویوں بھی بے پھل تھا اوربیکار جگہ گھیرے ہوئے تھا۔ ہزارہا انسانوں کی روحیں ہلات سےبچ سکیں یا اُن کے بچ سکنے کا احتمال ہوتواحمدیوں کی سی ذہنیت کے انسان ہی اُس درخت کے سکھائے جانے پر افسوس کرینگے۔ اے کا ش کہ انہیں انسانی روح کی بھی کچھ قدرہو۔

والدین کے حقوق

قرآن شریف

والدین سے نیکی کرو(انعام آیت ۱۵۲)۔

اورتیرے رب نے حکم دیا ہے کہ ۔۔۔۔والدین سے نیکی کرو اگراُن میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڈھے ہوجائیں تواُن کو اُف بھی نہ کہہ۔ اورنہ اُن کو جھڑک اوراُن کے سامنے ادب س بات کراورمہربانی سے عاجزی کے بازواُن کے لئے جُھکا۔ اورکہہ کہ اے رب ان دونوں پر رحم فرما۔ جیساکہ ان دونوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھے پالا ہے (بنی اسرائیل آیت ۳۴تا ۳۵)۔

اورہم نے انسان کواپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے (عنکبوت آیت ۷)۔

اورہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے بارے میں نصیحت کی۔ اُس کی ماں نے تھک تھک اُسے پیٹ میں رکھا ۔ اوراُس کا دودھ چھڑانا دوبرس میں ہے(لقمان آیت ۱۳)۔

اورہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اوراس کی ماں نے اُسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اورتکلیف ہی سے اُسے جنا اوراس کا حمل میں رہنا اوردودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے(احقاف آیت ۱۴)۔

بائبل مقدس

اے فرزندو! پروردگارمیں اپنے ماں باپ کے فرمانبرداررہو کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے باپ کی اورماں کی عزت کرو(یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے)۔ تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عمر زمین پر درازہو۔ اوراے اولا د والو! تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ پروردگار کی طرف سے تربیت اورنصیحت دے دے کران کی پرورش کرو۔ (افسیوں ۶: ۱تا ۴)۔

اے فرزندو ہربات میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہوکیونکہ یہ خداوند میں پسندیدہ ہے۔ اے بچے والو۔ اپنے فرزندوں کو دق نہ کروتاکہ وہ بیدل نہ ہوجائیں (کلسیوں ۳: ۲۰)۔

وہ جو اپنے باپ کو تباہ کرتا ہے اوراپنی ماں کو کھدیڑتا ہے وہ بیٹا خجالت کا کا م کرتا ہے اور رسوائی حاصل کرتا ہے(امثال ۱۹: ۲۶)۔

اپنے باپ کی بات کہ جس سے توپیدا ہوا ہے سن اوراپنی ماں کواُس کے بڑھاپے میں حقیر نہ جان(امثال ۲۳: ۲۲)۔

وہ آنکھ جواپنے باپ کی ہنسی کرتی ہے اوراپنی ماں کی فرمانبرداری کوحقیر جانتی ہے وادی کے کوے اُسکو اُچک لے جائینگے اورگدھ کے بچے اُسے کھائینگے (امثال ۳۰: ۱۷)۔

وہ جو اپنے باپ یاماں پر لعنت کرے مار ڈالا جائے گا (خروج ۲۱: ۲۷)۔

قرآن مجید میں والدین کی اطاعت اورتعلیم کے متعلق بہت احکام ہیں۔ اورانجیل میں بھی اُن کی فرمانبرداری اورعزت کرنے پربہت زوردیا گیا ہے۔بلکہ لکھا ہے کہ" یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے"۔لیکن انجیل کی خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے والدین کے ساتھ فرزندوں کے حقوق کونظرانداز نہیں کیا۔ جہاں اولاد کواپنے ماں باپ کے حکمبرداررہنے اورعزت کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہیں والدین کوبھی ہدایت کی ہے کہ" تم اپنے فرزندوں کو دق نہ کرو۔ تاکہ وہ بیدل نہ ہوجائیں"۔ اورپھر لکھا ہے کہ " اپنے فرزندوں کوغصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اورنصیحت دے دیکر اُن کی پرورش کرو"۔ اب یہ توظاہر ہے کہ قرآن نے والدین اوراولاد کے تعلقات کے صرف ایک پہلو پر نظر کی اوردوسرے کا ذکر تک نہیں کیا۔ اوراس امر میں بھی انجیل ممتاز ٹھہری"۔

قرآن شریف

اپنے مردوں میں سے دوگواہ کرلیا کرو۔ اورجو وہ مرد نہ ہوں توایک مرد دوعورتیں ہوں۔ جن کو تم گواہوں میں پسند کرو۔ یہ اس لئے کہ اگرایک عورت بھول جائے۔ تودوسری اُسے یاددلائے (بقرہ آیت ۲۸۲)۔

تمہاری اولاد کے بارے میں خدا تمہیں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے (نساءآیت ۱۲)۔

اورجوکچھ تمہاری عورتیں چھوڑمریں۔ اُسکا نصف تمہارا ہے۔ اگراُن کے اولاد نہ ہو۔ پھر اگراُن کے اولاد ہو۔ توتمہیں اُن کے ترکہ سے چوتھا حصہ ملیگا بعد ادائے قرضہ یاوصیت جووہ کرگئی ہوں۔ اورجوکچھ تم چھوڑمرواُس میں سے عورتوں کو چوتھا حصہ ملیگا۔ اگرتمہارے اولاد نہ ہو۔ پھر اگرتمہارے اولاد ہو

توتمہارے ترکہ میں سے عورتوں کو آٹھواں حصہ ملیگا۔ بعد ادائے قرضہ یا وصیت کہ جو تم کرجاؤ گے (نساء آیت ۱۳تا ۱۴)۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت بخشی ہے۔ اوراس لئے بھی کہ وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار اوراللہ کی حفاظت سے شوہروں کی غیبت میں اپنی محافظ ہیں اوروہ عورتیں جن کی بدخوئی سے تم ڈرتے ہو اُنہیں سمجھاؤ اورخواب گاہوں میں جُدا چھوڑدو۔ اوراُنہیں مارو پھر اگروہ تمہارا کہنا مانیں تواُن پر الزام کی راہ تلاش نہ کرو(نساء آیت ۲۸)۔

تمہاری عورتیں تمہارا کھیت ہیں۔ سوتم اپنے کھیت میں جیسے چاہو جاؤ (بقرہ آیت ۲۲۳)۔

اگرتم بجائے ایک عورت کے دوسری بدلنا چاہو۔ اوران میں سے کسی کوبہت مال دے بیٹھے ہو تواس سے کچھ نہ لو۔ کیا تم بہتان ملنے اورصریح گناہ سے کچھ لیتے ہو۔ اورتم کیونکر لیتے ہو۔ جبکہ تم آپس میں مل چکے ہو(نساء آیت ۲۴)۔

اورشوہر والی عورتوں کا نکاح میں لانا بھی حرام ہے۔ مگروہ جوتمہارے ہاتھ کی ملک ہوجائیں۔یہ اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے اوران کے سوا سب عورتیں تمہیں حلال ہیں۔ کہ تم اپنے مال دے کر طلب کرو۔ بحالیکہ تم پارسا ہو۔ نہ مستی نکالینے والے پس ان عورتوں میں سے جس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ ان کا مقررحق دے دو[1](نساء آیت ۲۸)۔

عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو۔ پھراگروہ تمہیں بُری معلوم ہوں توتم شائد کسی شے کو بُرا سمجھو۔ اورخدا اُس میں سے بہت بھلائی پیدا کرے(نساء آیت ۲۳)۔

بائبل مقدس

مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا۔ اوراپنی جورو سے ملارہیگا اوروہ ایک تن ہونگے(پیدائش ۲: ۲۴)۔

خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے۔ نہ مرد عورت کے بغیر کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے۔ ویسے ہی مرد عورت

---

[1] اسی آیت کی بنا پر بعض شیعہ ملسمان" متعہ"کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ متعہ ایک عارضی نکاح ہوتا ہے جوایک رات یا اس سے کم عرصہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ اس ایک ہی شرط ہے ۔کہ "عورتوں میں سے جس سے تم نے فائدہ اٹھایاہو۔ اُس کا مقرر حق (یااجرت) دیدو۔ مگر اہلسنت اسکو حرام جانتے ہیں اورکہتے ہیں کہ اسی آیت میں یہ موجود ہے " بحالیکہ تم پارسا ہو۔ نہ مستی نکالنے والے" پس مستی نکالنے کی غرض سے متعہ کرنا اورقرآنی آیت کو اپنے فعل ناجائز کے لئے آڑبنانا روا نہیں۔ واللہ اعلم

کےوسیلے سے ہے۔ مگرسب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں(۱کرنتھیوں ۱۱: ۱۱تا ۱۲)۔

شوہروں کولازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جواپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنے سے محبت رکھتا ہے۔(افسیوں ۵: ۲۸)۔

شوہر بیوی کا حق ادا کرے۔ اورویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختارنہیں۔ بلکہ شوہر مختار ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختارنہیں بلکہ بیوی(۱کرنتھیوں ۷: ۳تا ۴)۔

اے شوہروتم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسرکرو اورعورت کونازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو۔اوریوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں(۱پطرس ۳: ۷)۔

اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے پروردگار کی۔کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ سیدنا مسیح جماعت کا سرہیں اور وہ خود بدن کے بچانے والے ہیں۔ لیکن جیسے جماعت سیدنا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت کرو جیسے سیدنا مسیح نے بھی جماعت سے محبت کرکے اپنے آپ کو اس کے واسطے موت کے حوالہ کردیا۔(افسیوں ۵: ۲۲تا ۲۵)۔

تم اپنی طبیعت سے خبردار رہو۔ اورکوئی اپنی جوانی کی بیوی سے بیوفائی نہ کرے (ملاکی ۲: ۱۵)۔

جوان عورتوں کوسکھائیں کہ اپنے شوہروں کو پیارکریں اور بچوں کو پیا رکریں اورمتقی اورپاکدامن اورگھر کا کاروبارکرنے والی اورمہربان ہوں اوراپنے شوہروں کےتابع رہیں۔ تاکہ خدا کا کلام بدنام نہ ہو(ططس ۲: ۴تا ۶)۔

عورتیں خدا کی پاکیزہ ترین مخلوق ہیں۔ مردوں سے وفا میں بڑھکر ۔ حیا میں بڑھکر اورپاکدامنی میں بڑھکر مرد بہت کم ہیں جوعورتوں کے ساتھ تازیست وفادار رہیں۔ مگر عورتیں محبت پر مرتی اوروفا پر جان دیتی ہیں جس کے ساتھ پالا پڑے۔ عُسر ویُسر۔ تنگی وفراختی اوررنج وراحت غرض ہر حال میں بسر کرتی ہیں۔ مصیبت اورتکلیف میں ساتھ نہیں چھوڑتیں ، بلکہ ہندوستان کی تاریخ شاہد ہے کہ کس طرح عورتیں شوہروں کو اپنا مُونس اوررفیق زندگی سمجھتی تھیں کہ اُن کے مرنے پر اُنہیں

اپنا جینا گوارہوتا تھا۔ اوراپنے خاوندوں کی چتا پر جیتی جاگتی ستی ہوجاتیں گویا پروانے کی طرح شمع پر جل مرتیں۔مرد مکر جائیں مگر عورتوں کی وفاشعاری کے فسانے صفحہ تاریخ سے محو نہیں ہوسکتے پھر عورتوں کی حیا اورعصمت کی بھی مثال مرد پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ جس قدر گناہ اوربدکاری کے داغوں نے مردوں کے چہروں کو سیاہ کررکھا ہے عورتیں اُن سے پاک ہیں۔مردہمیشہ گناہ میں اقدام کرتا ہے اور یہ بالکل راست اورسچی بات ہے۔ جس میں ذرا بھی مبالغہ کودخل نہیں کہ نیک اورپاکیزہ چلن آدمیوں کا جس قدر قحط ہے اُسی قدر بدکردار عورتوں کا کال ہے۔اورجس قد مردوں میں بے حیائی اوربدکرداری کی کثرت ہے اُسی قدر عورتوں میں عصمت اور عفت کے جوہر ہیں۔عورتیں پاکیزگی اورمحبت کی دیویاں ہیں۔ اوروفا کی پتلیاں بلکہ اگرمذہبی نقطہ خیال کویک طرف کیا جائے تووہ پرستش کے قابل ہیں۔ مگراس سے بڑھکر اورکیاظلم ہوسکتا ہے کہ دنیا جہان کے ستم انہیں معصوم ہستیوں پر توڑے جاتے ہیں۔ ان کے کسی وصف کی قدرنہیں کی جاتی۔ بلکہ حقارت، نفرت اورذلت کے جس قدرالفاظ ہیں۔ ان پر چسپا ہوتے ہیں وہ

ذلیل ترین خلائق متصور ہوتی ہیں۔ انہیں ناقص العقل کہا جاتا ہے۔ حالانکہ موجودہ زمانے میں کوئی بات اس سے زیادہ باطل ثابت نہیں ہوچکی۔انہیں بے فائدہ فریبی[1] اورناقابل اعتبارسمجھا جاتا ہے۔ اوران کی بیوفائی مملک ہند میں ضرب المثل بن گئی ہے۔ حیرت ہے کہ کیوں آسمان پھٹتا نہیں۔ جس کے نیچے یہ طوفان باندھا جاتا ہے میں کہتاہوں کہ اگرعورتیں بے وفا ہیں۔ تووفا ایک موہوم اورخیالی چیز ہے۔ جس کا وجود کم از کم اس دنیا میں نہیں۔عورتوں کو (حاکم بدہن) پاؤں کی جوتی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اگرپوری نکلی ۔ ٹھیک اُتری ۔ اورحسب منشاثابت ہوئی توخیرورنہ اُتارپھینکی۔ عورتوں کا کہا ماننا بھی عیب سمجھا جاتا ہے۔ اورجومرد اپنی بیوی سے حُسن سلوک کرے اُسے " زن مرید" کہتے ہیں۔ آیات قرآنی اس وقت ہمارے سامنے ہیں اورہم ان عورتوں کی حیثیت کودیکھ سکتے ہیں۔ دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ پھر جائیداد میں عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے نصف ہے" عورتیں مردوں

---

[1] قرآن نے عورتوں کو شیطان سے بڑھکر فریبی اورمکار کہاہے کیونکہ شیطان کی نسبت تو یوں لکھا ہے کہ ان کید الشیطان کان صعیفا۔ یعنی شیطان کا فریب ضعیف ہے لیکن عورتوں کی نسبت لکھاہے کہ ان کید عظیم یعنی اے عورتو تمھارا فریب بڑا ہے۔

کے کھیت ہیں"۔ اُنکی بدخوئی کا ڈرہو تواُنہیں مارنا تک جائز ہے۔ اوریہ نہیں کہ جو بدخوئی کریں اُنہیں پیٹا جائے بلکہ اُنہیں جن سے بدخوئی کا اندیشہ یاخوف ہوآہ ٹوٹ پڑیں وہ ہاتھ جو بے رحمی سے عورتوں پر اٹھیں اورغارت ہوں وہ مرد جواُنہیں مارنے کے درپے ہوں اورہاں" بجائے ایک عورت کے دوسری بدلنا " بھی کوئی گناہ نہیں۔ اورنہ عورتوں کو" اپنے مال دے کر طلب کرنا" خدا را انصاف کروکہ اس سے زیادہ انکی بے قدری اورکیا ہوسکتی ہے۔ اورہنسی آتی ہے جب کسی خوش اعتقاد مسلمان کے منہ سے سنیں کہ اسلام نے عورتوں پر بڑا احسیان کیا۔ ہاں صاحب میں بھی مانتاہوں کہ بڑا احسان کیا ہے۔اوراس کی کیفیت بھی میں دکھا چکا ۔ اب ذرا دیکھئے کہ انجیل نے ان کی نسبت کیا کہا ہے۔ عورتو۔ تمہاری امید صرف عیسائیت میں ہے۔ اسلام نے تمہارے حقوق کو پائمال کردیا۔میری عزیز بہنو۔ تمہاری توقیر اورتمہارا حقوق کی محافظت صرف انجیل نے کی ہے۔ تمہیں مرد کا ساتھی " اورمونس اوررفیق زندگی کہا گیاہے۔ تمہاری خاطر ہی لکھا ہے کہ" مرد اپنے ماں باپ کوچھوڑیگا اوراپنی جورو سے ملارہیگا اوروہ دونو ایک تن ہونگے " یہ موانست ورفاقت ویگانگت اوراتحاد کہیں اورنہیں ملتا۔ پھرباہمی حقوق کی رعایت کی دونوں کوتلقین ہے" شوہر بیوی کا حق ادا کرے اورویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدنکی مختارنہیں بلکہ شوہر مختارہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختارنہیں۔ بلکہ بیوی" کیسی بے نظیر تعلیم ہے اورکیا ہی مساوات اورانصاف ہے۔ اس پر بس نہیں۔ اور سنواے شوہرو تم بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اورعورت کونازک ظرف جان کر اُس کی عزت کرو اوریوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں"پھر شوہروں کو اورتاکید کی جاتی ہے کہ" اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں" اسے کہتے حقوق کی پاسداری ۔ یہ آیتیں آپ اپنی تفسیرہیں اورمزید حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں ۔ انہیں پڑھو اورخدا کے لئے غور سے پڑھو۔

قرآن نے بھی ایک جگہ دبی زبان سے کہا ہے کہ" عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو" مگر اس " اچھی طرح" کی تفصیل اگروہی ہے جوباقی آیات میں کی گئی ہے۔ توپھر اس " اچھی طرح رہنے کا بھی کیا کہنا ہم تواس حُسن معاشرت کی حقیقت کوخوب ہی جانتے ہیں لیکن یہ آیت بعض علمائے اسلام بزعم خودعورتوں

پر خدائے اسلام کا احسان عظیم اور بے مثال رعایت تصور کرتے ہیں حالانکہ اس کے معنی اس سے زیادہ نہیں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ خواہ مخواہ بگاڑ کی صورتیں نہ سوچو اور" اگراُن میں سے کسی کوبہت مال دے بیٹھے ہوتواُس سے کچھ نہ لو۔ جبکہ تم آپس میں مل چکے ہو"۔ یہی ایک خفیف سی رکاوٹ ہے کہ مقاربت ومجامعت کے بعد اُن سے وہ رقوم مہر واپس نہ لو جوتم اُنہیں بطور حق الخدمت یا زرِمعاوضہ کے دے چکو۔ لیکن یہ رکاوٹ خود اپنی ذات میں عورتوں کی تحقیر وتذلیل کے لئے کیا کم ہے۔ کہ زوجیت کی بنا محبت کی بجائے اُجرت پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے ساتھ لونڈیوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن کے اپنے الفاظ میں" تمہاری عورتیں تمہارا کھیت ہیں" باالفاظ دیگر عورتیں حصول اولا د کا ذریعہ ہیں اوربس آہ ان مظلوم عورتوں کی کم قدر پر سفا سے سفا کا دل پگھل جاتا ہے۔ لیکن نہیں پگھلتا توبرادرانِ اسلام کا۔

مناکحت

قرآن شریف

اورچاہیے کہ وہ لوگ جونکاح کا مقدورنہیں رکھتے پرہیزگار ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے اُنہیں تونگرکردے (نورآیت ۳۳)۔

اوراپنی رانڈوں اوراپنے نیک غلاموں اورلونڈیوں کے نکاح کرادو۔ اگروہ محتاج ہونگے تواللہ اپنے فضل سے اُنہیں تونگر کردیگا(نورآیت ۳۲)۔

اورجوتم میں سے مسلمان بیویوں کے ساتھ نکاح کا مقدور نہ رکھتاہو وہ تمہاری مسلمان باندیوں کے ساتھ جوتمہاری ملک ہو نکاح کرے (نورآیت ۲۹)۔

بائبل مقدس

مسیح نے اُن سے کہا کہ سب اس بات کو قبول نہیں کرسکتے۔ مگروہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض خوجے ایسے ہیں جوماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض خوجے ایسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے

اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ جوقبول کرسکتا[1] ہے وہ قبول کرتے (متی ۱۹: ۱۱تا ۱۲)۔

پس میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتاہوں کہ اُن کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے۔ جیسا میں ہوں لیکن اگرضبط نہ کرسکیں تو بیاہ کرلیں۔ کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔(۱کرنتھیوں ۷: ۸تا ۹)۔

پس میں یہ چاہتاہوں کہ تم بے فکر رہو۔ بے بیاہا شخص خداوند کے فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح خداوند کوراضی کرے مگر بیاہا ہوا شخص دنیا کے فکر میں رہتاہے۔ کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے بیاہی اوربے بیاہی میں بھی فرق ہے بے بیاہی خداوند کے فکر میں رہتی ہے۔تاکہ اُس کا جسم اور رُوح دونوں پاک ہوں۔ مگربیاہی ہوئی عورت دنیا کے فکر میں رہتی ہے کہ کس طرح اپنے شوہر کوراضی کرے(۱کرنتھیوں ۷: ۳۲تا ۳۴)۔

[1] ایک صاحب فرماتے ہیں کہ " جب خدا نے مسلمانوں کو یہ قبول کرنے کی طاقت نہیں دی تو مسلمانوں پر کیوں اعتراض کرتے ہو" ہم ایسے لوگوں کوواقعی معذور سمجھتے ہیں۔ اورہمارا اعتراض ان پر نہیں ۔ لیکن ہمیں یہ سن کر تعجب ضرور ہے کہ خدا نے کسی مسلمان کوبھی جذبات نفس پر قابو پانے کی طاقت نہیں دی ۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی اُس کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتاہوں۔ جس کی جوانی ڈھل چلی ہے اورضرورت بھی معلوم ہوتواختیار ہے۔ اس میں گناہ نہیں وہ اس کا بیاہ ہونے دے(۱کرنتھیوں ۷: ۳٦)۔

جوان بیوہ عورتیں بیاہ کریں۔ اولاد جنیں، گھر کا انتظام کریں۔ اورکسی مخالف کو بدگوئی کا موقعہ نہ دیں(۱تمتھیس ۵: ۱۴)۔

اسلام میں رہبانیت اورعدم مناکحت جائزنہیں۔ صرف ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ لوگ جونکاح کا مقدورنہیں رکھتے۔ پرہیزگار ہیں" یعنی کسی کونان نفقہ کی محتاجی ہویا کوئی شادی کے اخراجات کا متحمل نہ ہوسکے توبمصداق قہر درویش بجان درویش چپکا ہورہے اوربصورت اشد مجبوری وکمال ناداری کے بیاہ نہ کرے لیکن اس آیت سے پہلی آیتوں میں توناداری اورمحتاجی کی شرط کوبھی اٹھادیاہے۔ اورلکھا ہے کہ بہر حال نکاح کرادو" اگروہ محتاج ہونگے تواللہ اپنے فضل سے نگرکردیگا" اوراگر کوئی مسلمان بیبیوں کے ساتھ نکاح کا مقدورنہ رکھتا ہو۔ تووہ باندیوں کے ساتھ نکاح کرلے" قرآن میں رضا ورغبت کے ساتھ

بلامالی مجبوری اپنے جذبات شہسوانی پر قابو پانا ہر گز قابل تعریف فعل نہیں بلکہ اس کی تعلیم کا رُخ بحیثیت مجموعی ۔۔۔۔ دوسری طرف ہے۔ایک مسلمان سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ کم سے کم ایک بیوی کا شوہر ہو۔زیادہ ہوتو مضائقہ نہیں۔لیکن مسیح کی تعلیم کا رُخ اس کے خلاف جذبات پرضبط کرنے اورخواہشات پر قبضہ پانے کی طرف ہے۔ شہوانی خواہشات کومٹانے کی طرف ہے۔ یہاں بھی مسیح فطرت کے خلاف جنگ کراتاہے۔ جذبات شہوانی کے زورکوروکنے کی تعلیم دیتاہے۔ اورنیکی ہے کیا بجز اس کے کہ حیوانی اورطبعی جذبات کی روک تھام کی جائے کیا یہ طبعی خواہش نہیں کہ جب بھوک لگے توکھانا کھایا جائے ۔ پھر ماہ رمضان میں کیوں لوگ اس خواہش کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔تاکہ خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔ جماع ایک طبعی فعل ہے۔ پھر کیا شادی کے قوانین بناکر اورحدود قائم کرکے اس طبعی تقاضے کی روک تھام نہیں کی جاتی۔اورگویہ روک اسلام میں ادنیٰ درجہ کی ہے۔ تاہم جس قدربھی ہے انسانی قدرتی زندگی کے خلاف ہے۔غرض مسیح نے اس جہادِ اکبر کی طرف دعوت دی کہ بقدرتوفیق" آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا جائے " خدا کی رضامندی کے لئے اپنی شہوات پر غلبہ ۔ اورنفسانی خواہشات پر حکومت کی جائے لیکن یہ ایک صلائے عام نہ تھی۔ کیونکہ لکھا ہے کہ" سب اس کوقبول نہیں کرسکتے۔ مگروہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے"۔ اس لئے جنہیں قدرتِ ضبط ہے۔ اورجواپنے دل میں ان ازدل واسفل خواہشات کی بجائے خدا کی محبت کوجگہ دینا چاہتے ہیں اُنہیں حکم دیاکہ وہ نفس کے فریب میں نہ آئیں۔ شہوات کی غلامی سے بچے رہیں۔ اورایک پاکیزہ زندگی بسرکریں"لیکن اگر ضبط نہ کرسکیں توبیاہ کرلیں۔ کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے"۔ اور"اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتاہوں ۔ جس کی جوانی ڈھل چلی ہو۔ اورضرورت بھی معلوم ہوتواختیار ہے۔ وہ اُس کا بیاہ ہونے دے"۔

قرآن شریف

اگرتمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں میں عدل نہ کرسکو گے توعورتوں میں سے جوتمہیں پسند آئیں۔دودو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ۔ اوراگریہ خوف ہو۔ کہ عدل قائم نہ رکھ سکوگے۔ توصرف ایک ہی سے نکاح کرویا وہ جوتمہارے ہاتھ کا مال ہوا(یعنی باندیاں) نساء آیت ۳)۔

بائبل مقدس

جس نے انہیں بنایا اُس نے ابتدا ہی سے انہیں (ایک) مرد اور(ایک) عورت بناکر کہا کہ اس سبب سے مرد اپنے باپ سے اورماں سے جدا ہوکر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا۔ اوروہ دونوں ایک جسم ہونگے۔ پس وہ دونہیں بلکہ ایک جسم ہیں(متی ۱۹: ۴تا ۶)۔

خادم ایک بیوی کے شوہر ہوں(۱تیمتھیس ۳: ۱۲)۔

ہم معتقد دعوائے باطل نہیں ہوتے
سینے میں کسی شخص کے دودل نہیں ہوتے

سب سے بڑا ستم جوفرقہ اناث پرڈھایاگیا ہے۔ وہ کثرتِ ازدواج ہے قرآن نے نکاح ثانی کی کوئی وجہ بیان نہیں کہ بلکہ اُس کی ضرورت کے احساس کوہر انسان کے نفس پر چھوڑا ہے۔ اب اس کی حمایت میں مسلمان طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ اجازت ہے۔نہ کہ حکم۔ میں کہتاہوں کہ اس چیزکی اجازت دیدینا جس پر انسانی طبعیت حریص ہے کیا کم ظلم ہے۔حکم ہوتاتو اندھیرہی ہوجاتااوراتنی عورتیں آتی کہاں سے جوایک ایک خود غرض مرد کے پلے چارچارپڑتیں مگرسوال تویہ ہے کہ اجازت ہی کیوں دی گئی کہ ایک مرد چاربیویاں تک کرے۔ اورپھر اسی پر اکتفا نہیں۔ چار منکوحہ بیویوں کے علاوہ لاتعداد لونڈیاں رکھ سکتا ہے۔ عورتوں کی ذاتی وقعت کچھ نہیں۔ چند درم اُن کی عصمت کی قیمت ہیں جوانہیں بطورمہردئیے جاتے ہیں۔صاف لکھا ہے کہ" عورتیں تم پر حلال ہیں جنہیں تم مال دے کر طلب کرو" اورلونڈیاں توہیں ہی دہنے ہاتھ کی ملک اب کیا ان حالات میں کثرتِ ازدواجی کی لائسنس یا" اجازت" خواہشاتِ نفسانی کے ابلق بے لگام پر تازیانہ کاکام نہ دیگی۔ ہاں اگرہندوستان میں اس قبیح رسم کا بہت زیادہ رواج نہیں۔ تواس کی وجہ مسلمانوں کی

ناداری اورمفلسی ہے۔ کہ وہ زیادہ مصارف اٹھا نہیں سکتے۔ورنہ فراغت اورخوشحالی میں" یہ اجازت " مل جائے تودیکھئے کیا قیامت آتی ہے دوسرا عذریہ پیش کیا جاتاہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں شوہر پر قرآن نے انصاف کی قید لگائی ہے۔ لیکن اگرانصاف سے مراد پورا انصاف ہے۔ تووہ غیرممکن ہے۔ چنانچہ خود قرآن کی شہادت اس امر میں فیصلہ کنُ ہے۔ کہ" تم ہرگز انصاف نہ کرسکوگے ۔ اپنی بیویوں کے درمیان"۔ اب کون ہے جومسلمان بھی کہلائے اورقرآن کے اس فتویٰ کوغلط ٹھہرانے کی جرات بھی کرے۔اوریہ بھی یہ بات صحیح اورقرین عقل کہ کامل انصاف ہونہیں سکتا ۔ خو یہ ہی انصاف سے بعید ہے کہ مرد اپنی ایک بیوی سے یہ توقع رکھتے کہ وہ اُسے پورے دل سے محبت کرے۔اورہرطرح سے اُسی کی ہوکر رہے۔ مگروہ سب میں اپنی محبت کو تقسیم کرے۔ کسی سے زیادہ کسی سے کم۔ کیونکہ سب سے ایک جیسی محبت کرنا نہایت ناممکن ہے۔ عورت کے دل میں رقابت کا پاکیزہ جذبہ موجزن ہوتاہے۔ اوروہ نہیں چاہتی کہ میرے شوہر کی رفاقت اورصحبت میں کوئی اوربھی حصہ دار[1]۔ اِلا بحالت مجبوری اب خود توعورت کے اس جذبہ کو کچل دینا مگراس سے یہ اُمید رکھنا کہ وہ میاں کے سواکسی کی محبت دل میں نہ رکھے۔بے انصافی نہیں اورتوکیا ہے۔ انصاف درحقیقت غیرممکن ہے۔ اورکسی سے ہونہیں سکتا یہاں تک کہ حقوق کی مساوی رعایت بھی جوعدل کاادنیٰ ترین درجہ ہے۔ ایک امر محال ہے۔

ایک وقت تھا کہ بجائے مردوں کے عورتیں ایک سے زیادہ شوہر کیا کرتی تھیں۔ مگروہ رسم اب قریب قریب مٹ چکی ہے۔ صرف بعض پہاڑی علاقوں میں ابھی تک جاری ہے۔ مگر جہاں جہاں علم کی روشنی پہنچی یہ بُرائی جاتی رہی۔یہاں تک کہ اب تولوگوں کی کثیر تعداد یہ بھی نہیں جانتی کہ کوئی ایسی رسم دنیا میں موجود تھی الحمد اللہ کہ کثرتِ ازدواجی بھی اسی طرح مٹ رہی ہے۔ اوراس روشنی اورتہذیب کے زمانے میں کوئی مسلمان

---

[1] ایک صاحب ہیں جنھوں نے اس پر کچھ اعتراض کرنا چاہاہے لیکن پریشانی کے باعث نہیں کرسکے۔ اوروہ یہی کہکر رہگئے کہ واہ صاحب عورت نہیں چاہتی کہ میرے شوہر کی رفاقت اورصحبت میں کوئی اوربھی حصہ دار ہو۔ اگرایسی حریص عورت یہ خیال جما بیٹھے کہ اولاد کوزندہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اولاد میرے خاوند کی رفاقت میں شریک ہے۔ توپھر کہا" ہم ان کے اس فلسفہ کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ سوت اوراولاد کی موجودگی یکساں شاق گذرنی چاہیے۔

تعلیم یافتہ عورت اس کی برداشت نہیں کرسکتی۔ اسلامی ممالک میں ہی اس کا سکہ تھا۔ سووہ بہت حد تک ٹوٹ گیا ہے اورباقی جو ہے وہ ٹوٹنے والا ہے۔ ترکوں نے کثرتِ ازدواجی کا قانوناً خاتمہ کردیا ۔ مصری اس کوخیر باد کہہ چکے ۔اورہندوستان کی مسلم خواتین نے آل انڈین محمڈن لیڈیز کانفرنس کے اجلاس میں ببانگ دہل اس کی روک تھام کے ریزولیوشن پاس کئے یہ ایسے آثار ہیں۔ جن سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل قریب میں اس مذموم اورقابل نفرت رسم کا کماحقہ ، استیصال ہوسکیگا۔پھر بھی بعض خوش فہم کہتے ہیں کہ یورپ کثرت ازدواجی کے مسئلہ کا قائل ہورہا ہے۔ ہم اس مضمون پر اپنے قابل قدردوست حاجی چودھری غلام حیدرصاحب کے رزین خیالات نذرِناظرین کئے بغیرنہیں رہ سکتے۔

بہت برسیں نہیں گذریں "آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس" کا سالانہ اجلاس لاہورمیں زیرصدارت جناب بیگم صاحبہ آنریبل خان بہادرجسٹس شاہ دین منعقد ہوا۔کثرت سے ریزولیوشن پاس ہوئے ایک بی بی نے تعداد ازدواج کے خلاف تحریک پیش کی اوراپنی تحریک کی تائید میں نہایت مدلل اورموثر تقریر کرتے ہوئے تمام مسلمان ماؤں سے درخواست کی کہ آئندہ کوئی ماں اپنی بیٹی کسی ایسے مرد کے حبالہ عقد میں نہ دیں جس کی پہلے بیوی موجود ہو۔ یہ مفید تحریک کثرت رائے سے پاس ہوئی ۔

اس کا نفرنس کی کارروائی مسلم پریس میں چھپکر شائع ہوگئی۔ یونیورسٹیوں کے بعض فارغ التحصیل مسلم حضرات بہت خوش ہوئے۔ مگرمولوی صاحبان بہت بھنائے۔ اچھلے کُودے ۔مسجدوں کے حجروں میں انقلاب آگیا۔ ندوہ میں طوفان برپا ہوگیا۔ دیوبند کے بدنے شہید ہوگئے۔مقدس قادیان کی آسمانی حکومت جوش میں آگئی ۔ تکفیر میں قلمیں توڑدیں۔ دواتیں پھوڑدیں۔ لاحول والاقوتہ۔

مسلمانو! ہوش کرو۔ تعلیم نے مستورات کے خیالات میں تغیر پیدا کردیا۔ جاگو۔ بیبیاں قرآن کریم کے خلاف ریزولیشن پاس کرتی ہیں۔ اجی یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔۔۔ توبہ توبہ بڑی مشکل سے ملاازم کا جوش فروہوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔

امسال (یعنی ۱۹۲۴ء) میں آل انڈیاں مسلم لیڈیز کانفرنس" کا اجلاس علیگڑھ میں ۲۹ دسمبرکوجناب بیگم صاحبہ ممتازیارجنگ (حیدرآباد) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ دُوردور

سے خواتین شرکت اجلاس کی غرض سے تشریف لائیں۔ مختلف تعلیمی تمدنی مسائل پربحث وتمحیص ہوئی۔ کئی قرار دادیں منظور کی گئیں اورنہایت عاجزی۔ کمال الحاح سے مردوں سے اپیل کی گئی کہ خدا کے لئے " اصلاح تمدن کی خاطر ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادی نہ کریں۔

یہ درد بھری اپیل اخبارات میں چھپ گئی ۔ مگرمولوی صاحبان نے امسال اس چیخ وپکار کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ کیونکہ فرصت کا قحط ہے خلافت کے جھگڑے جزیرتہ العرب کے مخمصے، ملکانوں کی فکر۔ شردھانند کا مقابلہ سنگھٹن کارڈ ۔ مہابیردل کا خوف۔ سوراج کی دھن۔ لیکن پھر بھی امید ہے کہ کسی نہ کسی حجرے سے تکفیر کی صداضرور بلند ہوگی۔کیونکہ مسلم خواتین نے خواہ کتنی ہی نیک نیتی سے نسوانی جذبات کی خاطر یااصلاح تمدن کے لئے تعداد ازدواج کے خلاف صدای احتجاج بلند ہوگی۔ مگرپھر بھی قرآن کریم پر خوفناک حملہ ہے۔ جس کی روک تھام خلافت سے زیادہ ضروری اورسوراج سے زیادہ اہم ہے۔

یہ توہندی مسلم خواتین کی آہیں اورفریاد کے ٹکڑے ہیں جو تعلیم میں بہت پیچھے ہیں فلسفہ قرآن پر عبورحاصل نہیں۔ عربی نکات سمجھنے سے کماحقہ قاصر اورعاجز ہیں ۔لیکن مصری بہنیں جن کی وسعت علمی مسلمہ ہے قرآن شریف کوندوہ ۔ دیوبند اورقادیان کے علما سے کہیں زیادہ سمجھتی ہیں۔۷ دسمبر ۱۹۲۳ء کوشوکت آفندی عمر کے محل واقع شارع قصر نیل قاہرہ میں جمع ہوتی ہیں۔ اورتعداد ازدواج کے خلاف دھواں دھار تقریریں کرتی ہیں۔ نسوانی حقوق کے لئے ہرممکن تدابیر اختیارکرتی ہیں۔

ایک بی بی (بیگم سید سوادہ آفندی) فرماتی ہیں "بہنو! تیرہ سوبرس سے ہمارے جذبات کا خون ہورہا ہے ۔مردہمیں آیات قرآنی کی دھمکی دیتے ہیں۔ اورشرط انصاف کی آڑمیں انصاف کا خون کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہرگوشے میں نسوانی جذبات کا قہر مسلمانوں پرنازل ہورہاہے۔ شرط انصاف غیرممکن ہے۔ خود آنحضرت انصاف نہ کرسکے اللہ تعالیٰ کوکیا ضرورت پڑی تھی اورہم نے کونسا گناہ کیا تھا۔ کہ مرد توچار چار بیویاں کرسکیں اورافسوس ہمیں دوشوہر کرنے کی اجازت نہ ہو

جس زمانے میں تعداد ازدواج کی ضرورت تھی اُس وقت آدم کوایک ہی حودی گئی۔

دوسری (عذرا خانم) فرماتی ہیں۔ فرقہ ذکور بڑاہی خود غرض ہے۔ ان کو نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ڈر۔ ہم کمزورہیں۔ ناتوان ہیں۔ ہم پر طرح طرح کے ظلم اورسختیاں کی جاتی ہیں۔ طوقِ لعنت کی طرح پردہ سوہان روح ہورہا ہے۔ ہماری حیثیت کوئیں کے مینڈک سے زیادہ نہیں۔ سفر وغیرہ میں بستر سے زیادہ ہماری آزادنہیں ۔ ہمارے تمام حقوق بے رحمی سے پائمال کئے گئے لیکن اب وقت آگیاہے۔ کہ مردوں کوجتادیں کہ آئندہ وہ ایسی خوفناک اورناقابل معافی غلطی اورگناہ کبیرہ سے بازرہیں۔

واہ ۔ واہ۔ کجا گنگا کی لہریں۔ کُجا نیل کی موجیں۔اگر خدا نخواستہ یہی باتیں خاکِ ہند میں کسی مسلم خاتون کے منہ سے نکلتیں توقیامت ہی آجاتی۔ مگروہ مصر ہے۔ غیرممکن تھاکہ مصری خواتین کی آہ زاری کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ مصرکوئی ہندوستان تھوڑا ہی تھاکہ کفرکے فتویٰ عائد ہوتے۔

رہنمایانِ مصر نے جذباتِ نسوانی کی قدرکرتے ہوئے تیرہ سوبرس کی پُرانی غلطی کو محسوس کیا اورکمال غوروخوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ اگر جلد سے جلد تدارک نہ کیا گیا تونتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ کی مصری ڈاک سے ہمیں یہ معلوم کرکے انتہا مسرت ہوئی کہ مصر کے قوم پرست ایک ایسا قانون حائلہ تیارکررہےہیں کہ تعداد ازدواج کی روک تھام ہوسکے اورقرآن کریم کی آیت پربھی حرف نہ آئے۔ اس قانون کی صورت یہ ہوگی کہ ہر عورت شادی کے وقت اپنے شوہر سے ایک اقرارنامہ لکھوائے کہ وہ دوسری بیوی ہرگز نہیں کرسکتا۔ اگرشوہر اس غلطی کا مرتکب ہوگا تواس کادوسرا نکاح فسخ سمجھا جائیگا اورپہلی بیوی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر کے خلاف اقرارنامہ توڑنے کے جرم میں قانونی کارروائی کرے۔ اگرچہ یہ کوئی بہت عمدہ قانون نہیں۔ مگرایں غنیمت است ۔ واقعات کودیکھ کر آئندہ کے متعلق پیشینگوئی کی جاسکتی ہے۔ کہ انشاء اللہ وہ وقت دُورنہیں کہ تعّدد ازدواج کا جنازہ مصری خواتین دریا کے نیل کی موجوں کی نذرکرکے قاہرہ جدید کی لوناپارک میں خوشی کے شادیانے بجائینگی"۔ اس کے علاوہ ترکی اورافغانستان میں جوجدید اصلاحات ہوئی ہیں۔ وہ آجکل کسی سے مخفی نہیں۔ غرض اب یہ طلسم ٹوٹ ہی گیا ہے۔

ع ۔ آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند

طلاق

قرآن شریف

اورجب تم عورتوں کو طلاق دوپھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں تواُنہیں خوبی کے ساتھ روک لو۔ یا خوبی کے ساتھ چھوڑدو۔ اوراُن کو ایذا دینے کے لئے نہ روکو کہ ان پر زیادتی کرو(بقرہ آیت ۲۳۱)۔

پھر[1] اگروہ اس کو طلاق دے چکا۔ تواُس کے بعد وہ عورت اُس مرد کے لئے حلال نہیں۔ جب تک کہ وہ اُس کے سوا کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے (بقرہ آیت ۲۳۰)۔

اگرتم نے عورتوں کواُن کے ساتھ ہمبستر ہونے سے پہلے طلاق دیدی یااُن کا مہر مقررنہیں کیا۔اورطلاق دیدی تو تم پرکچھ گناہ نہیں ہے (بقرہ آیت ۲۳۷)۔

[1] بعض مسلمان اسی آیت سے حلالہ کی ناپاک رسم کا جواز ثابت کرتے ہیں اورحلالہ یہ ہے کہ شرعی طلاق کے بعد جب مرد چاہتا ہے کہ طلاق دی ہوئی عورت کو پھر بلالے تو وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک رات کے لئے اُس کا عارضی نکاح کردیتاہے اوراُس کے طلاق دینے پر پھر اُس عورت کو اپنے نکاح میں لے آتاہے۔ ہم نے اپنی آنکھوںسے اس پر عمل ہوتے ہوئے دیکھاہے۔ مزید تفصیل خلافِ تہذیب ہے۔

اوراگرہمبستر ہونے سے پہلے اُن کو طلاق دو۔ اوراُن کا مہر تم مقرر کرچکے ہو۔ توجوتم نے مقرر کیا ہے اُس کا نصف دینا چاہیے (بقرہ آیت ۲۳۸)۔

بائبل مقدس

خدا فرماتا ہے کہ میں طلاق سے بیزارہوں (ملاکی ۲: ۱۶)۔

جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے (متی۱۹: ۶)۔

مسیح نے اُن سے کہا موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہیں اپنی بیویوں کے چھوڑدینے کی اجازت دی۔ مگرابتدا سے ایسا نہ تھا۔ اورمیں تم سے کہتاہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کوحرامکاری کے سوا کسی اورسبب سے چھوڑدے۔ اوردوسری سے بیاہ کرے۔ وہ زنا کرتا ہے۔ اورجوکوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے (متی ۱۹: ۸تا۹)۔

جوکوئی اپنی بیوی کوچھوڑدے اوردوسری سے بیاہ کرے توزنا کرتی ہے (مرقس ۱۰: ۱۱تا ۱۲)۔

طلاق انسانی سخت دلی کا بدترین نمونہ ہے۔ اس مضمون پر لکھتے وقت دل ہل جاتا ہے۔ اورقلم کانپ اٹھتا ہے۔ اس کی

اجازت سے اسلام نے عورت مرد کے رشتہ کونہایت ناپائدار اورعارضی بنادیا۔جب عورت جانتی ہے کہ اس کی راحت اورآسائش تمام تراُس کے شوہر پر موقوف ہے۔ اورجس وقت شوہر چاہے۔ اس باہمی رشتہ کوتوڑسکتا ہے۔ تووہ ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے۔ اوراگرطلاق کی نوبت بھی آئے توبھی اُسے عمربھر اطمینان اوربے فکر ی میسر نہیں آتی۔ طلاق کثرت ازدواجی کالازمی نتیجہ ہے جب ایک آدمی بہت سی شادیاں کرتاہے اور"مال دیکر عورتوں کوطلب کرتاہے" توعورتوں کی وقعت اس کی نظروں میں نہیں رہتی ۔ اورمحبت دل سے اٹھ جاتی ہے۔ وہ جانتاہے کہ بقول قرآن" وہ ہماری کھیتیاں ہیں" اوراُنہیں خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کا ذریعہ سمجھتاہے۔ جب تک بنی۔ بنی رہی نہ بنی تواس کا راستہ یہ اوراُس کا وہ جھٹ سے طلاق دیدی حق مہر گویاعورتوں کی قیمت ہے۔ مباشرت کی توپورا ادا کردیا۔ اورجواس سے پہلے ہی طلاق دیدی تونصف۔ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے طلاق کی کراہیت استنباط کی جاسکے۔ اس کے بعد برعکس یہ نہایت عام اورمعمولی بات سمجھی گئی ہے۔ تورات کی رو سے اگرچہ طلاق بعض صورتوں میں جائز رکھی گئی ۔

لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہکر کہ" خدا فرماتاہے کہ میں طلاق سے بیزارہوں" خدا کی نظر میں اس کی ناپسندیگی بھی ظاہر کردی۔ اس کے بعد جب مسیح آیا تواُس نے اُن لوگوں سے جوطلاق کومباح سمجھتے تھے کس زور سے کہاکہ" موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے باعث تمہیں اپنی بیویوں کے چھوڑدینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا" ۔کس قدردرد تھا۔ اورکس قدرحمایت تھی عورتوں کی اُس دل میں جس میں یہ الفاظ نکلے کہ" جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے"۔ عورت اورمرد میں ایک مقدس عہد ہوتاہے۔ اوراگر اس کا زبانی اقرارنہ کیا جائے لیکن دل اس پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنا آپ سونپتے ہیں۔ اورعمر بھر کیلئے سونپتے ہیں۔ انجیل کے الفاظ میں" بیوی اپنے بدن کی مختارنہیں بلکہ شوہر مختار ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختارنہیں بلکہ بیوی" پس بعد ازنکاح نہ مرد اپنے جسم کا مختار ہے۔ نہ عورت۔ بلکہ ایک دوسرے کے پاس وہ بطور امانت کے ہیں۔اب یہ ایک عہد ہوتاہے ۔ جب تک یہ عہد قائم ہے۔ اوربیوی خیانت کرکے اپنے بدن کوجودراصل اس کے شوہر کا ہے۔ کسی اورمرد کے حوالے نہیں کرتی۔ اسی طرح خاوند اپنی

بیوی کی امانت میں خائن ثابت نہیں ہوتا یعنی وہ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اُس وقت تک کون ہے جواُنہیں علیحدہ کرسکے۔ لیکن اگروہ بدکاری کرکے بد عہد ثابت ہوئے تورشتہ ٹوٹ گیا۔ یہ ہے وہ حقیقت جس کو ملحوظ رکھکر مسیح نے کہا کہ" کوئی اپنی بیوی کوحرامکاری کے سواکسی اورسبب سے نہ چھوڑے"۔ مسلمانو عورتوں کا وبال تم پرایک پڑکے رہیگا۔ اُنکی آہیں آسمان کوچیر کر نکل جاتی ہیں ان ستم کاریوں سے بازآؤ۔ اوراپنا دست تعدی کھینچ لو۔ اور" جسے خدا نے جوڑاہے اُسے نہ توڑو"۔ طلاق سے بازآؤ۔ اپنی گذشتہ حرکات سے شرماؤ اور" توبہ کروکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے"۔

زینت اور پردہ

قرآن شریف

اورجب تم نبی کی بیویوں سے کچھ اسباب مانگنے جاؤ۔ تواُن سے پردے سے باہر مانگ لیا کرو۔ اس میں تمہارے دلوں اوراُن عورتوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی ہے اور تمہیں مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کوایذا پہنچاؤ۔ اورنہ یہ کہ تم نبی کی عورتوں سے اُن کے پیچھے کبھی نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے (احزاب آیت ۵۳)۔

اے نبی اپنی بیویوں اوراپنی بیٹیوں اورمسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر تھوڑی سی نیچے لٹکا لیا کریں۔ یہ طریقہ قریب ترہی کہ وہ پہچانی جائیں پھر ایذا نہ پائیں۔(احزاب آیت ۵۹)۔

مومن عورتوں سے کہہ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی محافظت کریں۔ اوراپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔ مگرجتنا اُس میں سے ظاہر ہے۔ اورچاہیے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اوراپنی زینت کسی پر ظاہر نہ کریں مگراپنے شوہروں پر۔ یااپنے باپوں پر یااپنے شوہر کے باپوں پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر۔ یا اپنے بھائیوں پر۔یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر۔ یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلاموں) پر یا مردوں میں سے اُن کمیروں پر جوعورت کی حاجت نہیں رکھتے۔ یا لڑکوں پر جوعورتوں کوچھپی باتوں سے واقف نہیں ہوتے اوراپنی پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کوزمین پر پیرمارتی نہ چلیں (نورآیت ۳۱)۔

اگرعورت اوڑھنی نہ اوڑھے توبال بھی کٹائے۔ اگرعورت کا بال کٹانا یا سرمنڈانا شرم کی بات ہے تواوڑھنی اوڑھے (۱کرنتھیوں ۱۱: ۱٦)۔

عورتیں حیادارلبا س سے شرم اورپرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں ۔ نہ بال گوندھنے اورسونے اورموتیوں اورقیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرارکرنے والی عورتوں کومناسب ہے (۱تیمتھیس ۲: ۹تا ۱۰)۔

اورتمہارا سنگارظاہری نہ ہو۔ یعنی سرگوندھنا اورسونے کے زیور اورطرح طرح کے کپڑے پہننا بلکہ تمہاری باطن اورپوشیدہ انسانیت ۔ حلم اورمزاج کی غربت کی غیرفانی آرائیش سے آراستہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے۔ اور اگلے زمانے میں بھی خدا پر امید رکھنے والی مقدس عورتیں اپنے آپ کو اسی طرح سنوارتی اوراپنے شوہر کے تابع رہتی تھیں (۱پطرس ۳: ۳تا ۵)۔

پردہ جائز حد تک ہوتوکوئی عیب نہیں۔ لیکن اگرپردے سے عورتوں کی حیثیت اسیروں کی سی ہوجائے۔ اوراُنہیں مجبورکیا جائے کہ وہ سختی کے ساتھ اس کی پابندی کریں تویہ معیوب ہے۔ اسلام کے شروع میں پردہ کا رواج نہ تھا ۔ بعد میں اس کے متعلق احکام نازل ہوئے ہندوستان میں پردہ شرافت کا نہیں بلکہ امارت کا معیار ہوگیاہے۔ غریب عورتیں خواہ کیسی ہی شریف کیوں نہ ہوں زیادہ پردے کی پابند نہیں ۔ ہاں اوڑھنیاں ضرور اوڑھتی ہیں لیکن امیر اورمتوسط الحال خاندانوں کی عورتیں برقعہ پہنتی ہیں جودراصل ایک فیشن ہوگیاہے اوراکثر دیکھا جاتاہے کہ بُرقعہ پوش عورتیں نامحرموں سے کوئی پردہ نہیں کرتیں اوربارہا لوگ اُنہیں کھلے منہ پاتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتاہے کہ پردہ ہندوستان میں مذہبی نشان نہیں رہا۔ اورتُرک خواتین تومسیحی خواتی کی طرح بے نقاب چلتی پھرتی ہیں۔ الغرض جس حد تک یہ رسم عورتوں کی جائزآزادی کوسلب کرتی ہے۔ اُس حد تک تویہ مٹ رہی ہے اورمٹ کر رہیگی۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ عورتوں اورمردوں میں بلاتکلف میل جول اورغیرمحدود آزادی بھی نقصان دہ ہے۔اس لئے پردہ کی پابندی صدا عتدال تک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اس مضمون میں عورتوں کی زینت کا بھی ذکر آیا ہے۔ قرآن میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ "عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں" اوریہ نہایت عمدہ بات ہے ۔ جس کی نسبت انجیل میں بھی لکھا ہے کہ" عورت کے لمبے بال ہوں تواس کی زینت ہے۔ کیونکہ بال اُسے پردے کے لئے دئے گئے ہیں"۔ لیکن انجیل کہتی ہے کہ ظاہری زینت نہ کرو" ۔ بلکہ باطن اورپوشیدہ انسانیت حلم اورمزاج کی غریبی کی غیرفانی آرائش سے آراستہ رہو"۔ اورپھر لکھا ہے کہ " عورتیں حیادارلباس سے شرم اورپرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں ۔ نہ بال گوندھنے اورسونے اور موتیوں اورقیمتی پوشاک سے بلکہ نیک کاموں سے "۔ عیسائی عورتوں کویہ آیت حفظ کرنے کی ضرورت ہے کہ" تمہارا سنگارظاہری نہ ہو" اوردعا کرنی چاہیے کہ خدااُنہیں باطنی آراستگی عطا فرمائے "۔

دیندار اور بیدین میاں بیوی کے تعلقات

قرآن شریف

مشرک عورتوں کونکاح میں نہ لاؤ۔ جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں اورالبتہ مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں اچھی معلوم ہو۔ اورمشرک (مردوں) سے نکاح نہ کرو۔ جب تک ایمان نہ لائیں اورالبتہ مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا معلوم ہو (بقرہ آیت ۲۲۰)۔

اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں بھی تمہیں حلال ہیں (مائدہ آیت ۷)۔

مومنو جب تمہارے پاس ایماندارعورتیں ہجرت کرکے آئیں تواُن کا امتحان لو۔ خدا اُن کے ایمان کوخوب جانتا ہے۔ پھر اگروہ تمہیں ایماندارمعلوم ہوں تواُنہیں کافروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ کافروں کوحلال ہیں اورنہ کافر اُنہیں حلال ہیں اورجو اُن کافروں نے خرچ کیا اُنکو دیدو۔ اورتم پر گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے نکاح کرو۔ جبکہ تم اُن کے مہر دیدو اورتم کافر عورتوں کا نکاح نہ تھام رکھو اورجوتم نے خرچ کیا ہے اُن سے مانگ لو اورچاہیے کہ وہ کافر بھی اپنا خرچ جوکیا ہے مانگ لیں۔ یہ الله کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اورالله جاننے والا حکمت والا ہے۔ اوراگرتمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں میں جاملے پھر تم کافروں کوکھپا مارو (ممتحنہ آیت ۱۱)۔

بائبل مقدس

اگرکسی بھائی کی بیوی باایمان نہ ہو۔ اوراُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہوتو۔ تووہ اُس کونہ چھوڑے اورجس عورت کا شوہر باایمان نہ ہو۔ اوراُس کے ساتھ رہنے کوراضی ہو۔ تووہ شوہر کو نہ چھوڑے (۱کرنتھیوں ۷: ۱۲تا ۱۳)۔

کیونکہ اے عورت تجھے کیا خبر ہے کہ شاید تواپنے شوہر کوبچالے۔ اوراے مردتجھکو کیا خبر ہے کہ شائد تواپنی بیوی کو بچالے (۱کرنتھیوں ۷: ۱۴)۔

اے بیویو تم بھی اپنے اپنے شوہر کے تابع رہو۔ اس لئے کہ بعض اُن میں سے کلام کونہ مانتے ہوں توبھی تمہارے پاکیزہ چال چلن اورخوف کودیکھکر بغیرکلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خدا کی طرف کھینچ جائیں (۱پطرس ۳: ۱تا ۲)۔

کیونکہ جوشوہر باایمان نہیں۔ وہ بیوی کے سبب سے پاک ٹھہرتا ہے اورجوبیوی باایمان نہیں وہ مسیحی شوہر کے باعث پاک ٹھہرتی ہےورنہ تمہارے فرزند ناپاک ہوتے۔ مگراب پاک ہیں (۱کرنتھیوں ۷: ۱۴)۔

قرآن حکیم کا یہ حکم بھی کیسا عجیب ہے کہ اگر کفار کی عورتوں میں سے کچھ مسلمانوں میں آملیں توانہیں نہ لوٹائیں۔ لیکن اگر ان کی عورتوں میں سے کوئی کافروں میں جاملیں توکافروں کوکھپاماریں"۔ پھر لکھا ہے کہ مرد مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کریں اورنہ عورتیں مشرک مردوں سے مگرقربان ۔۔۔جائیں انجیل کی اس تعلیم پر کہ اگرکسی بھائی کی بیوی باایمان نہ ہو اوراُس کے ساتھ رہنے کوراضی ہو تووہ اُس کونہ چھوڑے اورجس عورت کا شوہر باایمان نہ ہو ۔ اوراُس کے ساتھ رہنے کوراضی ہوتووہ شوہر کونہ چھوڑے ۔ یہ آزادی یہ حُریت اوریہ انصاف کوئی اورمذہب پیش توکرے۔

چوری اور دغا بازی

قرآن شریف

جوکوئی چوری کریگا۔ قیامت کے دن چرائی ہوئی چیز لائیگا (آل عمران ۱۵۵)۔

چورمرد اورچورعورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ سورہ مائدہ آیت ۴۲)۔

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ جاؤ اورنہ اُس کوحکام تک پہنچاؤ کہ گناہ کے ساتھ آدمیوں کے مال میں سے کچھ کاٹ کوٹ کے کھاجاؤ۔(بقرہ آیت ۱۸۴)۔

خدا دغاباز گنہگار کوپسند نہیں کرتا(نساءآیت ۱۰۷)۔

بائبل مقدس

چوری نہ کر(مرقس ۱۰: ۱۹)۔

چوری کرنے والا چوری نہ کرے بلکہ اچھا پیشہ اختیار کرکے ہاتھوں سے محنت کرے تاکہ محتاج کوکچھ دے سکے(افسیوں ۴: ۲۸)۔

قرض وسود خوری

قرآن شریف

مومنو جب تم معیاد مقررہ تک آپس میں قرحل کا معاملہ کروتو اُسے لکھ لیا کرو اورچاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی کاتب باانصاف لکھے اورلکھنے والا لکھنے سے انکارنہ کرے ۔۔۔۔۔ اوراپنے مردوں میں سے دوگواہ کرلیا کرو(بقرہ آیت ۲۸۲)۔

اوراگرتم سفر میں ہو اورکاتب نہ پاؤ تورہن پر قبضہ کرلیا کرو(بقرہ آیت ۲۸۳)۔

اگرکوئی شخص تنگی میں ہے تواُسکو تونگری تک مہلت دینا چاہیے۔ اورجوتم خیرات کروتوتمہارا بھلا ہے(بقرہ آیت ۲۸)۔

سُودخورآدمی قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ اٹھتا ہے جسے جن نے چمٹ کے خبطی بنادیا ہو۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے کہا کہ بیع بھی توسُود ہی جیسی چیز ہے۔ حالانکہ خدا بیع کوحلال کیا اورسود کو حرام (بقرہ آیت ۲۷۲)۔

مومنو اللہ سے ڈرو۔ اورجوسُود (کسی کے پاس) باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑدو۔ اگرتم مومن ہو(آیت ۲۷۸)۔

مومنو دُونے پر دوناسود نہ کھاؤ اوراللہ سے ڈرو (آل عمران آیت ۱۲۵)۔

بائبل مقدس

جوکوئی تجھ سے مانگے اُسکودے اورجوتجھ سے قرض چاہے منہ نہ موڑ(متی ۵: ۴۲)۔

اگرتم اُنہیں کو قرض دوجن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو توتمہارا کیا احسان ہے گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کرلیں۔(لوقا ٦: ٣٤)۔

پس تم اس طرح دعا مانگا کروکہ اے ہمارے باپ توجوآسمان پر ہے۔ جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے۔ توبھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر(متی ٦: ١٢)۔

اگرتومیرے لوگوں میں جس کسی کوجوتیرے آگے محتاج ہے کچھ قرض دے تواُس سے بیاجیوں کی طرح سلوک مت کر اوراُس سے سود مت لے اوراگر توکسی وقت اپنے ہمسائے کے کپڑے گود میں رکھ لے توچاہیے کہ سورج ڈوبتے ہوئے اُسے پہنچادے۔ کیونکہ اُس کا فقط اوڑھنا ہے اوریہ اس کے بدن کے لئے لباس ہے۔ جس میں وہ سورہتا ہے خروج ٢٢: ١٥تا ٢٧)۔

لوگ سود لینے سے ہاتھ اٹھائیں۔ آج ہی کے دن اُن کے کھیت اوراُن کے انگورستان اور زیتون کے باغ اوراُن کے گھر اور سوداں حصہ نقدی کا اوراناج اورمے اورتیل کا جوتم نے اُن سے لیا ہے۔ اُنہیں پھیر دیجیئو (نحمیاہ ٥: ١٠تا ١١)۔

اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا ۔۔۔۔ جوسود کے لئے قرض نہیں دیتا(زبور١٥: ١تا ٥)۔

بائبل کی رو سے نہ صرف سُود پر قرض دینا ہی غیر مستحسن امر ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ہدایت ہے کہ مقروض پر سختی وتشدد نہ کرو"۔ اگرکسی وقت توہمسائے کے کپڑے گرد میں رکھ لے توچاہیے کہ سورج ڈوبنے تک اُسے پہنچادے کیونکہ یہ اُس کا فقط اورڑھنا ہے اوریہ اُس کے بدن کیلئے لباس ہے جس میں وہ سورہتا ہے" اور کہا ہے کہ سُود خورخداوند کے خیمہ امن وعاقبت میں داخل نہ ہوسکیگا اوراسی پر بس نہیں بلکہ غریب لوگ جواپنے قرض ادا نہیں کرسکتےاُنہیں اُن کے قرض معاف کرنے کیگا حکم ہے اوریہاں گویا سود نہیں بلکہ اصل بھی اپنے غریب بھائی کی احتیاج کومدنظر رکھتے ہوئے حسب ضرورت چھوڑا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ " اگرتم اُنہیں کو قرض دوجن سے (ایک ایک چھدام) وصول ہونے کی امید ہے (اُن کی چیزیں" رہن رکھکر یا اُن سے دستاویز لیکر) توتمہارا کیا احسان ہے۔ گنہگار بھی گنہگاروں کوقرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کرلیں"۔ یہ ہرگز احسان ومروت اورنیکی اورہمدردی کی بات نہیں"۔

جھوٹ بولنا

قرآن شریف

جھوٹ بولنے سے بچتے رہو (حج آیت ۳۱)۔

سچ کو جھوٹ میں نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ (بقرہ آیت ۳۹)۔

بائبل مقدس

جھوٹ نہ بولو (یعقوب ۴: ۱۳)

جھوٹا معاملہ نہ کرو۔ ایک دوسرے سے جھوٹ مت بولو (احبار۱۹: ۱۱)۔

اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا۔۔۔ وہ جو سیدھی چال چلتا ہے اور صداقت سے کام کرتا ہے اور اپنے دل سے سچ بولتا ہے (زبور۱۵: ۱تا ۲)۔

جھوٹی گواہی

قرآن شریف

مومنو اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو کھڑے ہو جایا کرو (مائدہ آیت ۱۱)۔

تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جس نے گواہی کو چھپایا اُس کا دل گنہگار ہے (بقرہ آیت ۲۸۳)۔

مومنو انصاف پر قائم رہو۔ خدا کے لئے گواہ ہوکر۔ اگرچہ اپنی جان پر ہو یا والدین یا قرابتیوں پر۔ اگر وہ شخص غنی ہو یا فقیر اللہ دونوں پر مہربان ہے۔ سو تم اپنی خواہش کے تابع نہ ہو۔ کہ انصاف سے عدول کرو۔ اگر تم پینچ مارو گے یا طرح دے جاؤ گے۔ تو خدا تمہارے کاموں سے خبردار ہے (نساء آیت ۱۳۴)۔

بائبل مقدس

تو کسی کی جھوٹی خبر مت اڑا۔ تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھی مت ہو (خروج ۲۳: ۱)۔

تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے (خروج ۲۰: ۱۶)۔

دیانتدار گواہ جھوٹ نہیں کہتا ۔ لیکن جھوٹا گواہ بہتیری جھوٹی باتیں بولتا ہے (امثال ۱۴: ۵)۔

وہ جو سچ بولتا ہے ۔ صداقت کو آشکارا دکھلاتا ہے پر جھوٹا گواہ دغا دیتا ہے۔ (امثال ۱۲: ۱۷)۔

وہ آدمی جو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی دیتا ہے ایک گوپال اور ایک تلوار اور ایک تیز تیر ہے (امثال ۲۵: ۱۸)۔

انجیل میں صدقِ مقال کی جو تاکید اور دروغگوئی کی جو ممانعت ہے وہ محتاج بیان نہیں اسی طرح قرآن مجید میں بھی حق گوئی اور راست بیانی کا حکم ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔لیکن قرآن نے ایک مقام پر نہایت مجبوری کی حالت میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔جب کسی مومن پر اُس کے ایمان کے باعث جبر و تشدد کیا جائے اور وہ حالتِ اضطرار میں کفر کو ایمان پر ترجیح دے یا سچ کی بجائے جھوٹ کو اختیار کر تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ دل میں ایمان رکھے۔ آیت یہ ہے مَن كَفَرَ بِاللّهِ مِن بَعْدِ إيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ (نحل آیت ۱۰۸) جو کوئی ایمان لانے کے بعد منکر ہوا۔ نہ وہ جس پر زبردستی ہوئی اور اُسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔۔۔۔مگر وہ جو دل کھول کر منکر ہوا ۔ سو اُن پر اللہ کا غضب ہے۔ اسی آیت سے اہل تشیعہ نے فقیہ کا مسئلہ استنباط کیا ہے۔

قرآن شریف

اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے (حجرات آیت ۴۲)۔

ہر ایک ۔۔۔۔۔غیبت کرنے والے کی خرابی ہے (ہمزہ آیت ۱)۔

بائبل مقدس

اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا۔۔۔۔ وہ جو اپنی زبان سے چغلی نہیں کھاتا (زبور ۱۵: ۳)۔

پس وہ ہر طرح کی ناراستی سے پھر گئے۔ اور غیبت کرنے والے بدگو۔ خدا کی نظر میں نفرتی ۔۔۔۔ ہوگئے (رومیوں ۱: ۳۰)۔

شمالی ہوا مینہ کو موجود کرتی ہے ۔اسی طرح چغل خوری تُرش روئی کو (امثال ۲۵: ۲۳)۔

قرآن شریف

آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ (حجرات آیت ۱۱)۔

جوکوئی خطا یا گناہ کمائے ۔ پھر اس کو بے قصور کے ذمہ لگائے تواُس نے صریح گناہ اوربہتان کوآپ اٹھایا ہے(نسآیت ۱۱۲)۔

بائبل مقدس

عیب جوئی نہ کروکہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو۔اُسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی۔اورجس پیمانے سے تم ماپتے ہواُسی سے تمہارے واسطے ناپاجائیگا۔ توکیوں اپنے بھائی کی آنکھ کےتنکے کودیکھتا ہے۔ اوراپنی آنکھ کے شہتیرپر غورنہیں کرتا اورجب تیری ہی آنکھ میں شہتیر ہے۔توتو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لاتیری آنکھ میں سے تنکا نکال دوں اے ریاکارپہلے اپنی آنکھ میں سے شہتیرنکال ۔ پھراپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کواچھی طرح دیکھ کرنکال سکیگا (متی ۷: ۱تا ۵)۔

توعیب جوؤں کی مانند اپنی قوم میں آیا جایا نہ کرو(احبار ۱۹: ۱۶)۔

اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا۔ وہ جو اپنے پڑوسی پرعیب نہیں لگاتا (زبور۱۵: ۳)۔

قرآن شریف

نہ ایک دوسرے کوبُرے القاب سے یادکرو۔ بُرا نام ایمان کے بعد بدکاری ہے(حجرآیت ۱۱)۔

بائبل مقدس

جوکوئی اپنے بھائی کوپاگل کہیگا۔ وہ صدرعدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ اورجواسکو احمق کہیگا۔ وہ آگ کے جہنم کا سزاوارہوگا(متی ۵: ۲۲)۔

قرآن شریف

مومنو ایک قوم سے دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے شائد وہ اُن سے بہتر ہوں اورنہ عورتیں عورتوں سے شائد وہ اُن سے بہتر ہوں (حجرا آیت ۱۱)۔

بائبل مقدس

ٹھٹھا کرنے والا نابود ہوگیا (یسعیاہ ۲۹: ۲۰)۔

مبارک وہ آدمی ہے جوٹھٹھا کرنے والوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا (زبور۱: ۱)۔

وہ جومسکین پر ہنستا ہے۔ اُسکے بنانیوالے کی حقارت کرتا ہے۔ (امثال ۱۷: ۵)۔

کب تک ٹھٹھے باز اپنی ٹھٹھے بازی پر مائل رہینگے (امثال ۱: ۲۲)۔

میں ٹھٹھا کرنے والوں کی محفل میں نہیں بیٹھا۔ نہ اُن کے ساتھ پھول کے خوشی کی (یرمیاہ ۱۵: ۱۷)۔

قرآن شریف

اورجب تم دعا سلام کئے جاؤ۔ تواسکا جواب دعا کے ساتھ اس سے بہتر لفظوں میں دو۔ یا وہی لفظ واپس کردو (نساء آیت ۸۸)۔

پھر جب تم گھروں میں جاؤ۔ تواپنے لوگوں پرسلام کرو۔ یہ خداکی طرف سے برکت والی اورپاکیزہ دعا مقرر کی ہوئی ہے (نورآیت ۶۱)۔

اللہ کے بندے وہ ہیں۔۔۔ کہ جب اُن سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ سلام (فرقان آیت ۶۴)۔

بائبل مقدس

یُسوع اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اوراُن سے کہا " تمہاری سلامتی ہو" (لوقا ۲۴: ۳۶)۔

گھر میں داخل ہوتے وقت اُسے دعا ئے خیر دو (متی ۱۰: ۱۲)۔

اگرفقط اپنے بھائیو ں کوسلام کرو۔ توکیازیادہ کرتے ہو کیا غیرقوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے (متی ۵: ۴۷)۔

اے فریسیو تم پر افسوس ہے کہ۔۔۔۔ تم بازاروں میں سلام چاہتے ہو(لوقا ۱۱: ۴۳)۔

آپس میں پاک بوسہ لے کر ایک دوسرے کوسلام کرو(رومیوں ۱۶: ۱۶)۔

قرآن میں حکم ہے کہ"جب تم سلام کئے جاؤ۔ تواس کا جواب اس سے بہتر لفظوں میں دویا وہی لفظ واپس کردو"۔ اورجب" تم گھروں میں جاؤ۔ تواپنے لوگوں پر سلام کرو"۔ گویا یاتوسلام کا جواب دینا فرض ہے۔ یا اپنے لوگوں کو سلام کرنا۔ لیکن سیدنا مسیح فرماتے ہیں کہ " اگرفقط اپنے بھائیوں کوسلام کرواور توکیا زیادہ کرتے ہو"۔ وہ حکم دیتا ہے۔ کہ ہدیہ سلام یاروا غیار ہرایک تک پہنچاؤ اوراس میں بخل مت برتو۔ کیونکہ یہ توسلامتی کی دعا ہے۔اورایک مسیحی کا دل اس قدر وسیع ہونا چاہیے کہ ہرایک کی سلامتی چاہیے۔ ہاں دشمنوں تک کی۔ لیکن ایک بات ہے جس پر حضورمسیح نے اظہارافسوس کیا ہے کہ" تم بازاروں میں سلام چاہتے ہو" یعنی جو کوئی سلام کا خواہشمند رہتا ہے ۔ اوریہ سمجھتا ہے کہ میری عزت اورشان اس میں ہے کہ لوگ مجھے بازاروں میں سلام کریں اُس پر افسوس ہے۔ عزت کے لئے سلام نہ چاہو۔بلکہ ہرایک کوخود سلام کرو۔ اس بات کا قرآن نے ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اگرذکر ہوتا بھی توکچھ عجیب نہ تھا۔ کیونکہ پہلی کتاب میں آگے ہی موجود تھا۔ ہاں ایک سلام ہے کہ جس کا قرآن نے اللہ کے بندوں کوحکم دیا ہے کے جب جاہل لوگ ملیں تواُنہیں کہوبابا سلام ہمیں تم سے کچھ کام نہیں (دیکھو آیت ۵۸ سورہ قصص)۔اوریہ حس قسم کی سلام ہے محتاج بیان نہیں"۔

بعض مسلمان سمجھتے ہیں کہ السلام وعلیکم اسلامی طریق اسلام ہے اورعیسائیوں کوحق نہیں کہ اسے استعمال کریں۔ اوراکثر عیسائی بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ طریق اسلام سے بہت قبل رائج ہوچکا تھا۔ حضورمسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایاکہ "گھر میں داخل ہوتے وقت دعائے خیر دو(السلام علیکم کہو) اوراگروہ گھر لائق ہوتمہارا سلام اُسے پہنچے اوراگرلائق نہ ہو توتمہارا سلام تم پر پھرآئے (متی ۱۰: ۱۲تا ۱۳)۔ اورحضور خودیہی الفاظ استعمال کرتے رہے۔ جب کبھی

آپ نے سلام کیا توالسلام وعلیکم یعنی" تم پر سلامتی ہو" کہا۔ اوربارہا انجیل میں لکھا ہے کہ" یسوع اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور اُن سے کہا (السلام علیکم) یعنی تمہاری سلامتی ہو"۔

پس چاہیے کہ مسیحی اسی مسنون متبرک ۔حکیمانہ اورمعنی خیز طریق سلام کورواج دیں۔ میں اس کے متعلق نورافشاں میں وضاحت کےساتھ لکھ چکاہوں اورمولانا نصیر الدین مرحوم اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس خیال کی تائید میں لکھ گئے " کہ میں آپ کی رائے سے بالکل متفق ہوں" اورآپ کی تجویز کی بزورتائیدکرتاہوں کہ عیسائیوں میں بھی السلام علیکم کا رواج ہونا چاہیے کیونکہ اس سے بہتر اورمعنی خیز دوسرا کوئی سلام نہیں ہوسکتا"۔

ممالک عرب وعجم میں بھی اسی اسلام کا عام رواج ہے۔ مسلمان یہودی ۔ عیسائی اوردیگر اقوام میں جووہاں بستی ہیں عند الملاقات والمفارقت بلاامتیازمذہب السلام علیکم ہی رائج ہے"۔

اطاعتِ پادشاہ وتحفظ امن

قرآن شریف

مسلمانو اللہ کی اوررسول کی اوراُن اختیار والوں کی جو تم میں سے ہیں اطاعت کرو(نساءآیت ۶۲)۔

بیباک لوگوں کا حکم نہ مانو۔ جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ اوراصلاح نہیں کرتے (شعراآیت ۵۱۔ ۵۲)۔

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو(اعراف آیت ۵۴)۔

خدا مفسدوں کودوست نہیں رکھتا (مائدہ آیت ۶۹)۔

بائبل مقدس

جوقیصر کا ہے قیصر کواورجوخدا کا ہے خدا کو ادا کرو(متی ۲۲: ۲۱)۔

ہرشخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں ۔ جوخدا کی طرف سے نہ ہو۔ اورجوحکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقررہیں۔ پس جوکوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے۔ وہ خدا کے انتظام کامخالف ہے۔

اورجومخالف ہیں سزا پائینگے۔ کیونکہ نیکوکاروں کو حاکموں سے خوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے۔ پس اگر تو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہے تونیکی کر (رومیوں ۱۳: ۱تا ۳)۔

سب کا حق ادا کرو۔ جس کو خراج چاہیے ۔خراج دو جسکو محصول چاہیے محصول ۔ جس سے ڈرنا چاہیے اُس سے ڈرو۔ جس کی عزت کرنی چاہیے۔ اس کی عزت کرو(رومیوں ۱۳: ۷)۔

خداوند کی خاطر انسان کے ہرایک انتظام کے تابع رہو بادشاہ کے اس لئے کہ وہ سب سے بزرگ ہے۔ اورحاکموں کے اس لئے کہ وہ بدکاروں کی سزا اورنیکو کاروں کی تعریف کے لئے اُسکے بھیجے ہوئے ہیں (۱پطرس ۲: ۱۳تا ۱۴)۔

توحاکموں کوبددعا مت دے۔ اوراپنی قوم کے سردار کولعنت نہ کر(خروج ۲۲: ۲۸)۔

مناجاتیں اوردعائیں اورالتجائیں اور شکرگزاریاں سب آدمیوں کیلئے کی جائیں۔ بادشاہوں اورسب بڑے مرتبے والوں کو واسطے اس لئے کہ ہم کمال دینداری اورسنجیدگی سے امن وآرام کے ساتھ زندگی گزاریں (۱تمتھیس ۲: ۱تا ۲)۔

حاکموں اوراختیار والوں کے تابع رہیں اوراُن کا حکم مانیں (طیطس ۳: ۱)۔

میرے ایک مولوی نما دوست نے مجھے ایک بار کہا کہ قرآن میں حاکمِ وقت کی اطاعت کا حکم ہے مگر انجیل اس مضمون پر محض ساکت اورصامت ہے۔ میں نے اُس وقت تواس کی بات کی پرواہ نہ کی لیکن جب دوسروں کے منہ سے بھی یہی سوال کئی بار سنا۔ خصوصاً جبکہ یہ کتاب زیرتصنیف تھی تومیں نے مناسب سمجھا کہ اُن کی جہالت الم نشرح کی جائے۔ اس لئے میں نے مذکورہ صدرِعنوان کے ماتحت اس مضمون پر بھی انجیل وقرآن کی آیات جمع کردیں قرآن میں صرف ایک آیت ہے جس میں اختیار والوں" کی اطاعت کا حکم ہے۔اورجمہور اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے۔ اگرچہ مرزا غلام احمد نے حکومتِ وقت کے خوف سے " منکم" کا ترجمہ علیکم کیا۔ یعنی جوتم پر صاحب اختیارہو اُس کی اطاعت کرو۔ مگر میں پوچھتاہوں کہ صرف اسی ایک آیت کی بنا پر جس سے بجائے دلی اطاعت کے بغاوت اوربدامنی کی تعلیم نکلتی ہے۔ انجیل کو مقابلہ کے لئے للکارا جاتا ہے۔ مقابلہ کی آیتیں پڑھو۔ اورہمیشہ

کے لئے اپنی زبان کوبند کرو کہ یہ بڑے بول بولنے کی عادی ہے۔ مسیح کے یہ حکیمانہ الفاظ اپنے دل کی تختی پر لکھ لو کہ" جوقیصر کا ہے قیصر کو اورجوخدا کا ہے خدا کوادا کرو"۔

مواخات

قرآن شریف

مسلمان جو ہیں جوآپس میں بھائی ہیں (حجرات آیت ۱۰)۔

بائبل مقدس

نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی نہ کوئی غلام نہ آزاد نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو(گلتیوں ۳: ۲۸)۔

ہم بھی جوبہت سے ہیں ۔ مسیح میں شامل ہوکرایک بدن ہیں اورآپس میں ایک دوسرے کے اعضا (رومیوں ۱۲: ۵)۔

بائبل مقدس

اے عزیزوآؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔ کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اورجوکوئی محبت رکھتا ہے ۔ وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اورخدا کو جانتا ہے۔ جومحبت نہیں رکھتا وہ خدا کونہیں جانتا ۔ کیونکہ خدا محبت ہے(۱۔یوحنا۴: ۷تا ۸)۔

میں تمہیں ایک نیا حکم دیتاہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو (یوحنا ۱۳: ۳۴)۔

اگرکوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتاہوں۔ اوروہ اپنے بھائی سے عداوت رکھے توجھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے جسے اُس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا۔ وہ خدا سے بھی جسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔ اورہم کو اس کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔ کہ جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے۔ (۱یوحنا۴: ۲۰ تا ۲۱)۔

اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ کروں تو میں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھاتی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سب بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹادوں اور محبت نہ رکھو تو میں کچھ بھی نہیں۔ اور اگر اپنا سارا مال غریبوں کو کھلادوں یا اپنا بدن جلانے کو دے دوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں۔ (۱کرنتھیوں ۱۳: ۱تا ۳)۔

ایمان ۔ امید۔ محبت۔ یہ تینوں دائمی ہیں۔ مگر افضل ان میں محبت ہے (۱کرنتھیوں ۱۳: ۱۳)۔

خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ تو خدا ہم میں رہتا ہے۔ اور اُس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہوگئی ہے (۱۔یوحنا ۴: ۱۲)۔

محبت سے چلو جیسے مسیح نے تم سے محبت کی (افسیوں ۵: ۲)۔

چونکہ تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے ۔ جس سے بھائیوں کی بے ریا محبت پیدا ہوئی ۔ اس لئے دل وجان سے آپس میں محبت رکھو (۱پطرس ۱: ۲۲)۔

ساگ پات کا کھانا اُس جگہ پر جہاں محبت ہے پلے ہوئے بیل سے جس کے ساتھ بدخواہی ہو بہتر ہے۔ (امثال ۱۵: ۱۷)۔

یوں توانجیل کی ہر تعلیم پر باشعور مخالف ودم بخود ہوجاتے ہیں۔ "باہمی محبت" کی تعلیم خصوصاً اُن کے منہ پر مہرسکوت لگادیتی ہے۔ اُس کا انکار کرتے اُنہیں بن نہیں آتا۔ اوربدترین مخالف بھی اپنی خاموشی سے اس کی عمدگی پر مہرلگاتا ہے۔ بے ریا انسانی محبت پر دنیا کے کسی اورمذہب نے اتنا زورنہیں دیا۔ لکھا ہے کہ " اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں ۔ اوراپنے بھائی سے عداوت رکھے توجھوٹا ہے"۔ محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کروکیونکہ ساری شریعت پر ایک ہی بات سے عمل ہوجاتا ہے۔ کہ تواپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ"۔ محبت کوایمان سے افضل قرار دیا ہے۔ اوراسی حقیقت کو ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر اقبال یوں ادا کرتا ہے:

خدا کے عاشق توہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا عاشق بنونگا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

محبت کی تعریف انجیل کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

محبت صابر ہے اورمہربان ۔ محبت حسد نہیں کرتی ۔ محبت شیخی نہیں مارتی اورپھولتی نہیں۔نازیبا کام نہیں کرتی ۔ اپنی بہتری نہیں چاہتی ۔ جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی ۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ سچائی سے خوش ہوتی ہے ۔ سب کچھ سہہ لیتی ہے۔ سب کچھ یقین کرتی ہے ۔ سب باتوں کی امید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ سب کچھ سہہ لیتی ہے ۔ سب کچھ یقین کرتی ہے ۔ سب باتوں کی امید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ محبت کو زوال نہیں، نبوتیں ہوں تو موقوف ہوجائیں گی ۔زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائے گا۔(۱کرنتھیوں ۱۳: ۴تا ۸)۔

دشمن سے محبت ودوستی

قرآن شریف

محمد اللہ کا رسول ہے اوروہ لوگ جواس کے ساتھ ہیں۔ کافروں پر بہت ہی سخت ہیں۔ اورآپس میں نرم دل (فتح آیت ۲۹)۔

اگرتم آپس میں دوستی نہ کروگے توملک میں اوربڑا فساد پھیل جائیگا(انفال آیت ۴۷)۔

آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ بزدل بن جاؤ گے۔ اورتمہاری ہوا جاتی رہیگی (انفاآیت)۔

مومنو تم یہود ونصاریٰ کودوست نہ بناؤ۔ وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اورتم میں سے جو کوئی اُن کا دوست ہوا توو ہ اُن میں ہوگیا(مائدہ آیت ۵۶)۔

مومنو اہل کتاب میں سے جو لوگ تمہارے دین کا ٹھٹھا اورکھیل بناتے ہیں۔ اُن کو اورکافروں کواپنا رفیق نہ بناؤ (مائدہ آیت ۶۲)۔

جولوگ تم سے دین پر نہیں لڑے اورنہ اُنھوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ۔ اُن سے (میل ملاپ رکھنے سے) خدا تمہیں منع نہیں کرتا۔۔۔اللہ توتم کوصرف اُن کی دوستی سے منع کرتا ہے۔ جودین پر تم سے لڑے۔ اورتمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اورتمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی اورجوکوئی ایسوں سے دوستی رکھیں وہی ظالم ہیں۔ (ممتحنہ آیت ۸ تا ۹)۔

بائبل مقدس

لیکن میں تم سننے والوں سے کہتاہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جوتم سے عداوت رکھیں اُن کا بھلا کروجوتم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو۔ جوتمہاری بے عزتی کریں اُن کے دعا مانگو(لوقا۶: ۲۷تا ۲۸)۔

اگرتم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھوتوتمہارا کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگاربھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور اگرتم اُنہیں کا بھلا کروجوتمہارا بھلا کریں توتمہاراکیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگاربھی ایسا ہی کرتے ہیں(لوقا ۶: ۳۲تا ۳۳)۔

تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اوربھلا کرواوربغیر ناامید ہوئے قرض دوتمہارا اجر بڑا ہوگا۔ اورتم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہروگے(لوقا ۶: ۳۵)۔

جہاں تک ہوسکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو(رومیوں ۱۲: ۱۸)۔

ہروقت نیکی کےدرپے ہو۔ آپس میں بھی اورسب سے (۱تھسلنیکیوں ۵: ۱۵)۔

تم سن چکے ہو کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اور اپنے دشمن سے عداوت ۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اوراپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے پروردگار کے جو آسمان پر ہے پیارے ٹھہروکیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اورنیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اوردیانتداراوربددیانت دونوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو توتمہارا لئے کیا اجر ہے؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟(متی ۵: ۴۳تا ۴۴)۔

منتقمو اورکینہ پرور۔ یہ مضمون بھی تمہارے پڑھنے کے لائق ہے۔ بتاؤ کس دماغ نے یہ خیال سوچا تھا۔ اورکس کتاب میں درج تھا کہ" اپنے دشمن سے محبت رکھو"۔ اخلاق کا اعلیٰ ترین مقام جہاں تک انسانی تصورپروازکرسکا یہی تھا کہ بدی کے عوض بدی نہ کرو۔ خاموش ہورہو۔ صبرکرو اورمعاملہ پر چھوڑدو۔ بس یہ منتہیٰ تھا شرافت کا۔ اخلاق کا اوردینداری کا۔ لیکن یہ سبق کس نے پڑھایاکہ" دشمنوں سے محبت رکھو۔ جوتم سے عداوت رکھیں اُن کا بھلا کرو۔ جوتم پر لعنت کریں اُن پر برکت چاہو۔ جوتمہاری بے عزتی کریں اُن کے لئے دعا مانگو"۔ یہ انسان کے دماغ کا نتیجہ نہیں ۔کیونکہ وہ یہاں عاجزآتا ہے۔ ہاں یہ اس کے منہ کے کلمات ہیں۔ جوانسانوں سے اعلیٰ اوربالا ہے۔ جس نے صلیب پر جانکنی اوردرد کی حالت میں بھی اپنے جانی دشمنوں کے حق میں یہ دعا کی " کہ اے خدا انہیں معاف کر۔ کیونہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں " جس نے اپنے گرفتارکرنے والے پربھی اپنی مسیحائی کا ہاتھ بڑھایا۔ اوراُس کے کٹے ہوئے کان کو اچھا کردیا۔ہاں جس کا دل محبت اورپیارکی لازوال دولت سے اس قدرمعمورتھاکہ اس میں عداوت اورکینہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیا اُس بانی وفا والفت کے اقوال کے سامنے قرآن کی آیتیں رکھ سکتے ہو۔ وہ آپس میں نرمی اور کافروں کے ساتھ سخت دلی" کی آیات۔ اورکسی مخالف کے ساتھ میل ملاپ رکھنے سے منع کرنے والے احکام خدارا کچھ توانصاف کرو۔ بھلا ان دونوں کا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے انجیل کی آیاتِ مقابل کوپھر پڑھو۔ اورداد دو۔ اوریادرکھو کہ " اگرتم خاموش رہوگے توپتھر چلا اٹھینگے"۔

انصاف

قرآن شریف

اورجب تم آدمیوں میں منصف بنو تو۔ انصاف سے فیصلہ کرو(نساء آیت ۱۱)۔

کسی قوم کی عداوت تمہیں اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے (مائدہ آیت ۱۱)۔

بائبل مقدس

تم ہرگز عدالت میں کسی کی طرفداری نہ کرو۔ تم چھوٹے کی ایسے سنو جیسے بڑے کی سنتے ہو۔ تم کسی انسان کے چہرے سے نہ ڈروکیونکہ عدالت جوہے خدا کی ہے (استشنا۱: ۱۷)۔

توعدالت میں مقدمہ مت بگاڑ۔ توطرفداری نہ کیجئو نہ رشوت لیجیو کہ رشوت دانشمندی کی آنکھ کو اندھا کردیتی ہے۔ اورصادق کی باتوں کوپھیرتی ہے(استشنا ۱۶: ۱۹تا ۲۰)۔

راستی اورانصاف کرنا خدا وند کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(امثال ۲۱: ۳)۔

قرآن شریف

سوتم بُودے نہ بنو۔ اورصلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اورتم ہی غالب رہوگے اورخدا تمہارے ساتھ ہے (محمد آیت ۳۷)۔

اگروہ صلح کی طرف جھکیں توتوبھی اُس کی طرف جھک (انفال آیت ۶۳)۔

بائبل مقدس

مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں ۔کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے (متی ۵: ۹)۔

پس اگرتوقربانگاہ پر اپنی نذرگذارنتا ہو اوروہاں تجھے یادآئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تووہیں قربانگاہ پر اپنی نذرچھوڑدے۔ اورجاکرپہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذرگذران (متی ۵: ۲۳تا ۲۴)۔

قرآن مجید میں جس قسم کی صلح جوئی کا حکم ہے وہ توظاہری ہے۔ سورہ انفال میں لکھاہے کہ اگرمخالف صلح پر جھکیں توتم بھی جھک جاؤ۔ لیکن سورہ محمد میں ہدایت ہے کہ زنہار" تم بُودے نہ بنو اورصلح کی طرف نہ بلاؤ" ۔ اب ان آیتوں کا کیا مقابلہ ہوسکتاہے۔ مسیح کی اس تعلیم کے ساتھ کہ" قربانگاہ پر اپنی نظر چھوڑدے۔ اورجاکرپہلے اپنے بھائی سے صلح کر۔ تب آکر اپنی نذرگذران" ۔

قرآن شریف

معافی کی خوپکڑ(اعراف آیت ۱۹۸)۔

چاہیے کہ معاف کریں اوردرگذریں (نورآیت ۳۲)۔

جس نے صبر کیا اوربخشدیا۔ توالبتہ یہ بات ہمت کے کاموں میں ہے (شوریٰ آیت ۴۶)۔

بہشت پرہیزگاروں کے لئے تیا رکی گئی ہے۔ ۔۔۔جو غصے کوضبط کرتے اورلوگوں کو معاف کرتے ہیں(آل عمران آیت ۱۲۸)۔

بائبل مقدس

اگرتم آدمیوں کے قصور معاف کروگے توتمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کرے گا۔ اوراگرتم آدمیوں کے قصورمعاف نہ کروگے ۔ توتمہارا باپ بھی تمہارے قصورمعاف نہ کریگا(متی ۶: ۱۴تا ۱۴)۔

اُس وقت پطرس نے پاس آکر اُس سے کہا۔ اے خداوند اگرمیرا بھائی میرا گناہ کرتارہے۔ تومیں کتنی دفعہ اُسے معاف کروں۔ کیا سات دفعہ تک۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ کے ستر گنے تک (متی ۱۸: ۲۱تا ۲۲)۔

ایک دوسرے پر مہربان اورنرم دل ہو اورجس طرح خدا نے مسیح میں تمہارے قصورمعاف کئے ہیں۔ تم بھی ایک دوسرے کے قصورمعاف کرو(افسیوں ۴: ۳۲)۔

یہاں بھی قرآن اورانجیل کا نقطہ نظر مختلف ہے۔ قرآن میں تویہ لکھاہے کہ" معافی کی خوپکڑ" مگردوسرے مقامات پر جنکا پہلے ذکرآچکاہے۔ بدلہ لینے کی رخصت دی گئی ہے دشمنوں اورمخالفوں کو پامال کرنے کاحکم ہے۔ اس لئے یوں تو کہہ دیا" چاہیے کہ معاف کریں اوردرگذرکریں" مگراسے فرض نہیں ٹھہرایا۔ لیکن مسیح نے دعائے ربانی میں یہ سیکھایا اورکس زورسے سکھایا کہ جب تم آدمیوں کے قصورمعاف نہ کروگے توکس منہ سے خدا کے پاس جاکر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکوگے پس تم بھی" ایک دوسرے کے قصورمعاف کرو" اورایک دفعہ نہیں دودفعہ نہیں۔ پانچ دفعہ نہیں۔ سات دفعہ نہیں بلکہ" سات دفعہ کے ستر گنے تک" ہاں اسی معافی کا کہیں قرآن میں بھی ذکر ہوتودکھائیے ۔ اُس نے توصرف یہی کہہ دیا" یہ ہمت کے کاموں میں ہے" اورہمت کی کمر توڑدی۔

شخصی زندگی

قرآن شریف

کھجور اورانگور کے پھلوں میں سے تم شراب اور تعذیب اچھا رزق نکالتے ہو۔ بیشک اہل عقل کے لئے اس میں نشانی ہے(نحل آیت ۶۹)۔

مسلمانو جب تم نشہ میں ہو تونماز کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو کہ کیا کہتے ہو(نساء آیت ۴۶)۔

قماربازی اورشراب کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے۔ اورلوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ اُن کے فائدوں سے زیادہ ہے(بقرہ آیت ۲۱۶)۔

مومنو سوائے اُسکے نہیں کہ شراب اورجوا اوربُت اورفال شیطان کے گندے کام ہیں۔ تم ان سے بچو شائد تمہارا بھلا ہو(مائدہ آیت ۹۲)۔

بائبل مقدس

شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔(۱کرنتھیوں ۶: ۱۰)۔

جب مے لال لال ہو اوراُس کا عکس جام پرپڑے۔ اورجب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھلائے تواُس پر نظر مت کر انجام کاروہ سانپ کی طرح کاٹتی ہے۔ اوربچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے(امثال ۲۳: ۳۱تا ۳۲)۔

مے مسخرہ بناتی ہے۔ اورمست کرنیوالی ہرایک چیز غضب آلودہ کرتی ہے۔ جواُن کا فریب کھاتا ہے وہ دانمشند نہیں ہے(امثال ۲۰: ۹)۔

حرامکاری اورمے دل کھول دیتی ہے(ہوسیع ۴: ۱۱)۔

شراب میں متوالے نہ بنو۔ کیونکہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے ۔ بلکہ روح سے معمورہوتے جاؤ۔ (افسیوں ۵: ۱۸)۔

خبرداررہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خماراورنشے بازی اورزندگی کے فکروں سے مست ہوجائیں۔ (لوقا ۲۱: ۳۴)۔

پلانا منع ہے:

اُس پر واویلا ہے جو اپنے ہمسائے کو مے پلاتا ہے ۔ اور اپنے مشکیزے سے انڈیل کو اُسے متوالا کرتا ہے (حبقوق ۲: ۱۵)۔

پینا منع ہے

اُن پر واویلا ہے جو صبح سویرے اٹھتے ہیں تاکہ نشہ بازی کے درپے ہوں۔ اورشام کو بھی اپنے تیئں مے سے سوزاں کرتے ہیں (یسعیاہ ۵: ۱۱)۔

رخصتِ استعمال

شراب اُس کو پلاؤ جو مرنے پر ہے ۔ اور مے اُن کو جو شکستہ دل ہیں (امثال ۳۱: ۶)۔

اپنے معدے اوراکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کر (۱۔تمتھیس ۵: ۲۳)۔

قادیاں کے کسی مفتی کی نسبت روایت ہے کہ آپ نے ولایت کے لوگوں سے کہاکہ اے عیسائیو تمہارے مذہب کے مطابق شراب بھی طیب اورحلال چیزوں میں سے ہے۔ تمہاری مذہبی کتب میں اس کے استعمال کی ممانعت نہیں خدا جانے ولایتیوں نے آپ کو جواب میں کیا کہا لیکن اگرمفتی صاحب مجھ سے پوچھیں تومیں اُنہیں دکھاؤں کہ شراب کورزقِ حسنہ توقرآن نے کہا اورآغازاسلام میں اس کا استعمال درحقیقت مثل دیگر حلال چیزوں کے سمجھا جاتا تھا بعد میں آیت اُتری کہ نماز کے اوقات میں شراب نہ پی جائے۔ حلال تویہ تب بھی رہی ۔ مگر خاص اوقات میں اس کا پینا منع کردیا۔پھرسورہ بقر میں لکھا ہے کہ شراب کے استعمال میں " فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ کے فائدوں سے زیادہ ہے"۔ اورآخر سورہ مائدہ میں اس کا قطعی امتناع کردیا۔ اورجب تک یہ آیت نہ اُتری شراب حلال تھی۔ پھر دفعتاً حرام ہوگئی اورانجیل کی پوچھو تو اس میں اس کے متعلق نہایت مفصل احکام ہیں۔دیکھئے کہ کس قدرتعذیب ہے ۔ لکھا ہے کہ " شرابی خداکی باشاہت کے وارث نہ ہونگے"۔ پھراگر اس کے استعمال سے روکا توحکیمانہ طور سے وجوہات بیان کیں۔کہ شراب" مسخرہ بناتی ہے" غضب آلود کرتی ہے"دل کوکھودیتی ہے" متوالا " بناتی ہے۔ "مست" کرتی ہے اوراس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے" پھر صرف شراب ہی سے نہیں۔ بلکہ"مست کرنے والی ہرایک چیز" سے روک دیا۔ پینے سے منع کیا۔ اورپلانے سے بازرکھا۔ ایسی تفصیل قرآن میں کہاں ہے۔

انجیل نے شراب کے امتناع کی فلاسفی بھی بیان کردی۔ جس کی نسبت قرآن بالکل خاموش ہے مگرہاں شراب کے استعمال کی خاص حالات میں اجازت بھی دی ہے۔ یہ نہیں کہ جس کے حلق سے ایک قطرہ بھی نیچے اُترا خواہ وہ کیسی مجبوری کی حالت میں کیوں نہ ہو۔ وہ شخص لائق تعزیر ٹھہرا۔ وجہ امتناع توخمار ہے نہ کہ وہ شے۔ پس خمار کی خاطر پینے سے توروک دیا۔ اورایسا روکاکہ کوئی اسکی نظیر لائے توجانیں۔ لیکن دوائی کے طورپر اس کااستعمال جائز رکھا۔ اورفرمایاکہ " شراب اُس کو پلاؤ جومرنے پر ہے اورمے اُن کو جوشکستہ دل ہیں" اورمعدہ کے اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذراسی مے" کا استعمال بھی جائیز رکھا۔ اوراسی اجازت سے ثابت کیاکہ شراب سے روکنا بلاحکمت نہیں۔ اس کے مہلک اوربُرے نتائج کے باعث منع کیا ہے لیکن بیماری کی حالت میں بطوردوا کے استعمال کرنے میں ہرج نہیں۔ اب کون دانشمند اس کے خلاف کچھ کہہ سکتا ہے۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حضورمسیح نے خود معجزانہ طورپر شراب بناکر پلائی۔ لیکن نہیں جانتے کہ وہ جو" معجزانہ" طورپر بنائی گئی اورمسیح نے بنائی وہ کیونکر یہ ممنوعہ شراب ہوسکتی ہے۔ جس سے نشہ ہوتا ہے سرگھومتا ہے۔ اور پینے والے خرافات بکتے ہیں۔ کیالفظ" معجزانہ" سے ان کی تسکین نہیں ہوتی کہ یہ بھٹی میں کشید کی ہوئی دینوی شراب نہ تھی۔ اوراس کے علاوہ کہیں پتہ نہیں چلتا کہ پینے والوں کوخمار ہوا۔ پھریہ کس قدرناجائز اورغلط اعتراض ہے جوکیا جاتا ہے۔

قرآن شریف

کسی شے کی بابت یوں نہ بول کہ میں کل یہ کرونگامگر" انشاء اللہ" کے ساتھ۔ اورجب تو" انشاء اللہ " کہنا بھول جائے۔ جب یادآئے تواُس وقت اپنے رب کو یادکر(کہف آیت ۲۳)۔

بائبل مقدس

تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فلاں شہر میں جاکر وہاں ایک برس ٹھہریں گے اورسوداگری کرکے نفع اٹھائیں گے ۔ اوریہ جانتے نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ ذرا سنو تو! تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے ؟ بخارات کا سا حال ہے۔ ابھی نظرآئے ۔ ابھی غائب ہوگئے

۔ یوں کہنے کی جگہ تمہیں یہ کہنا چاہیے کہ انشا اللہ ہم زندہ بھی رہیں گے اوریہ یا وہ کام بھی کریں گے ۔(یعقوب ۴: ۱۳تا ۱۵)۔

اس کے متعلق بھی دونوں آیتیں قابل غور ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ انجیل نے کوئی بھی بات اٹھا نہیں رکھی انجیل کی آیت پڑھئے اوردیکھئے کہ کس عمدگی سے یہ پاک تعلیم دی گئی ہے کہ قرآن چھ سوسال کے بعداگروہی الفاظ دہرادیتا ہے توبہتر تھا۔

تکبر

قرآن شریف

بیشك دوسرکشوں کوپسند نہیں کرتا (نحل آیت ۲۵)۔

خدا کسی اترانے والے اوربڑائی مارنے والے کودوست نہیں رکھتا (نساء آیت ۴۰)۔

زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔ نہ توزمین پھاڑسکتا ہے اورنہ پہاڑوں کی بلندی کوپہنچ سکتا ہے (بنی اسرائیل آیت ۲۹)۔

لوگوں کی طرف سے اپنا رخ نہ پھیراورزمین پر اتراکر نہ چل بے شك اللہ کسی اترانے والے شیخی بازکوپسند نہیں کرتا (لقمان آیت ۱۷)۔

بائبل مقدس

اس جہان کے دولتمندوں کوحکم دے کہ مغرور نہ ہوں (۱تیمتھیس ۶: ۱۷)۔

خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے۔ مگرفروتنوں کوتوفیق بخشتا ہے (یعقوب ۴: ۶)۔

وہ جوبلند نگاہ ہے اوروہ جس کے دل میں غرورسمایا ہے میں اس کی برداشت نہ کرونگا (زبور۲۱: ۵)۔

ہرایك جس کے دل میں غرور ہے۔ خداوند کونفرت ہے (امثال ۱۶: ۵)۔

دل کی خودپسندی گناہ ہے (امثال ۲۱: ۱)۔

غرورسے بہت بایں نہ کہو۔ اوربڑا بول تمہارے منہ سے نہ نکلے (۱سیموئیل ۲: ۳)۔

قرآن شریف

تم پیمانہ اورترازوپوری رکھو۔ اورلوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو (اعراف آیت ۸۳)۔

جب ناپوپیمانہ پورا بھرو۔ اورسیدھی ترازو میں تولو۔ یہ بہتر ہے اوراس کا انجام بہت عمدہ ہے (بنی اسرائیل آیت ۳۷)۔

کم دینے والوں کی خرابی ہے۔ وہ کہ جب لوگوں سے ناپ لیں توپورا بھریں اورجب اُنہیں ناپکر یا وزن کرکے دیں توگھٹادیں (تطفیف آیت ۱تا ۳)۔

بائبل مقدس

تواپنے تھیلے میں مختلف باٹ ایک بڑا ایک چھوٹا مت رکھیو۔ توایک پورا اور ٹھیک باٹ اورایک پورا اورٹھیک پیمانہ رکھیو۔ تاکہ اس زمین میں جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے۔ تیری عمردرازہو اس لئے کہ وہ سب جوایسے کام کرتے ہیں ۔ اوروہ سب جوناحق کرتے ہیں خداوند تیرا خدا کی نفرت کے باعث ہیں (استشنا ۲۵: ۱۳تا ۱۶)۔

مکر کی ترازو سے خداوند کو نفرت ہے۔ لیکن پورا بٹکھڑا اُس کی خوشی ہے (امثال ۱:۱۱)۔

جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا (متی ۷: ۲)۔

دینوی مال ودولت اورشان شوکت

قرآن شریف

جانو کہ تمہارے مال اوراولا دفتنہ ہیں (انفال آیت ۲۸)۔

جس نے مال جمع کیا اورگن گن کررکھا۔ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو روندنے والی میں پھینکا جائیگا۔ اورتوکیا سمجھا۔ کیا ہے روندنے والی اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے (ہمزہ آیت ۲تا ۶)۔

عورتوں اوراولاد اورسونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اورپالتو گھوڑوں اورچوپائیوں اورکھیتی کے مزوں کی محبت میں رجھائے گئے یہ دنیا کی زندگی کا سرمایہ ہے اوراچھا ٹھکانہ خدا کے پاس ہے (آل عمران آیت ۱۲)۔

مال اور بیٹے حیاتِ دنیا کی زینت ہے۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تیرے رب کے پاس ثواب میں اور امید میں بہتر اورخوب ہیں (سورہ کہف آیت ۴۳تا ۴۴)۔

دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے۔ اورڈرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر بہتر ہے۔ کیاتم نہیں سمجھتے اورحیات دنیا کی مثال تواُنہیں سنا۔ وہ پانی کی مانند ہے (انعام آیت ۳۲)۔

جوتمہارے پاس ہے جاتارہیگا۔ اورجواللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے (نحل آیت ۹۸)۔

مومنو اللہ سے ڈرو اورچاہیے کہ ہرنفس فکر کرے کہ کل کے لئے کیاآگے بھیجا ہے (حشرآیت ۱۸)۔

بائبل مقدس

ہربشر گھاس کی مانند ہے۔ اوراس کی ساری شان وشوکت گھاس کے پھول کی مانند ۔گھاس توسوکھ جاتی ہے ۔ اورپھول گرجاتا ہے (۱پطرس ۱: ۲۴)۔

اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اورجہاں چورنقب لگاتے اورچراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے اور نہ وہاں چورنقب لگاتے اورچراتے ہیں ۔ کیونکہ جہاں تمہارا مال ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا۔(متی ۶: ۱۹تا ۲۱)۔

کیونکہ نہ ہم دنیا میں کچھ لائے اورنہ کچھ اس میں سے لے جاسکتے ہیں۔ پس اگرہمارے پاس کھانے پہننے کو ہے تو اسی پر قناعت کریں۔لیکن جو دولت مند ہونا چاہتے ہیں وہ ایسی آزمائش اورپھندے اوربہت سی بے ہودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اورہلاکت کے دریا میں غرق کردیتی ہیں۔ کیونکہ زرکی دوستی ہر قسم کی برائی کی جڑ ہے جس کی آرزو میں بعض نے ایمان سے گمراہ ہوکر اپنے دلوں کو طرح طرح کے غموں سے چھلنی کرلیا۔(۱تیمتھیس ۶: ۷تا ۱۰)۔

کوئی آدمی دومالکوں کی خدمت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یاتو ایک سے عداوت رکھیگا۔ اوردوسرے سے محبت یاایک سے مل رہیگا۔ اوردوسرے کو ناچیز جانیگا۔ تم خدا اوردولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے (متی ۶: ۲۴)۔

عالمِ بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو۔ نہ زمین پر کی چیزوں کے ۔ کیونکہ تم مرگئے اورتمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں چھپی ہوئی ہے (کلسیوں ۳: ۲سے ۳)۔

اورسیدنا عیسی المسیح نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا میں تم سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا" آسما ن کی بادشاہی " میں داخل ہونامشکل ہے ۔ اورپھر تم سے کہتاہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔(متی ۱۹: ۲۳تا ۲۴)۔

وہ جو روپے پرعاشق ہے روپے سے آسودہ نہ ہوگا۔ اورجودولت چاہتاہے اسکے بھرنے سے سیر نہ ہوگا۔ یہ بھی بطلان ہے(واعظ ۵: ۱۰)۔

محنتی کی نیند میٹھی ہے۔ خواہ وہ تھوڑا کھائے خواہ بہت لیکن دولت کی فراوانی مالدارکوسونے نہیں دیتی (واعظ ۵: ۲۲)۔

جس طرح سے انسان اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اسی طرح جیساکہ آیا تھا پھر جائیگا اوراپنی کمائی میں سے کچھ ساتھ نہ رکھیگا جسے وہ اپنے ہاتھ میں لے جائے (واعظ ۵: ۱۵)۔

کوئی اکیلا ہے۔ اوراُس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں اُسکے نہ بیٹا نہ بھائی توبھی اُسکی ساری محنت کی انتہا نہیں اوراُس کی آنکھ دولت سے سیر نہیں ہوتی۔ وہ ہرگز نہیں کہتاکہ میں کس کے لئے محنت کرتا۔ اوراپنی جان کو عیش سے محروم رکھتاہوں۔ یہ بھی بطلان ہاں یہ سخت رنج ہے (واعظ ۴: ۸)۔

اے دولتمندوذرا سنوتو۔ تم اپنی مصیبتوں پر جوآنے والی ہیں رؤو اورواویلا کرو۔ تمہارا مال بگڑگیا۔ اورتمہاری پوشاک کوکیڑ کھاگیا۔ تمہارے سونے چاندی کو زنگ لگ گیا اور وہ زنگ تم پر گواہی دیگا۔ اورآگ کی طرح تمہارا گوشت کھائیگا تم نے اخیرزمانے میں خزانہ جمع کیا ہے(یعقوب ۵: ۱تا ۳)۔

قرآن شریف نے کیا خوبصورت اوردلا ویز پیرائے میں بیان کیاہے کہ یہ دنیا اوراس کا زرومال بے حقیقت ہے۔ حیاتِ دنیا حُباب ہے۔ اوراس کے لوازمات ایک سُراب ۔ سونے چاندی کے انباروبال ہیں اولا د فتنہ[1]۔

اب ان قرآنی صداقتوں کا انکار پرلے درجے کی کورباطنی ہے۔ لیکن اس مضمون پر بائبل کی کچھ تعلیم ایسی دل گداز۔ موثر چمکدار اورآنکھوں کوخیرہ کرنے والی ہے کہ قرآن اپنے سارے حُسن وخوبی کےباوجود بھی اس کا لگا نہیں کھاسکتا۔ دیکھئے کہ

---

[1] حیرت ہے کہ اسی فتنہ کو پیدا کرنے کیلئے مسلمان ایک چھوڑ چارچار بیویاں قیدِ نکاح میں لاتے ہیں

کس طرح دنیا کی بے ثباتی اوردولت کی ناپائداری دل پر نقش ہوجاتی ہے۔ اہل دول کی آزمائیشوں اورحُبِ دنیا کی خطرات سے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ امارت کا خمارکافوراورریاست کا نشہ ہرن ہوجاتا ہے۔ آئینہ میں اپنی اصل صورت نظر آتی ہے۔ جوانسان کے غرورکو توڑڈالتی ہے اوروہ چھاتی پیٹتا ہوا رہ جاتا ہے۔پھر اُسے قناعت کی قدراورغریبی کی شان معلوم ہوتی ہے۔

رنگ تیرا ہمیں مطبوع نہیں اے دنیا
تجھ میں ہم جی تورہے مگراکراہ کے ساتھ

قرآن شریف

اس مضمون پر خاموش ہے!

بائبل مقدس

اپنے دل کی بڑی سے بڑی خبرداری کرکہ زندگانی کے انجام اسی سے ہیں (امثال۴: ۲۳)۔

اورمیں تمہیں ایک نیا دل بخشونگا اورایک نئی روح تمہارے اندرڈالونگا اورتمہارے گوشت میں سے سنگین دل نکال ڈالونگا۔ اورگوشتین دل تمہیں عنایت کرونگا۔ (حزقی ایل ۳۶: ۲۶تا ۲۷)۔

اگرتم نہ پھرو اوربچوں کی مانند نہ بنو توآسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے(متی۱۸: ۳)۔

تواُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اورشیطان کے اختیارسے خدا کی طرف رجوع لائے (اعمال ۲۶: ۱۸)۔

وہ یہودی نہیں جوظاہر کا ہے اورنہ وہ ختنہ ہے جوظاہری اورجسمانی ہے بلکہ یہودی وہی ہے جوباطن میں ہے اورختنہ وہی ہے جودل کا اورروحانی ہے نہ کہ لفظی (رومیوں ۲: ۲۸تا ۲۹)۔

ہم جوگناہ کے اعتبار سے مرگئے کیونکر اُس میں آئندہ کی زندگی گزاریں بلکہ نئی زندگی کی راہ چلیں (رومیوں ۶: ۲)۔

گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اس کی خواہشوں کے تابع رہو(رومیوں ۶: ۱۲)۔

گناہ جس کی قید میں تھے اس کے اعتبار سے مرکر اب ہم شریعت سے ایسے چھوٹ گئے کہ روح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پرانے طور پر خدمت کرتے ہیں (رومیوں ۷:٦)۔

پرانا خمیر نکال کر اپنے آپ کو پاک کر لو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ۔ (۱کرنتھیوں ۵: ۷)۔

نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی۔ بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا (گلتیوں ٦: ۱۵)۔

کہ تم اپنے لگے چال چلن کی اس پرانی انسانیت کو اتارڈالو جو فریب کی شہوتوں کے سبب سے خراب ہوتی جاتی ہے۔ اور اپنی عقل کی روحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ۔ اورنئی انسانیت کو پہنو جو پروردگار کے مطابق سچائی کی نیکی اورپاکیزگی میں پیدا کی گئی ہے۔ (افسیوں ۴: ۲۲تا ۲۴)۔

تم نے پُرانی انسانیت کواس کے کاموں سمیت اتارڈالا۔ اورنئی انسانیت کو پہن لیا جومعرفت کے حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پرنئی بنتی جاتی ہے (کلسیوں ۳: ۹تا ۱۰)۔

ہرطرح کی بدخواہی اورسارے فریب اورریاکاری اورحسد اورہر طرح کی بدگوئی کودُور کرکے نوازدبچوں کی مانند روحانی دودھ کے مشتاق رہو (۱پطرس ۲: ۳)۔

انجیل نے وہ خاص بات جس پر سب سے زیادہ زوردیا ہے دل کی تبدیلی ہے۔ دل جو تمام افعال واعمال کا مصدر ہے۔ جب وہ ناپاک اورآلودہ ہو اُس سے بجز ناپاکی اورآلودگی کے کچھ صادر نہیں ہوسکتا۔ پس تہذیب باطن اوردل کے بدل جانے کی ضرورت ہے جس سے انسان ایک تبدیل شدہ انسان ہوجاتا ہے پُرانی چیزیں جاتی رہتی ہیں اوروہ ایک نیا مخلوق بن جاتا ہے۔ وہ دنیا اوردینوی خواہشات اورگناہ کے اعتبار سے مرجاتا ہے اوریوں مرکر روحانی اعتبار سے زندہ جاوید رہتا ہے۔

جی کے مرنے میں کیا ناز کی بات
مرکے جینا ہے امتیاز کی بات
چاہتی تھی زباں کرے توضیح
دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات

اسی نئی پیدائش اورنئی انسانیت اوردل کے بدلنے کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔

قرآن شریف کی متفرق تعلیمات

۱۔مومنو تم میں سے جوکوئی اپنے دین سے پھر جائیگا۔ توخدا ایسے لوگ لائیگا جنہیں وہ چاہیگا۔اوروہ اُس کوچاہینگے۔ وہ مسلمانوں پر نرم دل اورکافروں پرسخت ہونگے۔ خدا کی راہ میں جہاد کرینگے۔ اورکسی الزام دینے والے کے الزام سے نہ ڈرینگے (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اوراللہ کی کشائش والا جاننے والا ہے(سورہ مائدہ ع آیت ۵۹)۔

۲۔ وہی ہیں ایماندار کہ جب اللہ کا نام آئے اُن کے دل ڈرجائیں۔ اورجب ان کے سامنے اُس کی آیات پڑھی جائیں۔ اُن کا ایمان بڑھے اوروہ اپنے رب پربھروسہ رکھتے ہیں۔ جونمازپڑھتے ہیں اورہمارا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں (انفال ع۱آیت ۲)۔

۳۔ (جنت پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے)جوآسائش اورتنگی میں خرچ کرتے اورغصہ کوضبط کرتے اورلوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اوراللہ نیکوں سے محبت رکھتا ہے(آل عمران ع ۱۴آیت ۱۲۸)۔

۴۔ یہ لوگ توبہ کرنے والے عبادت گذار تعریف کرنے والے سفرکرنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیک باتوں کا حکم دینے والے اوربُری باتوں سے روکنے والے اورحدود الہٰی کے محافظ ہیں۔ توایسے ایمان داروں کوبشارت دے (توبہ ع ۱۴: آیت ۱۱۳)۔

۵۔اوررحمٰن کے بندے وہ ہیں جوزمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اورجب اُن سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام اورجواپنے رب کے سامنے سجدہ اورقیام میں رات کاٹتے ہیں۔ اوروہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے ہٹا۔ بیشک اُس کا عذاب ایک چٹی ہے۔ وہ بُری قرارگاہ اوربُرا مقام ہے۔ اوروہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تونہ بیجا اڑاتے اورنہ تنگی کرتے ہیں۔ اوراس کے درمیان معتدل گذران کرتے ہیں اوروہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اورکسی جان کو جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے ناحق نہیں مارتے اورزنا نہیں کرتے۔ اوروہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اورجب بیہودہ شخص یاکام) کے پاس سے گذرتے ہیں توبزرگانہ روش پر گذرجاتے ہیں اوروہ کہ جب اُن کواُنکے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی

ہے۔ تواُن پر بہرے اوراندھے ہوکر نہیں گرتے۔ اوروہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری عورتوں اورہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک بخش(کہ وہ نیکوکار ہوں) اورہمیں متقیوں کا پیشہ بنا(فرقان رکوع آیت ۶۴۔ ۶۸۔ ۷۲۔ ۷۴)۔

۶۔ یہ لوگ (بہشتی) اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ رات کوکم سوتے تھے۔ اورصبح کے وقتوں میں معافی مانگتے تھے اوراُن کے مالوں میں سائل اوربارے کا حق تھا ذاریات ع۱آیت ۱۶تا ۱۹)۔

۷۔ مگردہنی طرف والے کوکہ وہ باغوں میں ہیں۔ مجرموں سے پوچھتے ہیں کہ تمہیں کون چیزدوزخ میں لائی ۔ وہ کہینگے ہم نمازیوں میں نہ تھے۔ اورہم فقیر کوکھانہ نہ کھلاتے تھے اوربکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کرتے تھے۔ اورہم انصاف کے دن جھٹلاتے تھے۔(مدثرع آیت ۱۴تا ۷۴)۔

۸۔ اورباوجود احتیاج فقیراوریتیم اورقیدی کوکھانا کھلاتے ہیں(اور کہتے ہیں) ہم جوتمہیں کھلاتے ہیں۔ تومحض اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ۔ نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اورنہ شکرگزاری (دوہرع آیت ۸ تا۹)۔

۹۔ اوربخوفِ افلاس اولاد کو نہ مارو۔ تمہیں اورانہیں رزق ہم دیتے ہیں اوربے حیائی کے نزدیک نہ جاؤ۔ جوظاہر ہواُسکے بھی۔ اورجوچھپی ہواُسکے بھی(انعام آیت ۱۵۲)۔

۱۰۔ اوررشتہ دار کواُس کا حق دے اورمحتاج اورمسافر کوبھی اورفضول خرچ نہ ہو۔ بیشک فضول الخرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اورشیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے(بنی اسرائیل ع آیت ۲۸تا ۲۹)۔

۱۱۔ اورآپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ اورنہ اُسکو حکام تک پہنچاؤ کہ گناہ کے ساتھ آدمیوں کے مال میں سے کچھ کاٹ کاٹ کرکھاؤ۔ اورتم کو معلوم ہے(بقرہ آیت ۱۸۴)۔

۱۲۔ مومنو دین اسلام میں پورے طورپر داخل ہوجاؤ۔ اورشیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلادشمن ہے۔ پھراگرتم صاف حکم پانے کے بعدبھی ڈگمگاگئے توجانو اللہ زبردست حکمت والا ہے(بقرہ آیت ۲۰۴تا ۲۰۵)۔

۱۳۔ مومنو۔ تم مسلمان ہی مردہ اورتم سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو۔ اورآپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ (آل عمران آیت ۹۷تا ۹۸)۔

۱۴۔ مومنو۔ اللہ کی نشانیوں اورماہِ حرام اورقربانی اورگلے میں ہار پہنے ہوئے جانوروں کی اوربیت الحرم (یعنی کعبہ) کے آنے والوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ کہ وہ اپنے رب کے فضل اورخوشی کی تلاش میں ہیں۔ اورجب تم احرام سے نکلو توشکار کرو۔ اورلوگوں کی دشمنی بسبب اسکے اُنہوں نے تمہیں مسجد احرام سے روکا ۔تمہیں اس بات پرآمادہ نہ کرے کہ اُن پر زیادتی کرو۔ اورنیکی اورپرہیزگاری میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرواورگناہ زیادتی میں معاون نہ ہو اوراللہ سے ڈرو۔ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔(مائدہ ع آیت ۲ سے ۳)۔

۱۵۔ بُری بات کوپکارکر کہنا خداکو پسند نہیں۔ لیکن جس پرظلم ہو اوراللہ سنتا جانتا ہے۔ اوراگرتم بھلائی کوظاہرکرویاچھپا و یا کوئی بدی معاف کروتوخدا بھی بخشنے والا قدرت والا ہے(نساع آیت ۱۴۷)۔

۱۶۔ مومنو۔ اگرتمہارے باپ اوربھائی ایمان کی نسبت کفرکودوست رکھیں۔ توتم ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ اورجوتم میں سے ان کی رفاقت کریگا۔ وہی ظالم ہیں(توبہ ع آیت ۲۳)۔

۱۷۔ جب تم خدا کی آیتوں کی نسبت انکاریا ٹھٹھا سنو تواُن کے پاس نہ بیٹھو جب تک کہ وہ دوسری بات میں خوض نہ کریں۔ ورنہ تم بھی اُن کی مانند ہوگے(نساء آیت ۱۳۹)۔

۱۸۔ اورجب تواے محمد اُن لوگوں کودیکھے جوہماری آیتوں کوکریدتے ہیں۔ تواُن سے کیسو ہوجایا کریہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اوربات میں لگ جائیں(انعام آیت ۶۷)۔

۱۹۔ اورتم مسلمان اُن کے معبودوں کوجن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں ۔ بُرا نہ کہو کہ وہ بے سمجھے سرکشی سے اللہ کو برا کہینگے (انعام آیت ۱۰۸)۔

۲۰۔ اورافلاس کے خوف سے اپنی اولاد کوقتل نہ کرو۔ اُنہیں اورتمہیں رزق ہم دیتے ہیں۔ اُنکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے(بنی اسرائیل ع آیت ۳۳)۔

۲۱۔ اورجولوگ صبح شام اپنے رب کوپکارتے اسکی رضامندی چاہتے ہیں (یعنی فقرا مکہ)تواُن کے ساتھ ملارہ ۔ اورتیری آنکھیں اُن کی طرف سے پھر نہ جائیں۔ کیا توحیاتِ دنیا کی زینت ڈھونڈھتا ہے اوراس شخص کا مطیع نہ ہو جس کے دل پر

ہم اپنی یادگار کی طرف سے پردہ ڈالدیا ہے۔ اوروہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اوراُس کا کام حد سے نکلا ہوا ہے (کہف آیت ۲۷)۔

۲۲۔ تو کہہ میرے رب نے سب بدکام ظاہر اورپوشیدہ اورگناہ اورناحق بغاوت حرام کی ہے۔ (اعراف آیت ۳۱)۔

۲۳۔ بیٹے نمازپڑھاکر اوربھلائی کا حکم دے اوربُرائی سے منع کر اورجوتجھ پر پڑے اُس پر صبر کربیشک یہ ہمت کے کام ہیں (لقمان آیت ۱۶)۔

۲۴۔ درمیانہ چال چل اوراپنی آواز نیچی رکھ۔ بیشک تمام آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے (لقمان آیت ۱۸)۔

۲۵۔ یتیموں کواُن کے مال دیدو۔ اورپاک سے ناپاک کونہ بدلواوراُنکے مال اپنے میں ملاکر نہ کھاؤ۔ (نساء آیت ۲)۔

۲۶۔ یتیموں کوآزماؤ۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کی حد کوپہنچیں۔ اگرتم اُن میں ہوشیاری پاؤ۔ تواُنکے مال اُن کودیدو۔ اوراس خوف سے کہ کہیں وہ بڑے نہ ہوجائیں۔ ان (مالوں)کوزیادتی اورجلدی سے نہ کھاؤ۔ (نساء آیت ۵)۔

۲۷۔ مومنو سوائے اپنے گھروں کے اورلوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت لئے۔ اورگھر والوں کوسلام کئے داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ شاید تم نصیحت پکڑو۔ پھراگرتم اُس گھر میں کوئی آدمی نہ پاؤ۔ توجب تک تمہیں اجازت نہ ملے۔ اُس کے اندر داخل نہ ہو۔ اورجوتمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ۔ تو واپس چلے جایا کرو۔ اس میں تمہارے لئے خوب ستھرائی ہے اورجوتم کرتے ہو اللہ جانتا ہے جوتم ظاہر کرتے ہو اور جوچھپاتے ہو(نورآیت ۲۷تا ۲۹)۔

۲۸۔ مومنو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو ۔ توتم جگہ کشادہ کردیاکرو۔ کہ اللہ تمہیں کشادگی دیگا اورجب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوتو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ (مجادلہ آیت ۱۲)۔

۲۹۔ مومنو جب تم رسول کے کان میں بات کہنا چاہوتوکان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات آگے رکھ لیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر اورزیادہ صفائی کا موجب ہے (مجادلہ آیت ۱۳)۔

۳۰۔ مومنو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ مگریہ کہ تمہیں کھانیکے لئے اجازت دیجائے ۔کھاناپکنے کی راہ نہ دیکھا کرو۔

لیکن جب تم بلائے جاؤ۔ تب آؤ۔ پھرجب کھاچکوتوچل دواورباتیں سننے کے لئے جی لگاکرنہ بیٹھو(اخراب آیت ۵۳)۔

۳۱۔ بے جانہ اڑاؤ۔ کہ وہ (خدا) مسرفوں کوپسند نہیں کرتا(انعام آیت ۱۴۲)۔

۳۲۔ مومنو چاہیے کہ تمہارے ہاتھ کے مال (باندی غلام) اورتمہارے نابالغ لڑکے تین وقت تم سے اجازت لیکر گھر میں آیا کریں۔نماز فجر سے پہلے اورجب تم دوپہر کواپنے کپڑے اُتارتے ہو۔ اوربعد نمازعشا۔یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں۔ بعد ان وقتوں کے اُن پر اورتم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ایک دوسرے کے پاس ہیراپھیری رکھتے ہو(نورآیت ۵۷)۔

۳۳۔ جواللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اوراُن کے لئے جواپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بہتراورپائیدارہے اوراُن کے لئے جوکبیرہ گناہ اوربے حیائی کےکاموں سے بچتے ہیں اورجب اُنہیں غصہ آتاہے تووہ معاف کردیتے ہیں اوراُن کے لئے جنہوں نے اپنے رب کا فرمان مان لیا اورنماز پڑھی اوراُن کا کام اُن کے درمیان مشورے سے ہوتاہے۔ اورجوہم نے دیااُس میں سے خرچ کرتے ہیں اوراُن کے لئے جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے۔ تووہ بدلا لیتے ہیں (شوریٰ آیت ۳۴۔ ۳۶)۔

انجیل شریف کی متفرق تعلیمات

۱۔ اوراُن میں یہ تکرار بھی ہوئی کہ ہم میں سے کون بڑا سمجھا جاتا ہے؟ اُس نے اُن سے کہا کہ غیرقوموں کے بادشاہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں۔ اورجواُن پراختیار رکھتے ہیں۔ خداوندِ نعمت کہلاتے ہیں۔ مگرتم ایسے نہ ہوتا۔ بلکہ جوتم میں بڑا ہے۔ وہ چھوٹے کی مانند۔ اورجوسردار ہے؟ خدمت کرنے والے کی مانند ہے(لوقا ۲۲: ۲۴تا ۲۶)۔

۲۔ جب کوئی تمہیں شادی کی ضیافت پر بلائے تو مہمان خصوصی کی جگہ پر نہ بیٹھو۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی تم سے بھی زیادہ معززشخص بلایا گیا ہو۔اورتم دونوں کو بلانے والا وہاں آکرتم سے کہے کہ یہ جگہ اس کے لئے ہے توتمہیں شرمندہ ہوکراٹھنا پڑے گا اورسب سے پیچھے بیٹھنا پڑے گا۔ بلکہ جب بھی تم کسی دعوت پر بلائے جائے تو کسی پچھلی جگہ بیٹھ جاؤ تاکہ جب تمہارا میزبان وہاں آئے تو تمہیں سے کہے : دوست ! سامنے جاکر بیٹھ جاؤ، تب سارے مہمانوں کے سامنے تمہاری کتنی عزت ہوگی۔کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اورجو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔

پھرآپ نے اپنے میزبان سے ارشاد فرمایا: جب تم دوپہر کا یا رات کا کھانا پکواؤ تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا امیر امیر پڑوسیوں کو نہ بلانا کیونکہ وہ بھی تمہیں بلاکر تمہارا احسان چکا سکتے ہیں۔بلکہ جب تم ضیافت کروتو غریبوں، ٹنڈوں، لنگڑوں اور اندھوں کو بلاؤ۔اورتم برکت پاؤگے۔ کیونکہ ان کے پاس کچھ نہیں جس سے وہ تمہارا احسان چکاسکیں ۔ تمہیں اس احسان کا بدلہ متقی اورپرہیزگاروں کی قیامت کے دن ملے گا۔(لوقا ۱۴: ۸ تا ۱۴)۔

۳۔ جوکچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ ویسا ہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو(متی ۱۸: ۱۵تا ۱۷)۔

۴۔ اگر تمہارا بھائی تمہارا گناہ کرے تو جاؤ اورخلوت میں بات چیت کرکے اسے سمجھاؤ۔ اگر وہ تمہاری سنے تو تم نے اپنا بھائی کو پالیا۔ اوراگر نہ سنے توایک دوآدمیوں کو اپنے ساتھ لے جاؤتا کہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہوجائے۔اگر وہ ان کی سننے سے بھی انکارکرے تو جماعت سے

کہہ اوراگر جماعت کی سننے سے بھی انکارکرے توتم اسے مشرکین اورمحصول لینے والوں کے برابر جانو۔ (متی ۱۸: ۱۵تا ۱۷)۔

۵۔ کیونکہ جو درخت اچھا ہوتا ہے وہ برا پھل نہیں لاتا اور نہ ہی برا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ کانٹوں والی جھاڑیوں سے نہ تو لوگ انجیر توڑتے ہیں نہ جھڑ بیری سے انگور اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانہ سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اوربراآدمی برے خزانہ سے بری چیزیں باہر لاتا ہے کیونکہ جودل میں بھرا میں ہوتا ہے وہی اس کے منہ پرآتا ہے۔ (لوقا ۶: ۴۳تا ۴۵)۔

۶۔ پس اپنے ان اعضا کو مردہ کروجو زمین پر ہیں یعنی حرام کاری اورناپاکی اورشہوت اور بُری خواہش اور لالچ کو جو بُت پرستی کے برابر ہے۔ کہ ان ہی کے سبب سے پروردگار کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر نازل ہوتا ہے ۔ اورتم بھی جس وقت ان باتوں میں زندگی گذارتے تھے اس وقت ان ہی پر چلتے تھے۔ لیکن اب تم بھی ان سب کو یعنی غصہ اورقہراوربد خواہی اوربد گوئی اورمنہ سے گالی بکنا چھوڑدو۔ ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اس کے کاموں سمیت اتارڈالا۔ اورنئی انسانیت کو پہن لیا ہے جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے۔ وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی ، نہ ختنہ نہ نا مختونی ، نہ وحشی نہ سکوتی ، نہ غلام نہ آزاد ، صرف سیدنا مسیح سب کچھ اورسب میں ہیں۔

پس پروردگار کے پیاروں کی طرح جو پاک اور عزیز ہیں دردمندی اورمہربانی اورعاجزی اورحلم اورتحمل کا لباس پہنو۔ اگرکسی کو دوسرے کی شکایت ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اورایک دوسرے کے قصور معاف کرے ۔ جیسے پروردگار نے تمہارے قصورمعاف کئے ویسے ہی تم بھی کرو۔ اوران سب کے اوپر محبت کو جو کمال کا پٹکا ہے باندھ لو(کلسیوں ۳: ۵تا ۱۴)۔

۷۔ پروردگار میں ہر وقت خوش رہو۔ پھر کہتا ہوں کہ خوش رہو۔ تمہاری نرم مزاجی سب آدمیوں پر ظاہر ہو۔ مولا قریب ہیں۔ کسی بات کی فکرنہ کرو بلکہ ہرایک بات میں تمہاری درخواستیں دعااور منت کے وسیلہ سے شکرگزاری کے ساتھ پروردگار کےسامنے پیش کی جائیں۔تو پروردگار کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے تمہارے دلوں اورخیالوں کو سیدنا مسیح میں محفوظ رکھیں گے ۔

غرض اے دینی بھائیو! جتنی باتیں سچ ہیں اورجتنی باتیں شرافت کی ہیں اورجتنی باتیں واجب ہیں اورجتنی باتیں پاک ہیں اورجتنی باتیں پسندیدہ ہیں اورجتنی باتیں دلکش ہیں غرض جو نیکی اورتعریف کی باتیں ہیں ان پر غورکیا کرو۔ جو باتیں تم نے مجھ سے سیکھیں اورحاصل کیں اورسنیں اورمجھ میں دیکھیں ان پر عمل کیا کروتو پروردگارجو اطمینان کے چشمہ ہیں تمہارے ساتھ رہیں گے۔(فلپیوں ۴باب ۴تا ۹آیت)۔

۸۔ دراصل تم میں بڑا نقص یہ ہے کہ آپس میں مقدمہ بازی کرتے ہو۔ ظلم اٹھانا کیوں نہیں بہتر جانتے؟ اپنا نقصان کیوں نہیں قبول کرتے؟ بلکہ تم ہی ظلم کرتے اورنقصان پہنچاتے ہو۔ اوروہ بھی بھائیوں کو(۱کرنتھیوں ۶باب ۷تا ۸)۔

۹۔ اب جسم کے کام تو ظاہرہیں یعنی حرام کاری ، ناپاکی، شہوت پرستی ، بت پرستی ، جادوگری،عدواتیں ، جھگڑا، حسد ، غصہ، تفرقے ، جدائیاں ، بدعتیں۔ بغض، نشہ بازی، ناچ رنگ، اور ،اوران کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں جیساکہ پیشتر جتاچکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے، پروردگارِ عالم کی بادشاہی میں وارث نہ ہوں گے۔(گلتیوں ۵باب ۱۹تا ۲۱)۔

۱۰۔ یک دل رہو۔ یکساں محبت رکھو۔ ایک جان ہو۔ ایک ہی خیال رکھو۔ تفرقے اوربے جا فخر کے باعث کچھ نہ کروبلکہ عاجزی سے ایک دوسرے کوا پنے سے بہتر سمجھو۔ ہرایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہرایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھو۔(فلپیوں ۲باب ۳تا ۵)۔

۱۱۔ کوئی گندی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے بلکہ وہی جو ضرورت کے موافق ترقی کے لئے اچھی ہوتاکہ اس سے سننے والوں پر مہربانی ہو۔ اورپروردگار کے پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر رہائی کے دن کے لئے مہر ہوئی ۔ ہرطرح کی تلخ مزاجی اور قہر اور غصہ اور شوروغل اور بد گوئی ہر قسم کی بدخواہی سمیت تم سے دور کی جائیں۔(افسیوں ۴باب ۲۹تا ۳۱)۔

۱۲۔ کہ جس بلاوے سے تم بلائے گئے تھے اس کے لائق چلو۔ یعنی کمالِ عاجزی اورحلم کے ساتھ تحمل کرکے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو۔ اوراسی کوشش میں رہو کہ روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے ۔(افسیوں ۴باب ۱تا ۴)۔

۱۳۔ پس غور سے دیکھو کہ کس طرح چلتے ہو۔ نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند چلو۔ اوروقت کو غنیمت جانو کیونکہ دن بُرے ہیں۔ اس سبب سے نادان نہ بنوبلکہ پروردگار کی مرضی کو سمجھو کہ کیا ہے۔ (افسیوں ۵ باب ۱۵تا ۱۸)۔

۱۴۔ تھاکہ حرام کاروں سے صحبت نہ رکھنا۔ یہ تو نہیں کہ بالکل دنیا کے حرام کاروں یا لالچیوں یا ظالموں یا بتُ پرستوں سے ملنا ہی نہیں کیونکہ اس صورت میں تو تم کو دنیا ہی سے نکل جانا پڑتا۔ لیکن میں نے تم کو درحقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کاریالالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اس صحبت نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔ (۱کرنتھیوں ۵ باب ۹تا ۱۲)۔

۱۵۔ رات بہت گذرگئی اوردن نکلنے والا ہے۔ پس ہم تاریکی کے کاموں کو ترک کرکے روشنی کے ہتھیارباندھ لیں۔ جیسا دن کو دستور ہے شائیستگی سے چلیں نہ ناچ رنگ اور نشہ بازی ، نہ زناکاری اورشہوت پرستی سے اورنہ جھگڑے اورحسد سے ۔ بلکہ آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کو پہن لو اورجسم کی خواہشوں کے لئے تدبیر نہ کرو۔ (رومیوں ۱۳باب ۱۲تا ۱۴)۔

۱۶۔ کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے اگرکوئی تم میں سے اپنے آپ کو اس جہان میں حکیم سمجھے۔ توبیوقوف بنے تاکہ حکیم ہوجائے۔ کیونکہ دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے (۱کرنتھیوں ۳باب ۱۸تا ۱۹)۔

۱۷۔ اورجب وہ آقا ومولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی پہچان کے وسیلہ سے دنیا کی آلودگی سے چھوٹ کرپھران میں پھنسے اوران سے مغلوب ہوئے توان کا پچھلا حال پہلے سے بھی بد ترہوا۔ کیونکہ سچائی کی راہ کا نہ جانا ان کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اسے جان کر اس پاک حکم سے پھر جاتے جوانہیں سونپا گیا تھا۔ ان پر یہ سچی مثل صادق آتی ہے کہ کتاُ اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہلائی ہوئی سورنی دلدل میں لوٹنے کی طرف۔ (۲پطرس ۲باب ۲۰ تا ۲۲)۔

۱۸۔ کہ جو تم میں محنت کرتے اورمولا میں تمہارے پیشواہیں اورتم کو نصیحت کرتے ہیں انہیں مانو۔ اوران کے کام کے سبب سے محبت کے ساتھ ان کی بڑی عزت کرو۔ آپس میں میل ملاپ رکھو۔ اوراے دینی بھائیو! ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ۔ کم ہمتوں کو دلا سا

دو۔ کمزوروں کو سنبھالو ۔ سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ۔ (۱تھسلنیکیوں ۵باب ۱۳تا ۱۴)۔

۱۹۔تاکہ آئندہ کواپنی باقی جسمانی زندگی آدمیوں کی خواہشوں کے مطابق نہ گذارو بلکہ پروردگار کی مرضی کے مطابق۔ اس واسطے کہ مشرکین کی مرضی کے موافق کام کرنے اور شہوت پرستی ۔ بُری خواہشوں، مے خواری، ناچ رنگ ، نشہ بازی اورمکرو بُت پرستی میں جس قد رہم نے پہلے وقت گذارا وہی بہت ہے (۱پطرس ۴باب ۳آیت)۔

۲۰۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اخیر زمانہ میں بُرے دن آئیں گے۔ کیونکہ آدمی خود غرض ۔ زردوست، شیخی باز، مغرور، بدگو، ماں باپ کے نا فرمان ، ناشکر ، ناپاک ، طبعی محبت سے خالی، سنگ دل، تہمت لگانے والے۔ بے ضبط ، تند مزاج ، نیکی کے دشمن، دغا باز ، ڈھیٹھ، گھمنڈکرنے والے ۔ پروردگار کی نسبت عیش وعشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے ۔ وہ دین داری کی وضع تو رکھیں گے مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے ایسوں سے بھی کنارہ کرنا۔ (۲تیمتھیس ۳باب ۱تا ۶)۔

۲۱۔ پس ہر طرح کی بدخواہی اورسارے فریب اورریاکاری اورحسد اورہر طرح کی بد گوئی کودُورکرکے نوزا بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو۔ تاکہ اُسکے ذریعے سے نجات حاصل کرنیکے لئے بڑھتے جاؤ۔ (۱پطرس ۲باب ۲تا ۳)۔

۲۲۔ غرض سب کے سب یکدل اورہمدرد رہو۔ برادرانہ محبت رکھو۔ نرم دل اورفروتن بنو۔ بدی کے عوض بدی نہ کرو۔ اورگالی کے بدلے گالی نہ دو۔ بلکہ اس کے برعکس برکت چاہو۔ کیونکہ تم برکت کے وارث ہونے کے لئے بلائے گئے ہو(۱پطرس ۳باب ۸ تا۹)۔

۲۳۔ کسی بڑے عمر رسیدہ کو ملامت نہ کرو بلکہ باپ جان کر نصیحت کرو۔ اورجوانوں کو بھائی جان کر اوربڑی عمر والی عورتوں کو ماں جان کر اورجوان عورتوں کو کمال پاکیزگی سے بہن جان کر۔ ان بیواؤں کی جو واقعی بیوہ ہیں عزت کرو۔ اوراگرکسی بیوہ کے بیٹے یا پوتے ہوں تو وہ پہلے اپنے ہی گھرانے کےساتھ دین داری کا برتاؤ کرنا اورماں باپ کا حق ادا کرنا سیکھیں کیونکہ یہ پروردگار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ جو واقعی بیوہ ہے اوراس کا کوئی نہیں وہ پروردگار پر امید رکھتی ہے اوررات دن مناجات اور

دعاؤں میں مشغول رہتی ہے۔ مگر جو عیش وعشرت میں پڑگئی ہے وہ جیتے جی مرگئی ہے ۔ ان باتوں کا بھی حکم کروتاکہ وہ بے الزام رہیں۔ اگر کوئی اپنوں اورخاص کر اپنے گھرانے کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اوربے ایمان سے بدتر ہے۔(۱تیمتھیس ۵باب ۱تا ۹)۔

۲۴۔ جس طرح تم نے اپنے اعضا بدکاری کرنیکے لئے ناپاکی اوربدکاری کی غلامی کے حوالے کئے تھے اسی طرح اب اپنے اعضا پاک ہونیکے لئے راستبازی کی غلامی کے حوالے کردو۔(رومیوں ۶باب ۱۹تا ۲۰)۔

۲۵۔ پس اگر تم یہودی کہلاتے اورشریعت پرتکیہ اور پروردگار پر فخر کرتے ہو۔اوراس کی رضا جانتے اور شریعت کی تعلیم پاکر عمدہ باتیں پسند کرتے ہو۔اوراگر تم کو اس بات پر بھی بھروسہ ہے کہ میں اندھوں کا رہنما اور اندھیرے میں پڑے ہوؤں کے لئے روشنی ۔اورنادانوں کا تربیت کرنے والا اوربچوں کا استاد ہوں اورعلم اورحق کا جونمونہ شریعت میں ہے وہ میرے پاس ہے۔پس تم جو اوروں کوسکھاتے ہو اپنے آپ کوکیوں نہیں سکھاتے ؟تم جو وعظ کرتے ہو کہ چوری نہ کرنا آپ خود کیوں چوری کرتے ہو؟تم جو کہتے ہو کہ زنا نہ کرنا آپ خود کیوں زنا کرتے ہو؟تم جو بتوں سے نفرت رکھتے ہوآپ خود کیوں مندروں کو لوٹتے ہو؟تم جو شریعت پر فخر کرتے ہو شریعت کے عدول سے پروردگار کی کیوں بے عزتی کرتے ہو؟(رومیوں ۲باب ۱۷ تا ۲۳)۔

۲۶۔ پس ہم کیا کہیں ؟ کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو۔ ہرگزنہیں ۔ ہم جوگناہ کے اعتبار سے مرگئے۔ کیونکر اس میں آئندہ کوزندگی گذاریں(رومیوں ۶باب ۱تا ۲)۔

۲۷۔ پس گناہ تیرے فانی جسم میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اس کی خواہشوں کے تابع رہو۔ اوراپنے اعضا ناراسی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کیا کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو مرُدوں میں سے زندہ جان کر خدا کے حوالے کرو۔ اوراپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونیکے لئے خدا کے حوالے کرو(رومیوں ۶باب ۱۲تا ۱۳)۔

۲۸۔ اگر خدمت ملی ہو تو خدمت میں لگا رہے۔ اگر معلم ہو تو تعلیم دینے میں مشغول رہے۔ اگر ناصح ہو تو نصیحت کرتا رہے۔اگر کسی کو حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی

نعمت ملی ہے تو وہ فیاضی سے کام لے ۔ پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرتا رہے ،رحم کرنے والا خوشی سے رحم کرے محبت بے ریا ہو،بدی سے نفرت رکھو،نیکی سے لپٹے رہو،برادرانہ محبت سے ایک دوسرے کوپیار کرو،عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔کوشش کرنے میں سستی نہ کرو۔روحانی جوش سے بھرے رہو۔پروردگار کی اطاعت کرتے رہو۔امید میں خوش ،تکلیف میں صابر اور دعا کرنے میں مشغول رہو۔مومنین کی حاجات رفع کرو،مسافرپروری میں لگے رہو۔

اپنے ستانے والوں کے واسطے برکت چاہو برکت چاہو ،لعنت نہ کرو۔خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی مناؤ ،رونے والوں کےساتھ روؤ۔آپس میں یکدل رہو،بڑے بڑے خیال نہ باندھوبلکہ ادنیٰ لوگوں کے ہم خیال رہو۔اپنی نگاہ میں عقلمند نہ بنو۔(رومیوں ۱۲باب ۷تا ۱۷)۔

۲۹۔ مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے ۔

مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے ۔

مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے ۔

مبارک ہیں وہ جو نیکی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے ۔

۳۰۔مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔

مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ اللہ وتبارک تعالیٰ کو دیکھیں گے ۔

مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ پروردگار کے پیارے کہلائیں گے ۔

مبارک ہیں وہ جو نیکی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ " آسمان کی بادشاہی " ان ہی کی ہے جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہرطرح کی بری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہوگے ۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اس لئے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔

تم زمین کے نمک ہو لیکن اگر نمک مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا ؟ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اس کے کہ

باہر پھینکا جائے اورآدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے ۔ تم دنیا کے نورہو۔ جو شہر پہاڑ پربسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اور چراغ جلاکر پیمانے کے نیچے نہیں بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہیں تو اس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے پروردگار کی جو آسمان پر تمجید کریں۔(متی ۵باب ۳تا۱۶)۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معززناظرین کی تفکروتدبر اورغوروخوض کرنے والی طبائع پرمنکشف ہوگیا ہوگا کہ قرآن شریف اعلیٰ اورادنیٰ ۔اچھے اوربُرے ہرقسم کے احکام کا مجموعہ ہے۔ اس کی صداقتوں کا سراسر انکارکس سے بن آتا ہے۔ اس میں خدا کی توحید، حقوق اللہ ۔حقوق العباد اخوت باہمی موانست ۔ حُریت ومساوات ۔ تقویٰ بے ریائی اوراخلاق کے بیشمار موتی بکھرے پڑے ہیں اوریہ کتاب بہت حد تک حکمت سے لبریز اوردانائی سے معمور ہے۔ لیکن اوراق ماسبق میں جو قرآن اوربائبل کی تعلیمات کا باہم موازنہ کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بائبل روحانیت کا وہ بجرنا پیدا کنار ہے۔ قرآن میں جس کا ایک سوتا ہے وہ ایک آفتاب صداقت ہے۔ اورقرآن کی (   ) وہی ایک میٹھا چشمہ ہے۔ جس کا خوشگوار اورجان بخش پانی ہم قرآن کے گھاٹ سے بھی پیتے ہیں۔ لیکن قرآن میں بعض ایسی تعلیمات بھی ہیں جواخلاق سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہیں ۔ کچھ ایسی باتیں

بھی ہیں جنہیں صالح فطرت اورصحیح انسانی طبیعت برداشت نہیں کرسکتی۔ کہیں توایسے میٹھے اورپیارے بیانات ہیں کہ گویا شہد کے گھونٹ ہیں مگرکہیں حنظل کاست بھی ہے جوحلق کوکڑوا اوربدمزہ کردیتاہے کہیں عرفان الہٰی کی تجلیاں ہیں۔ اورکہیں حُوروغلمان سے چھیزچھاڑ۔

ناظرین قرآن میں آپ نے اُن صداقتوں کودیکھا جوانجیل وتورات میں مذکورومسطورہیں جہاں وہ بدرجہا زیادہ خوبصورتی اورعمدگی سے بیان ہوچکی ہیں اورحق تویہ ہے کہ کوئی حقیقتاً پاکیزہ اوراعلیٰ اخلاقی تعلیم قرآن شریف سے پیش نہیں کی جاسکتی جوبائبل میں درج نہ ہو۔ اورمیں تمام اسلامی دنیا کو چیلنج دیتاہوں کہ کوئی خوبصورت اورعمدہ تعلیم قرآن سے ایسی نکال کر پیش کریں جو پچھلے صحائف میں مذکورنہ ہو۔ اورمیرے دعوےٰ کوباطل ٹھہرائیں۔ فان لمہ تفعلو اولن تفعلوا ذاتقوالنارالتی وقود دھالناس والحجارتہ۔

پس ضرورت ہے کہ اُس زندگی کے پانی کے حقیقی چشمہ پرجاکراس میٹھے پانی کو چکھا جائے۔ کیونکہ یہ توظاہر ہے کہ پانی جب چشمے سے نکلتاہے تواُس کا ذائقہ اورتازگی اورہوتی ہے لیکن جب وہی پانی بہتا ہوا کھیتوں اورمیدانوں اورچٹانوں پر سے گذرتا ہوا اوردُورنکل جاتاہے تو اُسکا نہ وہ مزہ رہتاہے اورنہ وہ تازگی۔ بلکہ بہت سے خس وخاشاك اورگندگیاں اُس میں مل جاتی ہیں پس آؤ اوراس اصلی چشمہ سے آب حیات پیو۔ اورزندگی پاؤ۔ اوروہ چشمہ بائبل مقدس ہے۔ دوستوجب وہ تمام صداقتیں بائبل میں ایك جاموجود ہیں۔ جن میں سے چند قرآن نے پیش کیں اورانہیں چند نے انہیں وہ شان دیدی کہ رہتی دنیاکت اُس کا نام رہیگا۔ توان صداقتوں کے سارے خزانے پر قبضہ کرلو۔ تمہارے گھرمیں گنگا بہہ رہی ہے ۔ افسوس ہے کہ اورلوگ اس سے پیاس بجھائیں اورکھیتیاں سیراب ہوں مگرتم خود تشنہ کام رہو۔ وہ جیسے قرآن ہدایت اورنوکر کہہ رہاہے اُس کی طرف توجہ کرو۔ میں کون ہوں کہ تم میری التفا ت کرو۔ مگر قرآن کی سنو اوردیکھو کہ وہ ایك قطب نما ہے۔ پس جس سمت اس کی سوئی کا رخ دیکھو اُدھرہولو۔ قرآن کی جداگانہ حیثیت کچھ نہیں ۔ وہ تو وکیل اورشاہد ہے پچھلی صداقتوں کا ۔ کانوں سے روئی نکال پھینکو اوراس کی پکار کوسنو۔ دھندلی روشنی میں کیو ں چلتے ہو۔ حجروں سے باہر نکلو کہ دن چڑھا اورآفتاب نکلا ہواہے۔ تاریك

رات میں مشعل بھی غنیمت ہے۔ مگر دیکھو کہ نیر اعظم نے طلوع کیا ہے۔ اوراندھے بھی اگر روشنی کے اثر کو نہیں دیکھتے توکم ازکم تمازت کومحسوس کرتے ہیں۔ پس آنکھیں کھولو ایسا نہ ہو کہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہ دیکھو۔ میں اتمام حجت کرچکا اب فیصلہ تم پر موقوف ہے۔

وما علینا الا البلاغ